

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے قلم سے شریعت کے بارے انمول نکتے

مکمل 3 حصے

احکام شریعت

مع مختصر حالات
اعلیٰ حضرت امام اہل سنت



تصنیف لطیف

احمد رضا محدث بریلوی

کتابخانہ امام احمد رضا

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے قلم سے شریعت کے بارے انمول تحفہ

مکمل 3 حصے

احکام شریعت

مع مختصر حالات

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت

DATA ENTERED

223319

سیف ایف

مجدد اعظم امام احمد رضا محدث بریلوی

کتاب خانہ امام احمد رضا

۲۹۷۷۳
۲۰۲۸۰
جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

۱۲۵۷۷۴۲	احکام شریعت	نام کتاب
	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	مصنف
	علامہ مخدوم محمد عبدالعزیز چشتی	نظر ثانی
	محرم الحرام 1433ھ 2012ء	اشاعت اول
	352	صفحات
	عزیز کمپوزنگ سنٹر لاہور 0344-4996495	کمپوزنگ
	عبدالشکور رضا	زیر اہتمام
	کتب خانہ امام احمد رضا دربار مارکیٹ لاہور	ناشر
	250/= روپے	قیمت

منے کے پتے

- 1 قادری رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور 042-37213575
- 2 علامہ فضل حق پبلی کیشنز دربار مارکیٹ لاہور 0300-7241723
- 3 اسلامک بک کارپوریشن، کمیٹی چوک راولپنڈی 051-5536111
- 4 مکتبہ قادریہ، میلاد مصطفیٰ چوک سرکار روڈ، گوجرانوالہ 055-4237699
- 5 مکتبہ بابا فرید چوک جٹی قبر پاکپتن شریف 0301-7241723
- 6 مکتبہ خوشیہ عطاریہ اوکاڑہ 0321-7083119
- 7 مکتبہ برکات المدینہ کراچی 0213-4219324
- 8 مکتبہ خوشیہ کراچی 0213-4910584
- 9 مکتبہ رضویہ آرام باغ کراچی 0213-2216464
- 10 نورانی وراثی ہاؤس ڈیرہ غازی خان 0321-7387299
- 11 مکتبہ المجاہد بھیرہ شریف 048-6691763

فہرست

احکام شریعت (حصہ اول)

- 20 سوانح حیات اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
- (31) احناف کے نزدیک مچھلی کے سوا تمام ذریعہ کی جانور حرام ہیں
- 31 جھینگا مچھلی کی ہی ایک قسم ہے
- 32 چھوٹی مچھلیاں جن کے پیٹ سے آلائش نہیں نکالی جاسکتی ان کا کھانا مکروہ تحریمہ ہے
- 33 جھینگانہ کھانا اولیٰ ہے
- 34 یارسول اللہ یا ولی اللہ یا علی مشکل کشا کہ الفاظ سے ندا کرنا اور وسیلہ جانتے ہوئے
- 34 ان سے مدد طلب کرنا بالکل جائز اور روا ہے، اس کا ثبوت اور اس کے دلائل
- 35 پولیس کی وردی اور کفار کی دھوتی پہن کر نماز ادا کرنے کا کیا حکم ہے
- 36 کافر کے جھوٹے کا حکم
- 37 تحقیق یہ ہے کہ کافر کے جھوٹے سے پرہیز کرنا ضروری ہے
- ظہر کی چار سنت پڑھ لیں پھر سہو فرض کی چار سنت کی نیت کر لی دو سنت پڑھ کر آخری دو
- 40 میں فرض کی نیت کی کیا اس طرح ادا ہو جائیں گے؟ اس کا حکم
- 42 فرض کی آخری دو رکعتوں میں میں فاتحہ کے بعد سہو اسورت ملا لی تو کوئی حرج نہیں
- (47) بندوق سے مراد ہوا جانور حرام ہے۔ ہاں موت واقع ہونے سے پہلے ذبح کر لیا گیا تو حلال ہے
- 50 ہر قسم کا شکار تفریحاً بالاتفاق حرام ہے۔
- 51 تانبے کے برتن میں بلا قلعی کئے کھانا پینا وضو کرنا مکروہ ہے۔
- 51 مٹی کے برتن تو وضع کے زیادہ قریب ہیں
- یہ عقیدہ رکھنا کہ فٹاں درخت پر شہید مرد ہے ہیں اور اس عقیدہ کے تحت وہاں فاتحہ دلانا
- 53 وغیرہ محض واہیات خرافات اور جاہلانہ جماعات ہیں۔
- 53 حقوق والدین کا تیسرا بیان

- 65 نماز وتر میں دعائوت کی جگہ قیل، ہو اللہ پڑھنے کا حکم
- 66 کن کیا اڑانا اور اس کی ڈور لوٹنا حرام ہے
- 67 کتابا پلنے، کبوتر پالنے اور بٹیر بازی و مرغ بازی وغیرہ کا شرعی حکم
- 70 کتے کے پکڑے ہوئے شکار کا حکم
- 74 نمازی کے آگے سے گزرنا گناہ ہے اس مسئلہ کی پوری تفصیل
- 77 جواب سلام کا جائز اور ناجائز طریقہ
- 84 قوالی مزامیر کے ساتھ سننا حرام ہے
- 90 اذان میں حضور ﷺ کے نام پر ناخن چومنا مستحب ہے لیکن خطبہ میں نہ چاہئے
- 91 مزارات اولیاء کرام پر روشنی کرنا اور چادریں چڑھانا جائز ہے نفس تحقیق
- 97 محمد نبی، احمد نبی، نبی احمد رکھنے حرام ہیں
- 101 غفور الدین نام رکھنا بھی منع ہے
- 102 کلب علی، کلب حسن، کلب حسین، غلام علی وغیرہ اسماء کے ساتھ محمد علی یا محمد غلام علی ملا کر
- لکھنا یا بولنا ٹھیک نہیں
- 102 بدر الدین، نور الدین، تاج الدین وغیرہ نام بھی اچھے نہیں۔ ہاں بزرگوں کے ناموں
- کے ساتھ لوگوں نے توصیفانہ القاب لگائے یہ درست ہے۔
- 105 علی جان، محمد جان نام جائز ہیں
- 105 محمد و احمد نام کے فضائل از احادیث
- 107 بد مذہب کی بخشش نہیں
- 117 مولوی عبدالحی لکھنوی کے ایک فتویٰ پر تنقید
- 122 جو شخص اپنے آپ کو حضور ﷺ کو مملوک تصور نہیں کرتا وہ حلاوت ایمان سے محروم رہتا
- ہے
- 124 حضور ﷺ کے مالک جہاں ہونے کا مطلب
- 127 موسم سرما اور گرما میں وقت زوال کی تحقیق
- 128 جدول نصف النہار حقیقی و شروع وقت ظہر بریلی

- 129 ایمان کی تعریف اور کمال ایمان
- 130 حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق کیا اعتقاد رکھنا چاہئے
- 133 غلہ خریدنے کے لیے پیشگی روپیہ دینے اور نرخ مقرر کر لینے کی تحقیق
- 133 بیع غلہ کی بعض صورتیں جو قطعاً سود ہیں
- 134 شہر میں متعدد جمعہ ادا کرنے کا مسئلہ
- 135 طلاق کی اقسام
- 136 زکوٰۃ کے نصاب اور بعض دیگر مسائل زکوٰۃ کی تحقیق
- 136 صدقہ فطر کا وزن اور اس کے چند مسائل
- 137 مسجد میں ہڈنا اور دنیا کی باتیں کرنا سخت منع ہے
- 138 حرام روپے کو نیک کاموں میں صرف کرنے کا حکم
- 138 محصول چنگی کی ملازمت کرنے کا حکم
- 139 کفار کی اقسام۔ بدترین کفار کون ہیں؟
- 141 مسجد میں مانگنا اور سوال کرنا
- 142 خیرات کا ناجائز طریقہ
- 143 بعض آداب مسجد کا بیان
- 144 اجرت مقرر کر کے قبر پر قرآن مجید پڑھانا حرام ہے جائز صورت کا طریقہ
- 144 ایک بیمار کی بیماری دوسرے کو نہیں لگتی
- 145 بیمار کے ساتھ کھانے میں کوئی حرج نہیں اس مسئلہ کی پوری تحقیق
- 146 نشویب مستحسن ہے۔ محویب کی وہ مستحسن صورتیں جن کو وہابیہ بدعت کہتے ہیں
- 147 تمباکو پان کھا کر قرآن مجید، درود شریف اور وظائف کرنے کا حکم
- 148 پڑوسی کے حقوق کا بیان
- 150 نیاز اور فاتحہ میں فرق اور فاتحہ کا طریقہ
- 150 سیاہ خضاب لگانا حرام ہے۔ زرد یا سرخ اچھا ہے
- 151 قادیانی، رافضی، تہرائی، یہودی اور نصاریٰ وغیرہ کے ذبیحہ کا حکم

- 152 قادیانی، رافضی، وغیرہ اور اہل کتاب کے ساتھ نکاح کرنے کا حکم
- 153 بیچ صرف اور سود کی بعض صورتوں کا بیان
- 154 ذبیحہ کے ایک ضروری مسئلہ کا بیان
- 155 حقوق والدین
- 155 شیعوں کی مجالس میں جانا، ان کے مرثیے سننا اور ان کی نیاز کی چیز لینا حرام ہے
- 155 محرم میں سبز اور سیاہ کپڑے پہننا منع ہے کہ علامت سوگ ہے
- 156 محرم شریف سے متعلق بعض ناجائز باتوں کا بیان
- 156 شانوں تک بال رکھنا جائز بلکہ سنت ہے اس سے زائد حرام ہیں
- 157 کن لوگوں کی امامت جائز اور کن کی حرام اور کن کی مکروہ ہے
- 157 داڑھی منڈانے والے یا خشخاش رکھنے والے اور حد شرع سے کم کرنے والے کے پیچھے نماز مکروہ تحریمہ ہے۔
- 158 عورت و مرد کے ایک دوسرے پر حقوق کا بیان
- 159 ننگے سر نماز پڑھنے کا حکم
- 159 ذبح کے وقت اگر ساری گردن کٹ گئی تو ذبیحہ حلال ہے
- 160 تیجے کے چنے صرف فقیر کھا سکتا ہے بزرگوں کی فاتحہ غنی فقیر سب کھا سکتے ہیں کہ یہ تبرک ہے
- 161 ذبح پر اجرت لینا جائز ہے اس کی امامت درست ہے
- 162 بزرگوں کا شجرہ پڑھنا جائز ہے اور اس کی امامت درست ہے
- 163 مسجد میں کھانے پینے کا حکم
- 164 دو بہنوں سے بیک وقت نکاح کرنے اور ان کی اولاد کا حکم
- (حصہ دوم)
- 167 وقت مغرب کی تحقیق
- 168 چند مسائل زکوٰۃ

- 169 قربانی کس پر واجب ہے
- 170 نماز قضا کی نیت کا طریقہ
- 170 قضا نمازیں پڑھنے کا مختصر اور آسان طریقہ
- 171 عورت اپنے ایام عدت کس مکان میں پورے کرے
- 171 امامت سے متعلق ایک مسئلہ
- 171 طوائف کا بیٹا اگر مسائل نماز طہارت کا پوری طرح واقف ہو تو اس کے پیچھے نماز درست
- 172 کون سی دعوت سنت ہے اور کون سی دعوت قبول کرنی چاہیے اور کون سی نہ کرنی چاہیے
- 173 شب معراج کے متعلق ایک جھوٹی روایت کی تردید
- 173 مصنف کتاب معارج النبوة کی ثقاہت یا عدم ثقاہت
- 173 طوائف کی جرام آمدنی سے میلاد شریف پڑھنے کا حکم
- 173 مجلس میلاد میں بعد میلاد شریف ذکر شہادت امام حسن رضی اللہ عنہ اور واقعات کر بلا پڑھنا منع ہے
- 173 خاتون جنت حضرت سیدۃ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے متعلق ایک غلط روایت کی تردید
- 173 روافض کی مجالس مرثیہ دسوز خوانی میں شریک ہونا حرام ہے
- 173 میلاد شریف پڑھنے کی اجرت مقرر کرنا منع ہے
- 173 شب معراج حضور اکرم ﷺ کے مع نعلین شریف عرش پر تشریف لے جانے کی روایت موضوع ہے
- 174 حضور ﷺ کے والدین کو عذاب میں جاننا جھوٹ افترا اور بہتان ہے مسائل شرعیہ کو جانتے ہوئے نہ ماننا گمراہی ہے
- 176 مدینہ منورہ میں رہائش اختیار کرنے کا حکم
- 176 برطانوی دور اقتدار میں ہندوستان سے ہجرت کا مسئلہ
- 176 اعلیٰ حضرت علیہ السلام نے تحریک خلافت میں حصہ کیوں نہ لیا
- 177 پتہ یاد رخت تسبیح سے غفلت کی وجہ سے سزا اگر جاتا ہے کیا بعد سزا دوبارہ تسبیح میں مصروف ہو جاتا ہے یا نہیں؟
- 178 اللہ تعالیٰ کا ذکر ضمیر مفرد سے بہتر ہے یا ضمیر جمع ہے؟

- 179 بچہ کس عمر کو پہنچے تو اس کو بسم اللہ شروع کرانی چاہیے
- 179 اپنے شیخ کے وصال کے بعد کسی دوسرے بزرگ سے بیعت کا حکم
- 180 جمعہ کے دن احتیاطاً التطہر کا مسئلہ
- 180 داڑھی منڈے آدمی کے متعلق اگر یہ معلوم نہ ہو کہ مسلمان ہے یا کافر تو اس سے ابتداء اسلام جائز نہیں
- 180 حضور ﷺ کی چادروں پشتوں کو درود فاتحہ جائز ہے
- 181 یزید پلید کے اسلام و کفر کا حکم
- 181 غنی صدقہ کھا سکتا ہے یا نہیں اس کی تحقیق
- 181 فرشتوں پر درود فاتحہ پڑھنے کا حکم
- 181 نذر مانی کہ کا ہو گیا تو نذر مسجد میں لے جاؤں گا ایسی نذر امیر، غریب سب کھا سکتے ہیں
- 182 مردہ کی طرف سے جو کھانا دیا جائے وہ صرف غریب کھا سکتا ہے
- 182 ختنہ کی تقریب میں عام دعوت کرنا درست ہے
- 182 ایک آدمی کے ذمہ نماز، روزہ، حج اور صدقہ وغیرہ ہو اور وہ ادا کئے بغیر مر جائے تو ادائیگی کا طریقہ
- 183 وراثت کا ایک مسئلہ
- 183 عورتوں کا مزارات پر جانا منع ہے
- 183 اولیاء کرام اپنی قبور میں تصرف فرماتے ہیں
- 184 نفی تصرف کی ایک بے ہودہ دلیل کا رد
- 184 مزار امیر کے ساتھ قوالی حرام ہے
- 184 کسی قبر سے چراغ کی روشنی کا نمودار ہونا صاحب قبر کی بزرگی کی دلیل ہو سکتی ہے؟ اس کی وضاحت
- 184 قبر پر درخت لگانا قبرستان کی حفاظت کے لیے چار دیواری بنانا درست ہے
- 185 زندہ بزرگوں کا وصال یافتہ بزرگوں سے ہم کلام ہونا بکثرت ثابت ہے
- 185 اللہ تعالیٰ کے اسماء کا شمارنا ممکن ہے یوں ہی حضور ﷺ کے اسماء مبارکہ بھی بے شمار ہیں

- 185 سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص میں بھی حضور ﷺ کی نعت پائی جاتی ہے
- 185 وصال یافتہ بزرگ اگر خواب میں اپنے مرید کو کوئی کام بتائے تو اگر وہ کام موافق شروع ہو تو اس کا کرنا اچھا ہے
- 186 حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لال کافر کو مارنے کا قصہ بے اصل ہے
- 186 ستون حنانہ آخرت میں جنت کا درخت بنے گا
- 186 فرعون وغیرہ کے دعویٰ الوہیت اور حضرت منصور رضی اللہ عنہ وغیرہ کے انا الحق کہنے میں فرق ہے
- 186 جس زمین کی مال گزاری مالک دیتا ہو اس میں پانی ٹھہرا اور پھلی ٹھہری تو مالک اس پھلی کی ملکیت کا دعویٰ کر سکتا ہے
- 186 نماز میں کثرت رکوع و سجود کی نسبت طول قیام بہتر ہے
- 186 نماز میں ٹوپی گر جائے تو اٹھا کر سر پر رکھ سکتا ہے مگر بار بار نہ کرے
- 186 رکوع میں کسی کے لیے دیر کرنے کی نفیس تحقیق
- 187 بھول کر رکوع میں چلا گیا اور دعا قنوت نہ پڑھی اب واپس قیام کی طرف نہ آئے غرض قرأت کی مقدار
- 189 عورت حج کو جانا چاہے شوہر نہ جانے دے اس مسئلے کی تحقیق
- 189 نماز کا وقت جا رہا ہے شوہر نماز کے علاوہ کوئی اور حکم دے تو مسئلہ یہ ہے کہ نماز پڑھے اور شوہر کا حکم نہ مانے
- 190 مجلس میلاد شریف میں آخر وقت میں قیام کی وجہ وہابیہ کے سوال کا جواب
- 190 کسی باطل فرقے کے عقائد پسند کرنا کفر ہے
- 191 تعدیل ارکان نہ کرنا گناہ ہے نماز واجب الاعادہ ہے
- 191 عورت شوہر کی اجازت کے بغیر بھی مرید ہو سکتی ہے
- 191 کفو کا مسئلہ
- 192 پہلی رکعت میں ایک سورت پڑھی دوسری میں اس سے پہلی پڑھ لی تو نماز ہو جائے گی مگر قصد ترتیب بدلنا گناہ ہے
- 192 غیر عربی الفاظ کو خطبہ میں ملانا خلاف سنت متوارثہ ہے

- 192 سفر شرعی کی حد
- 193 تین اوقاف مکروہہ میں تلاوت قرآن میں بہتر نہیں
- 193 آیات میں وقف کا مسئلہ
- 193 بھنگ، چرس وغیرہ کا قلیل مقدار میں استعمال بھی گناہ ہے۔
- 194 بعض کلمات کفریہ کا بیان
- 194 طلاق کا ایک مسئلہ
- 194 ایام حمل میں طلاق نہ دینی چاہئے اگر دے تو ہو جائے گی
- 195 آیات کی ترتیب بدل جانے کے باوجود نماز ہو جاتی ہے الخ
- 195 سود کی بعض صورتیں
- 195 قربانی کس پر واجب ہے؟
- 196 فساد معنی اگر ہزار آیت کے بعد بھی رو نما ہو تو نماز جاتی رہے گی
- 196 غلط اذان سے نماز مکروہ ہوتی ہے
- 196 نابالغ کے پیچھے بالغ کی کوئی نماز نہیں ہو سکتی
- 196 نابالغ کی اذان کا مسئلہ
- 196 چاندی کی انگٹھی ایک نگ کی ساڑھے چار ماشہ سے کم وزن کی جائز ہے
- 197 باقی کسی طرح کی انگٹھی جائز نہیں
- 197 گھڑی کا سونے چاندی کا چین مرد کو حرام ہے۔ اور دوسری دھاتوں کا ممنوع ہے اسے
- 197 پہن کر نماز مکروہ تحریمی ہے
- 197 سونے چاندی کے بلازنجیر والے بٹن مرد کو جائز ہیں
- 197 سونے چاندی کے زنجیر والے بٹن مرد کو کسی صورت جائز نہیں
- 197 جس نے فجر یا ظہر کی سنتیں نہ پڑھی ہوں اس کے امام بننے کا مسئلہ
- 197 نماز کے لیے سوتے آدمی کو ضرور جگانا چاہیے
- 198 تکبیر بیٹھ کر سننا مسنون ہے کھڑے ہو کر سننا مکروہ ہے
- 198 صرف ایک تکبیر کہہ کر رکوع میں جماعت کے ساتھ مل گیا نماز ہوگی یا نہیں؟

- 198 غسل ضروری سے متعلق ایک مسئلہ
- 198 داڑھی منڈانے والا، خشخاشی رکھنے والا اور حد شرع سے کم کرنے والا فاسق معطن ہے اسے امام بنانا گناہ ہے فرض ہو یا تراویح الخ۔
- 199 شرعی داڑھی کی مقدار
- 199 طلوع آفتاب سے کم از کم بیس منٹ بعد قضا وغیرہ پڑھنے کا حکم ہے
- 199 بیس منٹ تک انتظار واجب ہے
- 199 میت کے گرد قبر کو پختہ بنانا درست نہیں۔ اوپر کا حصہ پختہ ہو تو کوئی حرج نہیں
- 199 غلط فرقہ والوں اور یہود نصاریٰ کی ملازمت کا حکم
- 199 عورت کے لیے پردے اور زیارت والدین کا مسئلہ
- 200 ذکر جہر جائز ہے اور اس کی جائز حد کا بیان
- 200 جو شخص نماز، کلمہ وغیرہ نہ جانتا ہو اور سیکھنے کا کہو تو انکار کرے ایسے شخص کو شخص کو نئے سرے سے مسلمان ہونا چاہیے
- 200 برائے تعلیم وہابی سنی بن کر مناظرہ کرنا بھی درست نہیں
- 201 کفار کو اخلاق میں اچھا کہنا بھی گناہ ہے
- 201 لا وارث کے ترکے کا مسئلہ
- 202 نماز کی تحقیر کرنے، عذاب الہی کو ہلکا جاننے اور قادیانی کی حماقت کرنے والا انسان اسلام سے خارج ہو جاتا ہے
- 202 قادیانوں سے میل جول، معاشرت حرام ہے
- 202 بد مذہبوں سے میل جول رکھنے والا فاسق معطن ہے امامت کے لائق نہیں
- 203 جہیز عورت کا حق ہے
- 203 فصیل حوض مسجد سے خارج ہوتی ہے
- 204 جن عورتوں کے ساتھ نکاح جائز اور جن کے ساتھ ناجائز ہے ان کا بیان
- 204 روانفص زمانہ علی العموم مرتد ہیں ان سے میل جول وغیرہ حرام ہے
- 205 میت کے لیے صدقہ اور اسقاط کا مسئلہ

افیون کی تجارت کا حکم

206

پیر سے بھی پردہ ضروری ہے

206

عورتوں سے خلط ملط رکھنے والے پیر کی بیعت نہ ہو

206

بیمہ کا شرعی حکم

206

نسب باپ کی طرف سے چلتا ہے

207

آخری چہار شنبہ کی کوئی اصل نہیں

207

پیر، استاد کی تعظیم مسجد میں بھی جائز ہے

208

عالم دین کے قدموں کو بوسہ دینا سنت ہے اور قدموں پر سر رکھنا جہالت ہے

208

عورت بلا اجازت کہا جاسکتی ہے اور کہاں نہیں جاسکتی؟

208

صرف احتمال سے کہ یہ ولد الزنا ہے شرعی باپ کے ترکے سے محروم نہیں ہو سکتا

212

دعوت ولیمہ اور ختنہ کا اعلان کرنا درست ہے

214

نیوتے کی رسم درست ہے

214

رام چند وغیرہ نبی نہیں تھے

217

درخت یا پتہ تسبیح سے غفلت کی وجہ سے کاٹ دیا گیا بعد سزائے غفلت تسبیح میں مشغول نہیں ہوتا

217

موالات کفار حرام ہے مسبوط اور عمدہ بحث

218

زن مرتدہ کے بعض احکام کا بیان

219

جمعہ کی اذان ثانی مسجد کے اندر خلاف سنت ہے

234

خلفائے راشدین کے زمانہ میں بھی یہ اذان خارج مسجد ہوتی تھی فقہ حنفی کی معتد کتابوں میں یہ مسئلہ مذکور ہے

234

خلاف حدیث و فقہ رواج پر اڑنا برا ہے

234

بدعت کوئی بات ہے؟

236

مکہ معظمہ میں بھی اذان خارج مسجد ہوتی ہے

237

مردہ سنت کو زندہ کرنا بڑا ثواب ہے

239

- 240 علمائے کرام کا فرض منجھی ہے کہ مردہ سنتوں کو زندہ کریں
- 240 حوض کی فصیل خارج مسجد کے حکم میں ہے جبکہ پہلے سے ہی وہ حوض کے لیے مختص کی گئی ہو
- 240 لکڑی کا منبر سنت ہے
- 241 عبدالمصطفیٰ لکھنا اور کہلانا بالکل جائز ہے اس کے دلائل
- 244 ناپاک گھی کو پاک کرنے کا طریقہ
- 245 موچھیں اتنی بڑھانا کہ منہ میں آئیں حرام ہیں
- 245 خطبہ جمعہ میں سلطان اسلام کا نام لے کر اس کے لیے دعا کرنے کا حکم
- 246 سر پر شال ڈال کر نماز پڑھنے پڑھانے کا مسئلہ
- 246 ولد الزنا کی نماز جنازہ پڑھی جائے اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے
- ملفوظات اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ**
- 247 مرض اطرا کے متعلق تعویذ
- 248 بڑچراغ روشن کرنے کی ترکیب
- 250 خرابی دماغ کا علاج از آیات قرآنی
- 250 حضور ﷺ کا کبیل اوڑھنا ثابت ہے
- 250 پیراہن میں کتنے کپڑے ہوتے ہیں
- 250 موم بتی مسجد میں جلانے کا حکم
- 250 ولایت کی بنی ہوئی موم بتی کا حکم
- 251 نماز کا ایک مسئلہ
- 251 جماعت ثانیہ صرف جائز ہے اصل جماعت اول ہے
- 251 نماز جنازہ میں تین صفیں کی جائیں
- 252 جانور ذبح کر کے سری چوراہے میں پھینکنا وغیرہ حرام اور اضاعت مال ہے
- 252 خطبہ نکاح بھی کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے

- 252 معلم بچوں سے کا کر سکتا ہے یا نہیں؟ اس کی وضاحت
- 252 میلاد خواں کے ساتھ امر دشمن نہ ہونا چاہئے
- 252 نوشہ کے اوٹن ملنا جائز ہے
- 252 نماز قصر کا ایک مسئلہ
- 253 وطن اصلی اور وطن اقامت کا ایک مسئلہ
- 253 وہابی نکاح پڑھاتے تو نکاح ہو جاتا ہے مگر حرام ہے
- 253 ولیمہ زفاف کی سنت ہے
- 253 نکاح کے بعد چھو ہارے لوٹا نا حدیث سے ثابت ہے
- 253 سیاہ خضاب حرام ہے
- 253 صحابہ رضی اللہ عنہم جہاد کی غرض سے خضاب لگاتے تھے
- 253 نماز قصر نہ تھی اور قصر پڑھ لی تو اس کا اعادہ ضروری ہے
- 254 مسجد کی زمین کی بیع حرام ہے اگرچہ مسجد ویران ہو چکی ہے
- 254 نماز جنازہ میں جلدی کرنے کا مطلب
- 254 مردہ کے ساتھ مٹھائی وغیرہ قبرستان میں لے جانا منع ہے
- 254 حرمت مصاہرۃ کا مسئلہ
- 255 بعض عورتیں نور نبی کریم ﷺ کی تمنا میں فوت ہو گئیں
- 255 حیلہ اسقاط سے کس قدر کفارہ ادا ہوتا ہے؟
- 255 خطبہ کے وقت عصا ہاتھ میں نہ لینا اولیٰ ہے
- 255 دیہات میں جمعہ پڑھنے کا مسئلہ
- 256 حضور ﷺ کی قسم کھانے میں کفارہ لازم نہیں
- 256 حضور ﷺ کی قسم کھانا بے ادبی ہے
- 256 تانبے، پیتل وغیرہ کا خلال گلے میں لٹکانا منع ہے
- 256 جوان غیر محرم عورتوں کے سلام کا جواب دل میں دینا چاہیے
- 256 سنت فجر اول وقت میں پڑھنا اولیٰ ہے

- 256 ظہر کی اول سنت پڑھے بغیر جماعت نہ کرائے
- 256 جمعہ کی پہلی چار سنتیں خطبہ کی وجہ سے اگر رہ جائیں تو نماز کے بعد ضرور انہیں پڑھے
- 257 ہندو کسی جائز مقصد کے لیے آڑھت لیں جائز ہے
- 257 دست غیب کے لیے دعا کرنا حرام ہے
- 257 کیسا کوئی شے نہیں
- 257 اصل دست غیب جو قرآن نے بتایا ہے
- 258 علم باطن کا ادنیٰ درجہ
- 258 غیر عالم کو وعظ کہنا حرام ہے
- 258 عالم کی تعریف
- 258 ماجدہ کے لیے کم از کم اسی برس درکار ہیں

(حصہ سوم)

- 261 شطرنج اور ناش کھیلنا جائز ہے
- 261 سود اور رشوت کا مال صرف زبانی توبہ سے پاک نہیں سکتا
- 261 لباس کے متعلق ایک قاعدہ کلیہ
- 262 طواف قبر اور سجدہ قبر ناجائز ہے
- 262 بوسہ قبر بھی منع ہے
- 262 نقالوں وغیرہ کو دینے کا حکم
- 263 ایک دوسرے پر آم کی گھٹلیاں مارنا ممنوع ہے
- 264 بیل بکرے وغیرہ کو خصی کرنا بالاتفاق جائز ہے
- 265 وہابیوں کے پاس اپنے بچوں کو پڑھانا حرام حرام حرام ہے
- 265 انگریزوں کی نوکری کرنا درست ہے اگر اس میں کوئی عذر شرعی مانع نہ ہو
- 265 جھوٹے کام کا جو تا بھی مرد کو مکروہ ہے
- 266 بعد موت مرد عورت کو دیکھ سکتا ہے چھو نہیں سکتا

- 266 عورت چھو بھی سکتی ہے اور غسل بھی دے سکتی ہے
- 267 بد مذہبوں کے ہاں کے پریس میں نوکری کرنا ان کے کلمات ملعونہ لکھنا یا چھاپنا اشد گناہ اور موجب لعنت ہے۔ الخ
- 270 نامحرم اندھے سے بھی پردہ کرنا ضروری ہے
- 271 کبوتر بازی، مرغ بازی وغیرہ حرام
- 271 ایک رباعی جو نہ پڑھنی چاہئے
- 271 ایصال ثواب کا طریقہ
- 272 حقہ کے پانی سے وضو جائز ہے
- 272 سوتی موزوں پر مسح درست نہیں
- 273 جنبی شخص سلام کا جواب دے سکتا ہے مگر بعد از تیمم بہتر ہے
- 274 بے وضو آیات قرآنی کو ہاتھ لگانا منع ہے
- 274 معذور سے متعلق چند مسائل نماز
- 275 جنبی کے سینے سے کپڑے ناپاک نہیں ہوتے
- 275 پڑیا سے رنگے ہوئے کپڑے پہنے کا حکم
- 276 شبہ سے کوئی چیز نہ پاک نہیں ہوتی
- 278 مردہ جانور کی ہڈی پاک ہے
- 278 بچے کا پیشاب ناپاک ہے
- 278 لحاف وغیرہ ناپاک ہو جائے تو اسے پاک کرنے کا طریقہ
- 279 نجاست کا ایک مسئلہ۔ نجاست کا دوسرا مسئلہ
- 280 ہنود کی اشیاء خوردنی دودھ، گھی، ترکاری کا استعمال مسلمان کے لیے جائز ہے مگر تقویٰ یہ ہے کہ پرہیز کرے۔
- 281 لوح محفوظ کی حقیقت
- 281 لوح محفوظ میں لکھا ہوا تغیر و تبدل سے محفوظ ہے
- 281 نسخ صحف میں ہے لوح میں نہیں

- 281 مطلقاً ترک تدبیر جہل شدید اور اسباب پر اعتماد نام ضلال بعید ہے
- 281 شقی ازلی درست نہیں ہو سکتا
- 282 اللہ تعالیٰ حاکم حقیقی ہے سب اس کے محتاج ہیں
- 282 علم غیب انبیاء کی بحث
- 283 حقہ کے متعلق تحقیق بسیط
- 284 حقہ کے متعلق مزید ایک فتویٰ
- 295 بد مذہبوں کو دوست بنانے والا ہرگز امامت کے لائق نہیں
- 296 اپنا حق حاصل کرنے کے لیے جھوٹی بات کہنا کہاں تک جائز ہے؟
- 302 اپنے حق کے وصول کے لیے زبردستی کرنا جائز ہے یا نہیں؟
- 303 فقہی مسائل میں غیر مسلک کے علماء یا ان کی کتب مثلاً احیاء العلوم وغیرہ کی سند کافی ہے یا نہیں؟
- 303 نماز عشاء کے فرض دو ترکے بارے میں
- 305 کتب عقائد میں اثبات نبوی ﷺ کے بارے میں احادیث کے حوالے کس نے کن الفاظ سے تخریج کئے ہیں
- 305 عورت کو محارم اور غیر محارم مرد اور عورتوں کے سامنے جانا جائز ہے یا نہیں؟
- 318 چاندی سونے کی گھڑیاں رکھنا یا سیم و زر کے چراغ بغرض اعمال جلانا جائز ہے یا نہیں؟
- 320 میت کی تعزیت کے لیے آنے والوں کی پان چھالیا وغیرہ سے تواضع کرنا اہل میت کے لیے کہاں تک جائز ہے
- 328 روانفص معتزلہ کا جنت میں رویت باری کا منکر ہونا اور ماں باپ کے رکھے ہوئے نام اور لوح محفوظ میں لکھے ہوئے نام کے بارے میں
- 333 استاد کے بد عقیدہ ہو جانے پر شاگرد کو اس کی تعظیم کرنا جائز ہے یا نہیں
- 335 جملہ انبیاء کرام باجماع اہلسنت قبل بعثت و بعد بعثت ہر طرح معصوم ہیں
- 335 کلمہ توحید کا ذکر بطور مشائخ سکھانے کے بارے میں
- 336 کپڑے یا بدن کا کوئی حصہ نجس ہو گیا ہو اس کے بارے میں

- 338 ہلال عید دن چڑھے نظر آنے و شدید بارش کی وجہ سے نماز پڑھ لینے اور بقیہ لوگوں کے دوسرے دن نماز عید پڑھنے کے بارے میں
- 341 بلاعذر روز اول نماز عید نہ پڑھنے والے کے لیے روز دوم نماز پڑھنے کے بارے میں
- 343 متولی درگاہ کو اپنی تولیت دوسرے کو کلایا جزا منتقل کرنے کے بارے میں
- 344 متولی اوقاف کے تولیت کے بارے میں
- 348 جلد نماز پڑھنے والے کو ٹوکنے، کافر و مشرک لوگوں کو سلام کرنے اور ان کی تعظیم کرنے، نصاریٰ کی کچھریوں اور حکام کو عدالت اور عادل کہنے اور خلاف دین امر کی کتابت و طباعت کے بارے میں
- 350 داستان امیر حمزہ میں مذکور عمر و عیار کے بارے میں
- 351 اخبار اور شہادت شرعیہ کے بارے میں
- 351 شہادت کی صورت میں لفظ اشہد کہنا ضروری ہے یا ترجمہ ہی کافی ہے
- 352 روزہ کی حالت میں بہ جبر جماع کرنیکی صورت میں صرف قضا لازم ہے یا کفارہ بھی
- 352 روزہ کی حالت میں کان میں پانی چلے جانے اور دماغ تک پانی پہنچ جانے کے بارے میں



احکام شریعت

(حصہ اول)

بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سوانح حیات

مولانا امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

اعلیٰ حضرت عظیم البرکتہ مجدداتہ حاضرہ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی تیرھویں صدی کی واحد شخصیت تھی جو ختم صدی سے پہلے علم و فضل کا آفتاب فضل و کمال ہو کر اسلام کی تبلیغ میں عرب و عجم پر چھا گئی اور چودھویں صدی کے شروع ہی میں پورے عالم اسلام میں ان کی حق و صداقت کا منارہ نور سمجھا جانے لگا۔ ملت اسلامیہ کو اس کا اعتراف ہے کہ اس فضل و کمال کی گہرائی اور اس علم راسخ کے کوہ بلند کو آج تک کوئی نہ پاسکا۔

پیدائش

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ۱۰ شوال المکرم ۱۳۷۲ھ، مطابق ۱۲ جون ۱۸۵۶ء ہفتہ کے روز ہندوستان کے مشہور شہر بریلی شریف میں پیدا ہوئے۔ اور آپ کا پیدائشی اسم مبارک محمد رکھا گیا۔

علمی بصیرت

مولانا سید سلیمان اشرف صاحب بہاری مرحوم مسلم یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر ضیاء الدین کو لے کر جب اس لئے حاضر خدمت ہوئے کہ ایشیا بھر میں ڈاکٹر صاحب ریاضی و فلسفہ میں فرسٹ کلاس کی ڈگری رکھتے ہوئے ایک مسئلہ حل کرنے میں زندگی کے قیمتی سال لگا کر بھی حل نہ کر پائے تھے، اور فیثا غورٹی فلسفہ کشش ان پر چھایا ہوا تھا۔ تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے عصر و مغرب کی درمیانی مختصر مدت میں مسئلہ کا حل بھی قلم بند کرادیا فلسفہ کشش کی کھینچ تان کو بھی قلم بند فرمادیا جو رسالہ کی شکل میں چھپ چکا ہے۔ اس وقت ڈاکٹر صاحب حیران تھے کہ ان کو یورپ کا کوئی ٹھیوریوں والا درس دے رہا ہے یا اس ملک کا کوئی

حقیقت آشنا ان کو سبق پڑھا رہا ہے انہوں نے اس صحبت کے تاثرات کو اجمالاً ان الفاظ میں ظاہر کیا تھا کہ ”اپنے ملک میں جب معقولات کا ایسا ایکسپرٹ موجود ہے تو ہم نے یورپ جا کر جو کچھ سیکھا اپنا وقت ضائع کیا۔“

اس ایک مثال سے آپ کے تبحر علم اور علمی بصیرت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

علوم عقلیہ

یہ روز کا معمول تھا کہ فلکیات و ارضیات کے ماہرین اپنی علمی مشکلات کو لے کر آتے اور دم بھر میں حل فرما کر ان کو شاد شاد رخصت فرمادیتے، یہ بھی دیکھا گیا کہ ماہرین فن نجوم آئے اور فنی دشواریوں کو پیش کیا تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ہنستے ہوئے اس طرح جواب دے کر خوش کر دیا کہ گویا یہ دشواری اور اس کا حل پہلے سے فرمائے ہوئے تھے۔

محدث کچھو چھوی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ ”ایک بار صدر اکہ مایہ ناز (مقامات) شکل ہماری اور شکل عروسی کے بارے میں مجھ سے سوال فرما کر جب کتاب کی (وہی کیفیت؟) دیکھی تو اپنی تحقیق بیان فرمائی تو میں نے محسوس کیا کہ ہماری کی ہماریت بے پردہ ہوگئی اور عروسی کا عرس ختم ہو گیا۔ مسئلہ بخت و اتفاق شمس بازغہ کا سرمایہ تعلق ہے۔ مگر اس بارے میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات جب مجھ کو ملے تو اقرار کرنا پڑا کہ ملا محمود اگر آج ہوتے تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی طرف رجوع کرنے کی حاجت محسوس کرتے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے کسی ایسے نظریے کو کبھی صحیح سلامت نہ رہنے دیا جو اسلامی تعلیمات سے متصادم رہ سکے اگر آپ وجود فلک کو جاننا چاہتے ہوں اور زمین و آسمان دونوں کا سکون سمجھنا چاہتے ہوں اور سیاروں کے بارے میں (کل فی فلک یسبحون) کو ذہن نشین کرنا چاہتے ہوں تو ان رسائل کا مطالعہ کریں جو اعلیٰ حضرت مولانا امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے رشحات قلم ہیں اور یہ راز آپ پر ہر جگہ کھلتا جائے گا کہ منطق و فلسفہ و ریاضی والے اپنی راہ کے کسی موڑ پر کج رفتار ہو جاتے ہیں۔

افتاء کی خداداد عظیم صلاحیت

عادت کریمہ تھی کہ استفتاء ایک ایک مفتی کو تقسیم فرما دیتے اور یہ صاحبان دن بھر محنت کر کے جوابات مرتب کرتے۔ پھر عصر و مغرب کی درمیانی مختصر ساعت میں ہر ایک سے پہلے استفتاء پھر فتویٰ سماعت فرماتے اور بیک وقت سب کی سنتے۔ اسی وقت مصنفین بھی اپنی تصنیف دکھاتے اور زبانی سوال کرنے والوں کو بھی اجازت تھی کہ جو کہنا چاہیں کہیں اور جو سنانا ہوسنائیں۔ اتنی آوازوں میں اس قدر جداگانہ باتیں اور صرف ایک ذات کو سب کی طرف توجہ فرمانا جوابات کی تصحیح و تصدیق اور اصلاح، مصنفین کی تائید و تصحیح اغلاط، زبانی سوالات کے تشفی جوابات عطا ہورہے ہیں اور فلسفیوں کی اس جبط لایصدر عن الواحد الا الواحد (ایک ہستی سے ایک وقت میں ایک ہی چیز صادر ہو سکتی ہے) کی دھجیاں اڑ رہی ہیں۔ جس ہنگامہ سوالات و جوابات میں بڑے بڑے اکابر علم و فن سر تھام کر چپ ہو جاتے ہیں کہ کس کی سنیں اور کس کس کی نہ سنیں وہاں سب کی شنوائی ہوتی تھی اور سب کی اصلاح فرمادی جاتی تھی، یہاں تک کہ ادبی خطا پر بھی نظر جاتی پڑ تھی اور اس کو درست فرما دیا کرتے تھے۔

حیرت انگیز قوت حافظہ

یہ چیز روز پیش آتی تھی کہ تکمیل جواب کے لئے جزئیات فقہ کی تلاش میں جو لوگ تھک جاتے تو عرض کرتے۔ اسی وقت فرما دیتے کہ ردالمحتار جلد فلاں کے صفحہ فلاں کی سطر فلاں میں ان لفظوں کے ساتھ جزئیہ موجود ہے۔ درمختار کی فلاں صفحہ، فلاں سطر پر یہ عبارت ہے۔ عالمگیری میں بقید جلد و صفحہ و سطر میں یہ الفاظ موجود ہیں۔ ہندیہ میں خیر یہ میں، مبسوط میں، ایک ایک کتاب فقہ کی اصل عبارت بقید صفحہ و سطر یہ الفاظ موجود ہیں۔ ارشاد فرما دیتے۔ اب جو کتابوں میں جا کر دیکھتے ہیں تو صفحہ و سطر و عبارات وہی پاتے ہیں جو زبان اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا۔ اس کو آپ زیادہ سے زیادہ یہی کہہ سکتے ہیں کہ خداداد قوت

۱۲۵۷۶۶

حافظہ سے ساری چودہ سو برس کی کتابیں حفظ تھی۔ یہ چیز بھی اپنی جگہ پر حیرت ناک ہے۔ حافظ قرآن کریم نے سالہا سال قرآن عظیم کو پڑھ کر حفظ کیا، روزانہ دہرایا ایک ایک دن میں سو سو بار دیکھا، حافظ ہوا محراب سنانے کی تیاری میں سارا دن کاٹ دیا اور صرف ایک کتاب سے واسطہ رکھا۔ حفظ کے بعد سالہا سال مشغلہ رہا ہو سکتا ہے کہ حافظ کو تراویح میں لقمے کی حاجت نہ پڑی ہو۔ گویا دیکھا نہیں گیا اور ہو سکتا ہے کہ حافظ کسی آیت قرآنیہ کو سن کر اتنا یاد رکھیں کہ ان کے پاس جو قرآن کریم ہے اس میں یہ آیت کریمہ وہی جانب ہے یا بائیں جانب ہے۔ گویا بھی بہت نادر چیز ہے مگر یہ تو عادتاً محال اور بالکل محال ہے کہ آیت قرآنیہ کے صفحہ و سطر کو بتایا جاسکے۔ تو کوئی بتائے کہ تمام کتب متداولہ وغیر متداولہ کے جملہ کو بقید صفحہ و سطر بتانے والا اور پورے اسلامی کتب خانے کا صرف حافظ ہی ہے یا وہ اعلیٰ کرامت کا نمونہ ربانیہ ہے جس کے بلند مقام کو بیان کرنے کے لئے اب تک ارباب لغت و اصطلاح الفاظ پانے سے عاجز رہے۔

علم قرآن

علم قرآن کا اندازہ صرف اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اس ترجمے سے کیجئے جو اکثر گہروں میں موجود ہے اور جس کی کوئی مثال سابق نہ عربی زبان میں ہے نہ فارسی میں اور نہ اردو میں اور جس کا ایک ایک لفظ اپنے مقام پر ایسا ہے کہ دوسرا اس جگہ لایا نہیں جاسکتا۔ جو بظاہر ترجمہ ہے مگر درحقیقت وہ قرآن کی صحیح تفسیر اور اردو زبان میں روح قرآن ہے۔ اس ترجمہ کی شرح حضرت صدرالافاضل استاذ العلماء مولانا نعیم الدین رحمۃ اللہ علیہ نے حاشیہ پر لکھی ہے۔ وہ فرماتے تھے کہ دوران شرح میں ایسا کئی بار ہوا کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے استعمال کردہ لفظ کے مقام استنباط کی تلاش میں دن پر دن گزرے اور رات پر رات کٹتی رہی اور بالآخر ملا تو ترجمہ کا لفظ اٹل ہی نکلا۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ خود شیخ سعدی کے فارسی ترجمہ کو سراہا کرتے تھے۔ لیکن اگر حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ اردو زبان کے اس ترجمہ کو دیکھ پاتے تو فرمادیتے کہ

ترجمہ قرآن شے دیگرست و علم القرآن شے دیگر

علم الحدیث و علم الرجال

علم الحدیث کا اندازہ اس سے کیجئے کہ جتنی حدیثیں فقہ حنفی کی ماخذ ہیں ہر وقت پیش نظر اور جن حدیثوں سے فقہ حنفی پر بظاہر زبرد پڑتی ہے اس کی روایت و درایت کی خامیاں ہر وقت ازیر۔ علم الحدیث میں سب سے نازک شعبہ علم اسماء الرجال کا ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے کوئی سند پڑھی جاتی اور راویوں کے بارے میں دریافت کیا جاتا تو ہر راوی کی جرح و تعدیل کے جو الفاظ فرمادیتے تھے اٹھا کر دیکھا جاتا تو تقریب و تہذیب میں وہی لفظ مل جاتا تھا۔ اس کو کہتے ہیں علم راسخ علم سے شغف کامل اور علمی مطالعہ کی وسعت۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس حقیقت کو واضح فرمادیا کہ بعض لوگوں کا ایمان بالرسول بایں معنی نہیں ہے کہ رسول پاک سید المرسلین ہیں، خاتم النبیین ہیں، شفیع المذنبین ہیں، اکرم الاولین و آخرین ہیں، اعلم الجمعین ہیں، محبوب رب العالمین ہیں، بلکہ رف بایں معنی ہے کہ زیادہ سے زیادہ بڑے بھائی ہیں جو مر کر مٹی میں مل چکے ہیں۔ وہ ہمیشہ سے بے اختیار اور عند اللہ بے وجاہت رہے۔ اگر ان کو بشر سے کم قرار دو تو تمہاری تو حید زیادہ چمکدار ہو جائے گی۔ ان حقائق کو واضح کر دینے کا یہ مقدس نتیجہ ہے کہ آج مسلمانوں کی جمہوریت اسلامیہ کی بڑی اکثریت دامن رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے لپٹی ہوئی ہے اور دشمنان اسلام کے فریب سے بچ کر مجرموں کے منہ پر تھوک رہے ہیں۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ عنا وعن سائر اہل السنۃ والجماعۃ خیر الجزاء۔

علم فقہ میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا مقام

آپ کے علم و فضل اور خاص کر علم فقہ میں تبحر کا اعتراف تو ان اہل علم نے بھی کیا ہے جنہیں مسلک و مشرب میں آپ رحمۃ اللہ علیہ سے اختلاف ہے۔ مثلاً:

ملک غلام علی صاحب جو مو دووی کے محاون ہیں اپنے ایک بیان میں جسے ہفت

روزہ ”شہاب“ لاہور نے ۲۵ نومبر ۱۹۶۲ء کی اشاعت میں درج کیا ہے لکھتے ہیں:

”حقیقت یہ کہ مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ صاحب کے بارے اب تک ہم لوگ سخت غلط فہمی میں مبتلا رہے ہیں۔ ان کی بعض تصانیف اور فتاویٰ کے مطالعہ کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ جو علمی گہرائی میں نے ان کے یہاں پائی وہ بہت کم علماء میں پائی جاتی ہے۔ اور عشق خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم تو ان کے کی سطر سطر سے پھوٹ پڑتا ہے۔“

اسی طرح اعظم گڑھ یوپی سے شائع ہونے والا ماہنامہ ”معارف“ رقمطراز ہے۔

”مولانا امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے زبردست عالم، مصنف اور فقیہ تھے۔ انہوں نے چھوٹے بڑے سینکڑوں فقہی مسائل سے متعلق رسالے لکھے ہیں۔ قرآن عزیز کا سلیس ترجمہ بھی کیا ہے ان علمی کارناموں کیساتھ ساتھ ہزار ہا فتوؤں کے جوابات بھی انہوں دیے ہیں۔“

یہ آراء ان لوگوں کی ہیں جن سے مسلکی اختلافات ہیں۔ اور جو مسلک میں متحد ہیں ان کی آراء کا شمار نہیں کیا جاسکتا۔ تاہم چند کلمات علمائے ربانیین و عظمائے حرین طہیین کے اس موقع پر عرض کر دینا فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔ اب تک تذکروں میں جن جن علماء کے نام پیش کئے گئے ہیں غالباً یہ نام ان سے جدا گانہ ہیں:

(۱) شوافع کے مفتی اور امام، نقیب الاشراف اور شیخ السادة فی المدینة المنورة سیدی السید علوی بن السید احمد با فقیہ ارشاد فرماتے ہیں:

”افضل الفضلاء ابل النبلاء فخر السلف قدوة الخلف

الشیخ احمد رضا۔“

(۲) احناف کے مفتی و امام السید اسماعیل بن خلیل مدنی فرماتے ہیں۔

”شیخنا العلامة المعجود شیخ الاساتذة علی الاطلاق الشیخ

احمد رضا۔“

(۳) حنبلیوں کے امام و مفتی اور مسجد نبوی میں مدرس امام عبداللہ النابلسی الحنبلی ارشاد فرماتے ہیں۔

”العالم العامل الهمام الفاضل محرر المسائل وعویصات الاحکام و محکم بروج الادلة بمزید اتقان و زیادة اجکام سید الشیوخ والفضلاء الکرام قاضی القضاة الشیخ احمد رضا خان“۔

(۴) مالکی حضرات کے امام و مفتی، مدینہ میں دارالافتاء کے اعلیٰ نگران و حاکم سیدی احمد الجزازی ابن السید احمد المدنی فرماتے ہیں۔

”علامة الزمان وفريد الاوان ومنبع العرفان وملحظ النظر سید عدنان حضرت مولانا الشیخ احمد رضا خان“۔

یہ چار شہادتیں مفتیان مذاہب اربعہ، احناف، شوافع، حنابلہ اور مالکین، مدینہ منورہ کی ہیں۔ چار ہی مذاہب اربعہ کے مفتیان کرام، علمائے عظام و مدرسین بیت اللہ الحرام مکہ مکرمہ کی پیش خدمت ہیں۔

(۱) حنفیوں کے امام و مفتی، علامہ الزمان مولانا سید عبداللہ بن مولانا السید عبدالرحمن السراج مفتی حنفیہ مکہ مکرمہ فرماتے ہیں۔

”العامه الفهامة الهمام والعمدة الدراکة الامام ملک العلماء الاعلام الشیخ احمد رضا خان“۔

(۲) مالکین کے امام و قاضی و مفتی و مدرس مسجد حرام کے خاص الخاص مفتی حضرت سیدی امام محمد بن حسین المالکی مفتی و مدرس دیار حرمیہ ارقام فرماتے ہیں۔

”ونشرت اعلام الانتصار علی منبر الهدایہ فی جامع الافتخار وقامت تشبیت فضائل منشیها وتنص علی مناهل مصطفیها وکیف لا وهو احمد المهتدین رضا لازالت

شموس تحقیقات المرصیة طالعة فی سماء الشریعة
السمة المحمدیة۔

(۳) مفتی امام محدث مدرس بیت الحرام مکہ مکرمہ و امام شافعیہ سیدی محمد صالح مدرس
مسجد حرام و امام شافعیہ ارقام فرماتے ہیں۔

”فنقول ابقاه سامیا ذری مجد منخدوم العزو السبعدر افلا
غلل الحبور وارد اموار ذالسرور ما ترنم بمدحه مادح
صدح بشکره صاده۔“

(۴) مکہ مکرمہ کے حنابلہ کے مفتی و امام اور مدرس حضرت علامہ مولانا عبداللہ بن حمید
مفتی حنابلہ بمکة المشرقة فرماتے ہیں۔

”العالم المتحقق المدقق لا زالت شجرة علمه نامیة علی
ممر الزمان وثمر علمه مقبولة لدى الملك الديان الشيخ
احمد رضاخان۔“

حرمین شریفین کے صرف چار چار علمائے کرام کی آراء یہاں پر درج کی گئی ہیں اور
اختصار کے پیش نظر انہی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ ورنہ ان کے علاوہ مصر و شام، عراق و یمن، الجزائر
و تابلس، طرابلس و اردن و غیر ہا ممالک عربیہ اسلامیہ کے فضلاء و علماء کے ایسے خیالات متعدد
مرتبہ شائع ہو چکے ہیں۔

جب ہم آپ کی تحریرات و فتاویٰ کو دیکھتے ہیں تو حیرت ہوتی ہے کہ یہ کام اس تعق
اور اس تیز رفتاری سے کے ساتھ کسی شخص واحد سے ممکن ہے؟

مثال کے طور پر ۱۳۲۳ھ کا واقعہ ہے مکہ مکرمہ برائے حج تشریف لے گئے ہیں اور
ظاہر ہے کہ حج پر جانے والا اپنے ساتھ کتب فقہ و حدیث کا ذخیرہ تو نہیں لے جاتا فراغت
حج کے ساتھ ہی ایک استفتاء جو پانچ سوالوں پر مشتمل تھا دیا جاتا ہے اور تقاضا یہ ہے کہ دو دن
میں جواب مل جائے۔ جس کی مختصر کیفیت یہ تھی جو خود مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمائی۔

”میرے پاس بعض ہندیوں کی طرف سے پیر کے دن عصر کے وقت ۲۵/ ذی الحجہ کو ایک سوال آیا میرے پاس کتابیں نہ تھیں اور مفتی حنفیہ سیدی صالح بن کمال کا یہ کہنا تھا کہ دو دن منگل و بدھ میں جواب مکمل ہو جائے۔ میں نے رب تبارک و تعالیٰ کی امداد و اعانت پر جواب صرف دو مجلسوں میں مکمل کیا جس میں سے مجلس اول تقریباً سات گھنٹے کی تھی اور دوسری مجلس ایک گھنٹے کی۔“ (ترجمہ الدولہ المکیہ)

اس استفتاء جو پانچ سوالوں پر مشتمل تھا اور جس کا جواب دو نشستوں میں جو تقریباً آٹھ گھنٹے پر حاوی تھیں تحریر کیا گیا یہ عربی زبان کے چار سو صفحات کی کتاب تھی جسے بنام تاریخی ”الدولة المکیة بالمادة الغیبیة“ سے موسوم فرمایا۔

اس مبارک کتاب میں جب کہ آپ کے پاس کوئی کتاب موجود نہ تھی متعدد کتب و فتاویٰ کے حوالہ جات صفحہ وار بتائے ہیں اور محض اپنی یادداشت پر بتائے۔ یہ محض رب کریم کی وہ عنایت تھی جو وہ اپنے مقبول بندوں کو عطا فرماتا ہے۔

تصنیفات و افتاء

امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی عمر کے آٹھویں سال میں بزبان عربی ”ہدایت النخو“ کی شرح تحریر فرمائی اور چودہ سال کی عمر سے مسلسل فقہ پر کام کیا جو اڑسٹھ سال کی عمر تک جاری رہا۔ ایک ہزار کے قریب ضخیم کتابیں اور رسائل یادگار چھوڑے، جو موضوع کے اعتبار سے پچاس مختلف علوم و فنون پر محیط ہیں۔ یہ پچپن سال کا دور پوری تصانیف پر منقسم کیا جائے تو روزانہ کی اوسط تحریر ساڑھے تین جزو ہوتے ہیں جن کے چھپن صفحات بنتے ہیں۔

فتاویٰ رضویہ ۱۲ جلدوں میں ہے جن میں سے چار جلدیں (الکتاب الطہارۃ سے کتاب الحج تک) طبع ہو چکی ہیں۔ فتاویٰ دیکھئے تو آپ کو ایک فقیہ کی فقاہت اور ایک مفتی کی شان افتاء کا اندازہ ہوگا۔

امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی شعر گوئی

کتنی عجیب بات ہے کہ ایسے امام الوقت مسند العصر کے پاس جس کو رات دن کے کم سے کم بیس گھنٹے میں صرف علم دین سے واسطہ ہو جس کی ایوان علم میں اپنے قلم دوات اور دینی کتابوں کے سوا کچھ نہ ہو، جو عرب و عجم کا رہنما ہو، اس کو شعر کہنے کو کیا کہا جائے کسی سے شعر سننے کی فرصت کہاں سے ملتی ہے۔ مگر شان جامعیت میں کمی کیسے ہو اور مملکت شاعری میں برکت کہاں سے آئے اگر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے قدم اس کو نہ نوازیں۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ جس رشک جناں سے سرفراز تھے اس کی طلب تو ہر عاشق کے لئے سرمایہ حیات ہے۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا حمد و نعت کا ایک مجموعہ کئی حصوں میں شائع ہو چکا ہے جس کا ایک ایک لفظ پڑھنے والوں اور سننے والوں کو مستی عطا کر رہتا ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا لغزشوں سے محفوظ ہونا

علمائے دین کے اعلیٰ کارنامے چودہ صدیوں سے چلے آرہے ہیں مگر لغزش علم و قلت لسان سے بھی محفوظ رہنا یہ اپنے بس کی بات نہیں۔ زور قلم میں بکثرت تفر و پسندی میں آگئے بعض تجد و پسندی پر اتر آئے۔ تصانیف میں خود آرائیاں بھی ملتی ہیں۔ لفظوں کے استعمال میں بھی بے احتیاطیاں ہو جاتی ہیں۔ قول حق کے لہجہ میں بھی بوئے حق نہیں ہے۔ حوالہ جات میں اصل کے بغیر نقل پر ہی قناعت کر لی گئی ہے لیکن ہم کو اور ہمارے ساتھ سارے علمائے عرب و عجم کو اعتراف ہے کہ یا حضرت شیخ محقق مولانا محمد عبدالحق محدث دہلوی، حضرت مولانا بحر العلوم فرنگی محلی، یا پھر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی زبان و قلم نقطہ برابر خطا کرے اس کو ناممکن فرما دیا۔ ذلك فضل اللہ یوتیہ من یشاء اس عنوان پر غور کرنا ہو تو فتاویٰ رضویہ کا گہرا مطالعہ کر ڈالئے۔

فقیر اعظم کا ایک عظیم و جلیل حاشیہ جن چار مجلدات پر مشتمل ہے وہ حاشیہ امام ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ ”رد المحتار“ پر ہے۔ جسے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بنام ”جد الممتار“

موسوم فرمایا ہے۔ لیکن یہ بیش قیمت حاشیہ اسی ذخیرے میں پڑا ہے جو ابھی محروم اشاعت ہے۔ مولیٰ تعالیٰ کسی ایسے مرد جلیل کو پیدا فرمادے جو جملہ تصانیف مجدد اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے لئے ”مرکز اشاعت علوم امام احمد رضا“ قائم کرے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جواہر علمی کو جلوہ طباعت دے۔ آمین!

وصال مبارک

آپ رحمۃ اللہ علیہ ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ مطابق ۱۹۲۱ء جمعۃ المبارک کے دن عین اذان جمعہ کے وقت اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ انا لله وانا اليه راجعون۔



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله رب العلمین O والصلوة والسلام علی سیدنا

ومولانا محمد وآله واصحابہ اجمعین O

مسئلہ ۱: ۲/ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ کھانا جھینگا کا درست ہے یا نہیں؟ مکروہ ہے یا حرام؟ مع دستخط و مہر کے جواب تحریر فرمائیے۔
الجواب: ہمارے مذہب میں مچھلی کے سوا تمام دریائی جانور مطلقاً حرام ہیں۔ تو جن بعض کے خیال میں جھینگا مچھلی کی قسم سے نہیں ان کے نزدیک حرام ہونا ہی چاہئے۔ مگر فقیر نے کتب لغت و کتب علم حیوان میں بالاتفاق اسی کی تصریح دیکھی ہے قاموس میں ہے۔

الاربیان بالكسر سمک کالدود

”اربیان ہمزہ مکسورہ کے ساتھ ایک مچھلی ہے ککوڑے کی طرح۔“

صحاح وتاج العروس میں ہے۔

الاربیان بعض من السمک کالدود ویکون بالبصرة۔

”اربیان ککوڑے کی طرح سفید مچھلی ہوتی ہے اور بصرہ میں پائی جاتی

ہے۔“

صراح میں ہے۔

”اربیان مچھلی کی ایک قسم ہے۔“

اربیان نوع از ماہی ست

فتنی الارب میں ہے۔

اربیان نوع از ماہی ست کہ آنرا ہندی جھینگی گویند ”اربیان مچھلی کی ایک قسم

ہے جس کو ہندی میں جھینگا کہتے ہیں۔“

مخزن میں ہے۔

وبیان و اربیان نیز آمدہ بفارسی ماہی رو بیاں و ماہی میک و ہندی جھینگا مچھلی نامند

روبیان اور اربیان بھی کہتے ہیں فارسی میں روبیان مچھلی اور میک مچھلی اور ہندی میں جھینگا مچھلی کہتے ہیں۔

تحفة المؤمنین میں ہے۔

”بقارسی ماہی روبیان نامند“

تذکرہ داؤد و انطاکی میں ہے۔

روبیان اسم نصرب من السمک بکثر بجحر العراق والقام

احمر کثیر الا رجل نحو السرطان لکنہ اکثر لحمًا۔

”روبیان مچھلی کی ایک قسم کا نام ہے جو عراق اور قام کے سمندر میں بہت

ہوتی ہے۔ سرخی مائل کیکڑے کی طرح بہت پاؤں والی لیکن اس میں

گوشت زیادہ ہوتا ہے۔“

حیاء الحیوان الکبریٰ میں ہے۔

الروبیان هو سمک صغیر جدا احمر۔

”روبیان و سرخی مائل بہت چھوٹی سی مچھلی ہے۔“

تو اس تقدیر پر حسب اطلاق متون و تصریح معراج الدراییہ مطلقاً حلال ہونا چاہیے

کہ متون میں جمیع انواع سمک حلال ہونے کی تصریح ہے۔

والطافی لیس نوعاً براسہ وصف یعتری کل نوع۔

”اور طافی کوئی مستقل نوع نہیں بلکہ ایک وصف ہے جس کی طرف ہر نوع کی نسبت

ہوتی ہے۔“

اور معراج میں صاف فرمایا کہ ایسی چھوٹی مچھلیاں جن کا پیٹ چاک نہیں کیا جاتا اور

بے آلائش نکالے بھون لیتے ہیں امام شافعی کے سوا سب ائمہ کے نزدیک حلال ہیں۔ رد المحتار

میں ہے و فی معراج الدراییہ:

”ولو وجدت سمکة فی حوصلة طائر توکل وعند الشافعی

لا توکل لانه کالرجیع ورجیع الطائر عنده نجس وقلنا انما
 یعبر رجیعا اذا تغیر و فی السمک الصغار التي تقلى من
 غیران یشتق جوفه فقال اصحابه لایحل اكله لان رجیعه
 نجس و عنده سائر الائمہ یحل۔“

”اگر پرندہ کی پونٹ میں مچھلی پائی جائے گی تو کھائی جائیگی اور امام شافعی کے نزدیک
 نہ کھائی جائے گی کیونکہ وہ بیٹھ کی طرح ہے اور ان کے نزدیک پرندہ کی بیٹھ ناپاک ہے اور ہم
 کہتے ہیں بیٹھ اس وقت ہوگی جب کہ متغیر ہوگئی ہو اور وہ چھوٹی مچھلیاں جن کا پیٹ چاک
 کیے بغیر نہیں بھونا جاتا ہے، شواہح کہتے ہیں ان کا کھانا حلال نہیں کیونکہ پرندہ کی بیٹھ
 نجس ہے اور باقی ائمہ کے نزدیک حلال ہے۔“

مگر فقیر نے جو اہر اخلاطی میں تصریح دیکھی ہے کہ ایسی چھوٹی مچھلیاں سب مکروہ
 تحریمی ہیں اور یہ کہ یہی صحیح تر ہے۔

حیت قال السمک الصغار کلها مکروہہ کراہة التحريم هو
 الاصح۔“

”جب کہ کہا ہے چھوٹی مچھلیاں تمام کی تمام مکروہ تحریمی ہیں۔ یہی بات
 زیادہ صحیح ہے“

جھینگے کی صورت عام مچھلیوں سے بالکل جدا اور گچے وغیرہ کیڑوں سے بہت مشابہ
 ہے اور لفظ ماہی غیر جنس سمک پر بولا جاتا ہے جیسے ماہی مستقور۔ حالانکہ وہ ناک کے کا بچہ ہے کہ
 سوا حل نیل پر خشکی میں پیدا ہوتا ہے۔ اور ہمارے ائمہ سے حلت رو بیان میں کوئی نص معلوم
 نہیں۔ اور مچھلی بھی ہے تو یہاں کے جھینگے ایسے ہی چھوٹے ہیں جن پر جو اہر اخلاطی کی وہ تصحیح
 وارد ہوگی۔ بحر حال ایسے شبہ و اختلاف سے بے ضرورت بچنا ہی اولیٰ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ

عبدالمذنب احمد رضا

عفی عنہ محمد بن المصطفیٰ ﷺ

مسئلہ ۲: ۳ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے فحول و مفتیان ذوی القبول اس مسئلہ میں کہ کہنا ”یا رسول اللہ“ ”یا ولی اللہ“ کا جائز ہے یا نہیں؟ اور مدد چاہنا پیغمبران اور ولی اللہ سے اور حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو ”یا مشکل کشا علی“ وقت مصیبت کے کہنا جائز ہے یا نہیں؟ اس کا جواب مع دستخط کے مرحمت فرمائیے تاکہ میں صاف صاف لوگوں کو سمجھا دوں۔ اور عربی آیت و حدیث جہاں آئے اس کا ترجمہ بزبان اردو تحریر فرمایا جائے۔ بیوا تو جروا۔

الجواب: جائز ہے کہ انہیں بندۂ خدا اور اس کی بارگاہ میں وسیلہ جانے اور انہیں باذن الہی و المدبرات امر سے مانے اور اعتقاد کرے کہ بے حکم خدا ذرہ نہیں مل سکتا۔ اور اللہ عز و جل کے دیئے بغیر کوئی ایک حبہ نہیں دے سکتا۔ ایک حرف نہیں سن سکتا۔ پلک نہیں ہلا سکتا۔ اور بے شک سب مسلمانوں کا یہی اعتقاد ہے۔ اس کے خلاف کا ان پر گمان محض بدگمانی و حرام ہے اور ایسے سچے اعتقاد کے ساتھ مذاکرنا بلاشبہ جائز ہے جامع ترمذی وغیرہ کی حدیث میں ہے خود حضور سید عالم ﷺ نے ایک ناپینا کو یہ دعا تلقین فرمائی کہ نماز کے بعد یوں کہیں۔

یا محمد انی اتوجه بک الی ربی فی حاجتی ہذہ لیقضی لی۔

”یا رسول اللہ ﷺ! میں حضور کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف اپنی

حاجت میں منہ کرتا ہوں تاکہ میری یہ حاجت پوری ہو۔“

اور بعض روایات میں ہے۔

لتقضی لی یا رسول اللہ

”تاکہ حضور ﷺ میری یہ حاجت پوری فرمائیں“۔ اس ناپینا نے بعد نماز یہ دعا

کی فوراً آنکھیں کھل گئیں۔

طبرانی وغیرہ کی حدیث میں ہے عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں حضرت عثمان بن

حنیف صحابی رضی اللہ عنہ نے یہ دعا ایک صحابی یا تابعی کو بتائی۔ انہوں نے بعد نمازیوں ہی دعا کی کہ

یا رسول اللہ ﷺ! میں حضور کے وسیلے سے اس حاجت میں اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرتا ہوں۔

ان کی حاجت پوری ہوئی۔ پھر علماء ہمیشہ اسے قضائے حاجات کیلئے لکھتے آئے۔ نیز حدیث میں ہے۔

ادا ار ادعونا فلینا دا عینونی یا عباد اللہ۔

”جب استعانت کرنا اور مدد لینا چاہے تو یوں پکارے میری مدد کرواے

اللہ کے بندو۔“

فتاویٰ خیر یہ میں ہے۔

قولہم یا شیخ عبدالقادر نداء فلما الموجب لرحمتہ۔

”یا شیخ عبدالقادر کہنا ندا ہے۔ اسکی حرمت کا سبب کیا ہے؟“

فقیر نے اس بارے میں ایک مختصر رسالہ ”انوار الالغباتہ فی حل نداء یا رسول اللہ ﷺ“

لکھا۔ وہاں دیکھئے کہ زمانہ رسالت سے ہر قرن و زمانہ کے آئمہ و علماء و صلحا میں وقت مصیبت

محبوبان خدا کو پکارنا کیسا شائع ذائع رہا ہے۔ وہابیہ کے طور پر معاذ اللہ صحابہ سے آج تک وہ

سب بزرگان دین مشرک ٹھہرتے ہیں۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ

عبدالمذنب احمد رضا

عفی عنہ محمد بن المصطفیٰ ﷺ

مسئلہ ۳:۳ رجب الآخر شریف ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے احناف، رحم کرے اللہ تعالیٰ آپ لوگوں پر اور برکت دے علم

میں کہ فیض پہنچاتے ہیں علم سے اپنے خلائق کو اس قول میں کہ وردی جو کہ سپاہی پولیس کے

پہنتے ہیں اور دعوتی جو کہ کفار پہنتے اس کو پہن کر نماز مکروہ ہے یا کہ مکروہ تحریمی؟ بینوا تو جروا۔

الجواب: وہ وردی پہن کر نماز مکروہ ہے۔ خصوصاً جب کہ سجدہ بروجہ مسنون سے مانع ہو۔

فتاویٰ امام قاضی خان میں ہے۔

الاسکاف او الخیاط اذا استوجر علی خیاط شی من زی

الفساق ويعطى له في ذلك كثير اجر لا يستحب له ان يعمل
لاله اعانة على المعصية۔

”موجی اور درزی جب کسی ایسی چیز کے سینے کا اجارہ کرے جو فساق کا
پہناوا ہے۔ اور اس کے لئے اسے بہت اجرت بھی ملے اسے وہ کام نہ کرنا
مستحب ہے کیونکہ اس کام کا کرنا گناہ پر مدد کرنا ہے۔“

اور دھوتی باندھ کر بھی مکروہ ہے کہ اگر لباس ہنود وغیرہ نہ ہو تو کپڑے کا پیچھے گھر
سنا ہی نماز کو مکروہ کرنے کیلئے بس ہے۔

لنہیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن کف ثوب او شعر۔

”بوجہ منع کرنے حضور ﷺ کے کپڑے اور بال سمیٹے سے۔“

ہاں پیچھے نہ گھریں تو وہ دھوتی نہیں تہہ بند ہے۔ اور اس میں کچھ کراہت نہیں بلکہ
سنت ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

کتبہ

عبدالمذنب احمد رضا

عفی عنہ محمد بن المصطفیٰ ﷺ

مسئلہ ۶:۴ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے اہلسنت کہ جھوٹا کافر کا پاک ہے یا ناپاک؟ اگر کوئی کافر
سہو آیا قصداً حقہ یا پانی پی لے کیا حکم ہے؟ ترجمہ بزبان اردو ضرور بالضرور ہر مسئلہ میں تحریر
فرماتے جائیے تاکہ عام لوگ بخوبی سمجھ لیا کریں۔ بینواتوجروا کثیرا۔
الجواب: کافر ناپاک ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ

”انما المشرکین کون نجس“۔ ”کافر نرے ناپاک ہیں۔“

یہ ناپاکی ان کے باطن کی ہے پھر اگر شراب وغیرہ نجاستوں کا اثر ان کے منہ میں

باقی ہو تو ناپاک کی ظاہری بھی موجود ہے اور اس وقت ان کا جھوٹا ضرور ناپاک ہے اور حقہ وغیرہ جس چیز کو ان کا لعاب لگ جائے گا ناپاک ہو جائے گی۔ تنوالا ابصار میں ہے۔

سور شارب خمر فور شربها و ہرة فورا کل فارة نجس۔

شراب پینے کے بعد کاشرابی کا جھوٹا اور چوہا کھانے کے بعد بلی کا جھوٹا نجس ہے۔ یونہی اگر کافر شراب خور کی موچھیں بڑی بڑی ہوں کہ شراب موچھ کو لگ گئی۔ تو جب تک موچھ دھل نہ جائے گی پانی وغیرہ جس چیز کو لگے گی ناپاک کر دے گی۔ در مختار میں ہے:

لو شربہ طویلا لایستوعیہ اللسان فنجس ولو بعد زمان۔

”اگر اس کی موچھیں اتنی لمبی ہوں کہ انہیں زبان نہ گھیر سکے تو نجس ہے اگرچہ کچھ

دیر کے بعد ہی پئے۔“

اور اگر ظاہری نجاستوں سے بالکل جدا ہو تو اس کے جھوٹے کو اگرچہ کتے کے جھوٹے

کی طرح ناپاک نہ کہا جائے گا۔

فی التنویر الددر سور ادمی مطلقا ولو جنبا او کافرا طاہرا

لقم طاہرا۔

”تنویر اور درر میں ہے آدمی کا جھوٹا مطلقاً پاک ہے اگرچہ جنبی ہو یا کافر

بشرطیکہ اس کا منہ پاک ہو۔“

مختصراً اگرچہ ہر چیز کہ ناپاک نہ ہو طیب و بے دغدغہ ہونا ضروری نہیں۔ ریٹھ تو بھی

ناپاک نہیں، پھر کون عاقل اسے اپنے لب و زبان سے لگانے کو گوارا کریگا؟ کافر کے جھوٹے

سے بھی بحمد اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ایسی ہی نفرت ہے۔ اور یہ نفرت ان کے ایمان سے ناشی ہے۔

وفی دفعہ عن قلوبہم سقاط شناعة الکفرة عن اعینہم او

تخفیفها و ذلك غش بالمسلمین وقد صرح العلماء کما فی

العقود الدریة وغیرها ان المفتی النما یفتی بما یقع عنده من

المصلحة ومصلحة المسلمین فی ابقاء النقرة عن الکفرة

لا فی القائہا۔

”اور ان کے دلوں سے اس کے اٹھانے میں ان کی آنکھوں سے کفار کی برائی دور کرنا ہے یا کم کرنا اور یہ مسلمانوں کے ساتھ دھوکا ہے اور تحقیق علماء نے تصریح کی ہے جیسا کہ عقود دربیہ وغیرہ میں سے بے شک مفتی وہ فتویٰ دے جس میں اس کے نزدیک مسلمانوں کا بھلا ہو۔ اور مسلمانوں کا بھلا کافروں سے نفرت باقی رکھنے میں ہے نہ کہ اس کے ختم کرنے میں۔“
لہذا جو شخص دانستہ اس کا جھوٹا کھائے پئے مسلمان اس سے بھی نفرت کرتے ہیں۔ وہ مطعون ہوتا ہے۔ اس پر محبت کفار کا گمان ہو جاتا ہے۔ اور حدیث میں ہے:

من کان یوم باللہ والیوم الاخر فلا یقف مواقف التہم
”جو اللہ تعالیٰ عزوجل اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو تہمت کی جگہ کھڑا نہ ہو۔“

متعدد حدیثوں میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

ایاک وما یسوء الاذن۔ اس بات سے بچ جو کان کویری لگے۔

رواہ الامام احمد عن ابی الغادیة والطبرانی فی الکبیر وابن سعد فی طبقات والعسکری فی الامثال وابن مندہ فی المعرفة والخطیب فی الموتلف کلہم عن ام الغادیة عمة العاص بن عمرو الطفاوی و عبد اللہ بن احمد الامام فی زوائد المسند و ابو نعیم و ابن مندہ کلاہما فی العرفۃ عن العاص المذکور مرسلًا و ابو نعیم فیہا عن حبیب بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

نیز بہت سی حدیثوں میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرماتے ہیں:

ایاک وکل امر یعتذر منہ۔ ہر اس بات سے بچ جس میں عذر کرنا پڑے۔

رواہ الضیاء فی المختارۃ والذیلمی کلاہما بسند حسن عن انس والطبرانی فی الاوسط عن جابر وابن بنیع ومن طریقۃ العسکری فی امثاله والقضاعی فی مسنده معا والبغوی ومن طریقۃ الطبرانی فی اوسطہ والمخلص فی السادس من فوائد وابو محمد الابرہیمی فی کتاب الصلوۃ وابن النجار فی تاریخہ کلہم عن ابن عمرو الحاکم فی صحیحہ والبیہقی فی الزہد والعسکری فی الامثال و ابونعیم فی المعرفۃ عن سعد ابی وقاص و احمد وابن ماجہ بسند احسن وابن عساکر عن ابی ایوب الانصاری کلہم رافعیہ الی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم والبخاری فی تاریخہ والطبرانی فی الکبیر و ابن مندۃ عن سعد بن عمارۃ من قوله رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

اور حضور ﷺ فرماتے ہیں:

بشروا ولا تنفروا رواہ الائمة احمد والبخاری ومسلم والنسائی عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

”بشارت دو اور وہ کام نہ کرو جس سے لوگوں کو نفرت پیدا ہو۔“

پھر اس میں بلاوجہ شرعی فتح باب غیبت ہے اور غیبت حرام (فما ادى اليه فلا اقل ان يكون مكرها) تو دلائل شرعیہ واحادیث صحیحہ سے ثابت ہوا کہ کافر کے جھوٹے سے احتراز ضرور ہے۔

وكم من حكم يختلف باختلاف الزمان بل والمكان كما تشهد به فروع جمعه في كتب الائمة هذا ما عندي وبه اقيت مرارا واللہ ربی علیہ معتمدی والیہ مستندی واللہ

سبحانہ و تعالیٰ اعلم،

”اور بہت سے احکام اختلافات زمانہ کے ساتھ بلکہ اختلاف مکان کے ساتھ مختلف ہو جاتے ہیں۔ اس کی شہادت وہ فروع ہیں جو کتب ائمہ میں جمع ہیں۔ یہ وہ ہے جو میرے پاس ہے اور میں نے اس کے ساتھ کئی بار فتویٰ دیا ہے اور اللہ تعالیٰ میرا رب ہے اسی پر بھروسہ ہے اور اسی کی طرف میری سند ہے۔ اور اللہ عز و جل پاک و بلند خوب جانتا ہے۔“

کتبہ

عبدالمذنب احمد رضا
عفی عنہ محمد بن المصطفیٰ ﷺ

مسئلہ ۵: ۷ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین کہ ایک شخص نماز ظہر کی پڑھنے کھڑا ہوا اور اس نے بعد چار سنت پڑھنے کے سہواً پھر چار سنت کی نیت باندھ لی اور اس کو چار فرض پڑھنا چاہیے تھے۔ جس وقت کہ وہ دو رکعت نماز ادا کر چکا اس کو خیال ہوا کہ اب مجھ کو فرض پڑھنا تھے۔ پس اس نے اپنے دل میں فرضوں کی نیت باندھ لی کہ میں فرض پڑھتا ہوں اور اس نے دو رکعت پیشتر کی یہ نیت سہواً سنت ادا کی اور دو رکعت آخر کی بہ نیت فرض کے خالی الحمد کے ساتھ پڑھی۔ درایں صورت کہ اب اس کی نماز فرض ہوئی یا سنت بینوا تو جو وا؟

الجواب: یہ نماز فرض ہوئی نہ سنت۔ فرض تو یوں نہ ہوئے کہ پہلی دو رکعت میں نیت فرض کی نہ کی تھی اور فعل کے بعد نیت کا اعتبار نہیں فی الدر المختار لا عبرة بنیة متاخرة عنها علی المذہب اور دو رکعت اخیر میں اگر فرض کی نیت اس نے تیسری رکعت کی پہلی تکبیر کے وقت بحال قیام نہ کی، جب تو یہ نیت ہی لغو ہے۔ اور اس وقت کی تو اب وہ پہلی نیت سے نماز فرض کی طرف منتقل ہو گیا۔ اگر چار پوری پڑھ لیتا فرض ہو جاتے۔ مگر اس نے دو پر قطع کر دی لہذا یہ بھی فرض نہ ہوئے۔

فی الدر المختار یفسدھا انتقالہ من صلوة الی مغایر تھا فی رد المحتار بان ینوی بقلبه مع التکبیرات الانتقال المذكور قال فی النہر بان صلی رکعة من الظهر مثلثم افتح العصر او التطوع بتکبیرة فان کان صاحب ترتیب کان شارحاً فی التطوع عندها خلافاً لمحمد او لم یکن بان سقط للضیق او للكثرت صح شروعه فی العصر لانه نوى تحصيل ما ليس بحاصل فخرج عن الاول فمناط الخروج عن الاول صحة لشروع فی المغایر ولو من وجه الخ۔

”در مختار میں ہے فاسد کرتا ہے نماز کو انتقال اس کا ایک نماز سے دوسری نماز کی طرف جو پہلی نماز کے مغائر ہو۔ شامی میں ہے جیسے آدمی اپنے دل کے ساتھ نیت کرے تکبیرات کے ساتھ انتقال مذکور کی مصنف نہر کہا ہے جیسے نمازی نے ظہر کی مثلاً ایک رکعت پڑھی پھر عصر شروع کر دی یا نفل تکبیر کے ساتھ شروع کر دیے پس اگر وہ صاحب ترتیب ہے شیخین کے نزدیک وہ نفل شروع کرنے والا ہے۔ امام محمد کا اختلاف ہے یا نہیں ہوا ساقط ہوئی بوجہ تنگی وقت کے یا واسطے کثرت کے درست ہے شروع ہونا اس کا عصر میں کیونکہ اس نے ایسی چیز کے حاصل کرنے کی نیت کی ہے جو اسے حاصل نہیں پس پہلی نماز سے نکل گیا پس پہلی نماز سے نکلنے کا دار و مدار صحت شروع ہے پہلی نماز سے مغائر نماز میں اگر چہ تغائر من وجہ ہو۔“

اور سنت نہ ہونا ظاہر ہے کہ سنت تو پڑھ چکا ہے بلکہ اگر سنتیں نہ پڑھی ہوتیں اور تیسری یا کسی رکعت کی تکبیر اول کے وقت نیت فرض کی کر لیتا جب بھی سنتیں نہ ہوتیں کہ وہ اس نیت کے سبب فرض کی طرف منتقل ہو گیا۔ بہر حال یہ رکعتیں ہوئیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ

عبدالمذنب احمد رضا
عفی عنہ محمد بن المصطفیٰ ﷺ

مسئلہ ۶: ۸ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نماز فرض پڑھتا ہے اور اس نے سہواً کچھلی دو رکعت میں بھی بعد الحمد کے ایک ایک سورت پڑھی۔ بعدہ، سلام پھیرا۔ اب اس کی نماز فرض ہوئی یا سنت؟ جیسا ہو ویسا ہی معہ دستخط و مہر کے ارقام فرمائیے۔ اور اگر وہ سجدہ سہو کر لیتا تو اس کی نماز فرض ہو جاتی یا نہیں؟

الجواب: فرض ہوئے اور نماز میں کچھ خلل نہ آیا۔ اس پر سجدہ سہو تھا۔ بلکہ اگر قصداً بھی فرض کی کچھلی رکعتوں میں سورۃ ملا لے تو کچھ مضائقہ نہیں صرف خلاف اولیٰ ہے بلکہ بعض ائمہ نے اس کے مستحب ہونے کی تصریح فرمائی۔ فقیر کے نزدیک ظاہراً یہ استحباب تھا پڑھنے والے کے حق میں ہے۔ امام کے لئے ضرور مکروہ ہے۔ بلکہ مقتدیوں پر گراں گزرے تو حرام و درمختار میں ہے:

ضم سورة في الاولين من الفرض وهل يكره في الاخيرين المختار لا۔

”فرضوں کی پہلی دو رکعتوں میں سورۃ کا ملانا فرض ہے۔ اور کیا کچھلی دو رکعتوں میں مکروہ ہے؟ مختار یہ ہے کہ مکروہ نہیں۔“

ردالمحتار میں ہے:

ای لا يكره تحريماً بل تنزيهاً لانه خلاف السنة قال في الملية وشرحها فان ضم السورة الى الفاتحة ساها تجب عليه سجدة السهو في قول ابى يوسف لتاخير الركوع عن محله وفي اظهر الروايات لاتجب لان القراء فيهما مشروعة من غير تقدير والانتصار على الفاتحة مسنون لا واجب اه في البحر عن فخر الاسلام ان السورة مشروعة في الاخيرين نفلا وفي الذخيرة انه المختار وفي المحيط

هو الاصح الا والظاهر ان المراد بقوله نفلا بجواز
المشروعية بمعنى عدم الحرمة فلا ينافى كونه خلاف
الاولى كما افاده في الحلية اه ما في ردالمختار - اقول لفظ
الجيله ثم الظاهر اباحتها كيف لا وقد تقدم من حديث ابي
سعيد الخدرى في صحيح المسلم وغيره انه صلى الله
تعالى عليه وسلم كان يقرأ في صلوة الظهر في الركعتين
الاولين قدر ثلثين اية وفي الاخرين قدر خمسة عشر اية
وقال نصف ذلك فلا جرم ان قال فخر الاسلام في شرح
جامع الصغير واما السورة فانها مشروعة نفلا في الاخرين
حتى قلنا فيمن قرء في الاخرين لم يلزمه سجدة السهو
انتهى ثم يمكن ان يقال الاولى عدم الزيادة ويحمل على
الخروج مخرج البيان لذلك الحديث ابي قتادة رضى الله
تعالى عنه (يريد ما تقدم برواية الصحيحين) ان النبي صلى
الله تعالى عليه وسلم كان يقرأ في الظهر في الاولين بام
القران وسورتين، وفي الركعتين الاخرين بام الكتب
الحديث قول المصنف المذكور (اي ولا يزيد عليهما شيئا)
وقول غير واحد من المشائخ كما في الاكافي وغيره
ويقرأ فيهما بعد الاولين الفاتحة فقط ويحمل على بيان
مجرد الجواز حديث ابي سعيد رضى الله تعالى عليه قول
فخر الاسلام فان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم يفعل
الجائز فقط في بعض الاحيان تعليما للجواز وغيره من غير
كراهة في حقه صلى الله تعالى عليه وسلم كما يفعل الجائز

الاولی فی غالب الاحوال والنفل لاینا فی عدم الاولیة
 فیندفع بهذا ما عساه یخال من المخالفة بین الحدیثین
 المذکورین و بین اقوال المشائخ واللہ سبحانہ اعلم اه
 ولعلک لا ینحی علیک ان حمل المشروع نفلا علی
 المکروه تنزیها مستبعد جدا وقراءة السورة فی الاخرین
 لیست فعلا مستحبا مستقلا یعتبر به عدم الاولیة لعارض
 کصلوة نافلة مع بعض المکروهات وانما المستفاد من
 النفلیة ههنا فیما ینظر هو استحباب فعلها فکیف ینجام
 عدم والویة ولذی ینظر للعبد الضعیف ان سنه الاقتصاد
 علی الفاتحة انما ثبت عن المصطفی صلی اللہ تعالی علیہ
 وسلم فی الامامة فانه لم یعهد منه صلی اللہ تعالی علیہ
 وسلم صلوة مکتوبة الا اما ما ال نادرا فی غایة الندرة فیکره
 للامام الزیادة علیها لاطالة علی المقتدین فوق السنة بل
 لو اطال الی حد الاستثقال کره تحریما اما المنفرد فقال فیہ
 النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فلیطول ماشاء۔ وزیادة
 القراءة زیاده خیر ولم یغرضه ما یعارض خیریتہ فلا یبعد ان
 یکون نفلا فی حقه فان حملنا کلام اکثر المشائخ علی الامة
 وکلام الامام فخر الاسلام وتصحیح الذخیرة المحیط علی
 المنفرد حصل التوفیق وباللہ التوفیق هذا ما عندی، واللہ
 سبحانہ، وتعالی اعلم۔

”یعنی مکروه تحریمی نہیں بلکہ تنزیہی ہے کیونکہ یہ خلاف سنت ہے۔ یہ منیہ
 اور اس کی شرح میں کہا ہے۔ پس اگر ملایا اس نے سورۃ کو ساتھ فاتحہ کے

بھول کر، واجب ہوگا اس پر سجدہ سہواً بی یوسف علیہ السلام کے قول میں رکوع میں تاخیر کی بناء پر، اور اظہر روایات میں سجدہ سہواً واجب نہیں ہے۔ اس لئے کہ قرأت تو ان دونوں رکعتوں میں مشروع ہے بغیر کسی خاص انداز کے۔ رہا فاتحہ پراقتضار، تو یہ سنت ہے، واجب نہیں۔ بحر میں فخر اسلام سے روایت ہے کہ فاتحہ کے ساتھ سورۃ کا ملانا کچھلی دور رکعتوں میں نفلاً جائز ہے۔ اور ذخیرہ میں ہے وہی مختار ہے اور محیط میں سے وہی زیادہ صحیح ہے۔ اور ظاہر یہ ہے کہ فخر اسلام کے قول میں نفلاً قرأت کے جائز ہونے سے مراد عدم حرمت ہے۔ پس یہ قول پر قرأت فی الاخرین کے خلاف اولیٰ ہونے کے مخالف نہیں جیسا کہ حلیہ میں یہ بیان کیا ہے۔ ردالمحتار کی عبارت تمام ہوئی۔ میں کہتا ہوں لفظ حلیہ کا پھر ظاہر قرأت کا جواز ہے جواز کیسے نہ ہو جب کہ پہلے گزر چکا ہے ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث سے صحیح مسلم وغیرہ میں بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے صلوٰۃ ظہر کی پہلی دور رکعتوں میں تیس آیتوں کا اندازہ، اور کچھلی دور رکعتوں میں پندرہ آیتوں کا قدر یا کہا نصف اس کا پس اس لئے فخر اسلام نے جامع صغیر کی شرح میں کہا ہے کہ سورۃ تو نفلاً کچھلی دور رکعتوں میں جائز ہے اور ذخیرہ میں ہے وہی مختار ہے۔ اور محیط میں سے وہی زیادہ صحیح ہے۔ اور ظاہر یہ ہے کہ فخر اسلام کے قول میں نفلاً قرأت کے جائز ہونے سے مراد عدم حرمت ہے۔ پس قول قرأت فی الاخرین کے خلاف اولیٰ ہونے کے مخالف نہیں جیسا کہ حلیہ میں یہ بیان کیا ہے۔ ردالمحتار کی عبارت تمام ہوئی۔ میں کہتا ہوں لفظ حلیہ کا پھر ظاہر قرأت کا جواز ہے جواز کیسے نہ ہو جب کہ پہلے گزر چکا ہے ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث سے صحیح مسلم وغیرہ میں بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے ظہر کی پہلی دور رکعتوں میں پندرہ آیتوں کا قدر یا کہا

نصف اس کا پس اس لئے فخر اسلام نے جامع صغیر کی شرح میں کہا کہ سورۃ تو وہ نفلاً کچھلی دور کعتوں میں جائز ہے۔ یہاں تک کہ ہم نے اس آدمی کے بارے میں کہا ہے جو کچھلی دور کعتوں میں سورت پڑھے کہ اس پر سجدہ سہولاً لازم نہیں آتی۔ پھر ممکن ہے کہ یہ کہا جائے اولیٰ عدم زیادت ہے اور حمل کیا جائے مخرج بیان پر واسطے حدیث قتادہ رضی اللہ عنہ کے۔ (اس سے مراد وہ حدیث ہے جو پہلے گزر چکی ہے صحیحین کی روایت کے ساتھ) کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے ظہر کی پہلی دور کعتوں میں فاتحہ دو سورتیں اور ظہر کی کچھلی دور کعتوں میں فاتحہ الحدیث۔ قول مصنف مذکور کا (یعنی نہ زیادہ کرے اوپر ان دونوں کے کوئی شے) اور قول بہت سے مشائخ کا جیسا کہ کافی وغیرہ میں ہے اور پڑھے ان دونوں میں پیچھے پہلی دور کعتوں کے سورۃ فاتحہ صرف اور حمل کی جائے اوپر بیان صرف جواز کے حدیث ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ کی۔ اور قول فخر اسلام کا یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات صرف جائز کام کرتے ہیں تعلیم جواز وغیرہ کے لئے بغیر کراہت کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں جیسا کہ غالب احوال میں جائز اولیٰ کو کرتے اور نفل عدم اولویت کے منافی نہیں۔ پس اس توجیہ سے وہ اعتراض مندفع ہو جاتا ہے جو خیال کیا جاسکتا تھا یعنی مخالفت درمیان حدیثوں کے اور اقوال مشائخ کے واللہ سبحانہ اعلم اھ۔ شاید تجھ پر یہ بات پوشیدہ نہ ہو کہ مشروع نفلاً کو مکروہ شزیہی پر حمل کرنا بہت بعید ہے اور کچھلی دور کعتوں میں سورۃ کا پڑھنا ایسا فعل مستحب نہیں جس کے ساتھ کسی عارض کی وجہ سے عدم اولویت کا اعتبار کیا جائے جیسا کہ نفل نماز بعض مکروہات کے ساتھ ظاہر فہم میں یہاں نقلیہ کا معنی ہے کہ اس کا کرنا مستحب ہے پس اس معنی کے اعتبار سے نقلیہ خلاف اولیٰ کے ساتھ کس طرح جمع ہو سکتی ہے۔

اور اس ضعیف بندہ کے لئے جو بات ظاہر ہوئی ہے یہ ہے کہ کچھلی دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ پراحتعار یہ سنت ہے جو کہ حالت امامت میں خود حضور اکرم ﷺ سے ثابت ہے کیونکہ حضور اکرم ﷺ سے فرض نماز حالت امامت کے بغیر معلوم نہیں ہوئی مگر بہت ہی کم۔ پس امام کے لئے آخرین میں فاتحہ پر زیادت مکروہ ہے بوجہ لمبا کرنے نماز کے مقتدیوں پر قدر سنت ہے بلکہ اگر اتنی لمبی کی کہ مقتدیوں کو بھاری معلوم ہو تو مکروہ تحریمی ہے۔ رہا کیلئے نماز پڑھنے والا، پس اس کے بارے میں نبی ﷺ کا فرمان ہے پس وہ قرأت لمبی کرے جتنی چاہے۔ اور زیادہ قرأت زیادہ خیر ہے اور یہاں کوئی عارض نہیں جو اس کی خیریت کو عارض ہو پس بعید نہیں کہ اس کا حق میں نقل ہو۔ پس اگر ہم حمل کریں کلام اکثر مشائخ کو امامت پر اور کلام فخر اسلام اور صحیح ذخیرہ و محیط کو منفرد پر، تو دونوں قولوں میں تطبیق ہو جاتی ہے۔ اور توفیق اللہ کے ساتھ ہے۔ یہ وہ ہے جو میرے پاس ہے اور اللہ سبحانہ، و تعالیٰ بہتر جانتے ہیں۔

کتبہ

عبدالمذنب احمد رضا

عفی عنہ محمد بن المصطفیٰ ﷺ

مسئلہ ۷: ۹ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس صورت میں کہ ایک شخص نے بسم اللہ کہہ کر ایک شکار کے اوپر بندوق چلائی پس جس وقت اس کو جا کر دیکھا تو کوئی آثار اس میں زندگی کے نہ تھے اور نہ جنبش تھی۔ جس وقت کہ اس کو ذبح کیا تو خون نکلا اچھی طرح سے پس وہ شکار حلال ہے یا حرام؟ اور اگر اس کو ذبح نہ کرتے تو حلال ہوتا یا حرام؟ اور در صورت نہ نکلنے خون کے بھی جواب تحریر فرمائیے۔ بینوا و توجروا:

الجواب: اگر ذبح کر لیا اور ثابت ہوا کہ ذبح کرتے وقت اس میں حیات تھی۔ مثلاً پھڑک رہا تھا یا ذبح کرتے وقت تڑپا، اگرچہ خون نہ نکلا یا خون ایسا نکلا جیسا مذبح سے نکلا کرتا ہے اگرچہ جنبش نہ کی، یا اور کسی علامت سے حیات ظاہر ہوئی تو حلال ہے اور اگر بندوق سے مار کر چھوڑ دیا ذبح نہ کیا۔ یا کیا مگر اس میں ذبح حیات کا ہونا ثابت نہ ہوا۔ تو حرام ہے غرض مدار کار اس پر ہے کہ ذبح کر لیا جائے اور وقت ذبح اس میں رتق باقی ہوا اگرچہ نہ جنبش کرے نہ خون دے حلال ہو جائے گا۔

ورنہ حرام۔ در مختار میں ہے۔

ذبح شاة مریضة فتحرکت او خرج الدم حلت والا لان
لم تدر حیاته عند الذبح وان علم حیاته حلت مطلقا وان لم
تحرك ولم يخرج الدم وهذا یاتی فی منحنقة و متردیه
ونطیحة والتي فقر الذئب بطنها فزكاة هذه الاشياء تحلل
وان كانت حیاتها خفیفة وعلیه الفتوی لقوله تعالی
الامذکیتم من غیره فصل اه وفي رد المحتار عن البزازی
عن الاسیحا بی عن الامام الاعظم رضی اللہ تعالی عنہ
خروج الدم لا یدل علی الحیوة الا اذا کان یخرج کما یخرج
من الحی قال وهو ظاهر الروید۔

”ذبح کیا اس نے بیمار بکری کو پس اس نے حرکت کی یا اس سے خون نکلا تو
حلال ہے ورنہ حلال نہیں اگر وقت ذبح اس کی زندگی معلوم نہ ہو وقت
ذبح زندگی معلوم ہوئی تو مطلقاً حلال ہے اگر حرکت بھی نہ کرے اور خون
بھی نہ نکلے۔ اور یہی حکم ہے گلا گھونٹی اور بلندی سے گرنے والی اور سینگ
سے زخمی ہونے والی اور جس کا پیٹ بھڑیے نے پھاڑ دیا ہو۔ پس بحالت
مذکورہ ان کا ذبح کرنا نہیں حلال کر دے گا اگرچہ ان میں خفیف سی زندگی

ہو اور اسی پر فتویٰ ہے بوجہ فرمان اللہ تعالیٰ کے مگر جسے ذبح کر لیا تم نے بغیر فصل کے اھ۔ اور ردالمحتار میں روایت ہے بزازی سے انہوں نے اسیحابی سے انہوں نے امام اعظم رضی اللہ عنہ سے کہ محض خون نکلنا زندگی پر دلالت نہیں کرتا ہاں جس وقت کہ اس طرح سے نکلے جس طرح سے نکلتا ہے کہا کہ یہ ظاہر روایت ہے۔“

اسی کتاب الصيد میں ہے:

المعتبر فی المتردية واخوانها کنطیحة وموقوذة وما اكل السبع والمريضة مطلق الحياة وان قلت كما اشرنا اليه عليه الفتوى۔

”بلندی سے گر کر قریب المرگ اور اس کے ساتھ مذکور فی القرآن باقی اشیاء نطیجہ، موقوذہ وغیرہ میں مطلق زندگی معتبر ہے اگرچہ کم ہی ہو جیسا کہ ہم نے اس کی طرف اشارہ کیا۔ اسی پر فتویٰ ہے۔“

مدارک التزیل میں ہے:

الموقوذة التي اسخنوا ضربا بالعصا وحجر۔
”موقوذہ ہے جسے وہ لاشی یا پتھر سے زخمی کرتے تھے“

معالم میں ہے:

قال قتاده. كانوا يضربونها بالعصا فاذا ماتت اكلوها اه قلت فظهر ان المضروب بكل مثل كالبنفقة ولو بنفقة الرصاص كله من الموقوذة فيحل بالذكاة وان قلت الحياة۔

”قتادہ نے کہا کفار جانور کو یہاں تک مارتے تھے کہ وہ مر جاتا تھا اسے کھاتے تھے۔ میں کہتا ہوں اس سے ظاہر ہوا کہ ہر بھاری چیز کا مضروب جانور جیسے بندوق اگرچہ سکہ کی گولی والی ہو یہ سب موقوذہ میں شامل ہیں

پس یہ ذبح کرنے حلال ہو جاتی ہیں اگرچہ وقت ذبح ان میں قلیل زندگی ہو۔

ردالمحتار میں ہے:

لا ینخفی ان الجرح بالرصاص انما هو بالاحراق والشقل
بواسطة الدفاع العنیف اذ لیس حد فلا یحل وبه افتی ابن
نجیم واللہ تعالیٰ اعلم۔

”پوشیدہ نہیں کہ سکہ کی گولی کا زخم بوجہ جلنے اور بوجھ کے ہے بواسطہ اس
کے زور سے پھینکنے کے کیونکہ گولی میں دھار نہیں پس حلال نہیں۔ اسی کے
ساتھ ابن نجیم نے فتویٰ دیا۔ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔“

کتبہ

عبدالمذنب احمد رضا
عفی عنہ محمد بن المصطفیٰ رضی اللہ عنہما

مسئلہ ۸: ۱۰ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ ایک شخص روز شکار شوقیہ کھیلتا ہے۔ پس بحکم شرع
شریف کے کس قدر شکار کھیلتا چاہیے اور کس وقت میں؟ اور وہ شکاری ہر روز شکار کھیلنے میں
گنہگار ہوتا ہے یا نہیں؟ بینوا مفصلاً تو جرا کثیرا۔

الجواب: شکار کے محض شوقیہ بغرض تفریح ہو جس ایک قسم کا کھیل سمجھا جاتا ہے۔ لہذا شکار
کھیلتا کہتے ہیں۔ بندوق کا خواہ مچھلی کا، روزانہ ہو خواہ گاہ گاہ مطلقاً بالاتفاق حرام ہے۔ حلال
وہ ہے جو بغرض کھانے یا دوا یا کسی اور نفع یا کسی ضرر کے دفع کو ہو۔

آج کل کے بڑے بڑے شکاری جو اتنی ناک والے ہیں کہ بازار سے اپنی خاص
ضرورت کی کھانے یا پہننے کی چیز لانے کو جانا کسر شان سمجھیں، یا نرم ایسے کہ دس قدم
دھوپ میں چل کر مسجد میں نماز کے لئے حاضر ہونا مصیبت جانیں وہ گرم دوپہر، گرم لو

میں گرم ریت پر چلنا اور ٹھہرنا اور گرم ہو کے تھپیڑے کھانا گوارا کرتے، اور دوپہر دو دن کیلئے گھریا چھوڑے پڑے رہتے ہیں، کیا یہ کھانے کی غرض سے جاتے ہیں؟ حاشا وکلا وہی لہو و لعب ہے اور بالاتفاق حرام۔

ایک بڑی پہچان یہ ہے کہ ان شکاریوں سے اگر کہتے مثلاً مچھلی بازار میں بھی ملے گی، وہاں سے لے لیجئے، ہرگز قبول نہ کریں گے۔ یا کہتے کہ ہم اپنے پاس سے لائے دیتے ہیں، کبھی نہ مانیں گے بلکہ شکار کے بعد خود اس کے کھانے سے بھی غرض نہیں رکھتے، بانٹ دیتے ہیں۔ تو یہ جانا یقیناً وہی تفریح و حرام ہے۔ در مختار میں ہے۔ الصيد مباح الا للتلھی کما هو ظاہر اسی طرح اشیاء و بزازیہ و مجمع الفتاویٰ وغنیۃ ذوی الاحکام و تاتارخانیہ و رد المحتار وغیرہ عامہ اسفار میں ہے۔ واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم۔

کتبہ

عبدالمذنب احمد رضا

عفی عنہ محمد بن المصطفیٰ ﷺ

مسئلہ ۹: ۱۲ / ربيع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں کہ علمائے دین و مفتیان شرع متین اس شعر کا مطلب جو شرع محمدی فصل اٹھائیسویں بیان مکروہات وضو میں ہے

تیرے تانے کے برتن سے اگر

ہے وضو ناقص کرے گا جو بشر

یہ نہ معلوم ہوا کہ تانے کے برتن سے وضو کیوں ناقص ہوتا ہے آج کل بہت شخص

تانے کے برتن لوٹے سے وضو کرتے ہیں کیا ان سب کا وضو ناقص ہوتا ہے؟ بیـنـوا

توجروا۔

الجواب: تانے کے برتن سے وضو کرنا اس میں کھانا پینا سب بلا کراہت جائز ہے۔ وضو میں کچھ نقصان نہیں آتا۔ ہاں قلعی کے بعد چاہیے۔ بے قلعی میں کھانا پینا مکروہ ہے کہ جسمانی

ضرر کا باعث ہوتا ہے۔ اور مٹی کا برتن تانبے سے افضل ہے۔ علماء نے وضو کے آداب و مستجاب سے شمار فرمایا کہ مٹی کے برتن سے ہو۔ اور اس میں کھانا پینا بھی تواضع سے قریب تر ہے۔ ردالمحتار میں فتح القدیر سے ہے:

منہا (ای آداب الوضوء) کون انیۃ من خزف
 ”اس سے وضو (یعنی آداب وضو سے) ہونا اسکے برتنوں کا پختہ مٹی سے“
 اسی میں اختیار شرح مختار ہے۔

اتخاذھا (ای اوانی الاکل والشرب) من الخزف افضل
 اذلا صرف فیہ ولا مخیلة وفی الحدیث من اتخاذ اوانی بیتہ
 خزف ازارتہ الملتکتہ ویجوز اتخاذھا من نحاس اور صاص،
 ”پکڑنا ان کا (یعنی کھانے پینے کے برتن) پختہ مٹی سے افضل ہیں کیونکہ اس
 میں کچھ خرچ بھی نہیں اور تکبر بھی نہیں اور حدیث میں ہے جو شخص گھر کے
 برتن مٹی کے رکھے فرشتے اس کی زیارت کرتے ہیں۔ تانبے اور قلعی کے
 برتن بھی جائز ہیں۔“

اسی میں ہے۔

یکرہ الاکل فی النحاس الغیر المطلق بالرصاص لانہ یدخل
 الصداء فی الطعام فیورث ضررا عظیما وما بعدہ فلاہ
 ملخصا واللہ تعالیٰ اعلم۔

”مکروہ ہے کھانا کھانا بغیر قلعی شدہ تانبے کے کیونکہ وہ کھانے میں اپنا برا
 اثر ڈالتا ہے جس سے صحت پر بہت برا اثر پڑتا ہے اور قلعی کرنے کے بعد
 وہ اثر زائل ہو جاتا ہے۔“ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ

عبدالمذنب احمد رضا

عفی عنہ محمد بن المصطفیٰ

مسئلہ ۱۰: ۱۳/ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے اہل سنت اس صورت میں کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ فلاں درخت پر شہید مرد ہیں، اور فلاں نے طاق میں شہید مرد رہتے ہیں۔ اور اس درخت اور اس طاق کے پاس جا کر ہر جمعرات کو فاتحہ شیرینی اور چاول وغیرہ پر دلاتے ہیں۔ ہار لٹکاتے ہیں لوبان سلگاتے ہیں، مرادیں مانگتے ہیں اور ایسا دستور اس شہر میں بہت جگہ واقع ہے۔ کیا شہید مردان درختوں اور طاقوں میں رہتے ہیں؟ اور یہ اشخاص حق پر ہیں یا باطل پر؟ جواب عام فہم مع دستخط کے تحریر فرمائیے۔ بینو ابالکتاب توجروا بالثواب۔

الجواب: یہ سب واہیات و خرافات اور جاہلانہ حماقات و بطالات ہیں۔ ان کا ازالہ لازم۔ ما انزال اللہ بہامن سلطان، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم، واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

کتبہ

عبدالمذنب احمد رضا

عفی عنہ محمدن المصطفیٰ ﷺ

مسئلہ ۱۱: ۱۳/ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ

ما قولکم رحمکم اللہ تعالیٰ۔ اندریں مسئلہ کہ بعد فوت ہو جانے والدین کے اولاد کے اوپر کیا حق والدین کا رہتا ہے؟ بینو ابالکتاب توجروا بالثواب۔
الجواب:

(۱) سب سے پہلا حق بعد موت ان کے جنازہ کی تجمیر غسل، نماز، دفن ہے۔ اور ان کاموں میں ایسے سنن و مستحبات کی رعایت جس سے ان کے لئے ہر خوبی و برکت و رحمت و سعادت کی امید ہو۔

(۲) ان کے لئے دعا و استغفار ہمیشہ کرتے رہنا۔ اس سے کبھی غفلت نہ کرنا۔

(۳) صدقہ و خیرات و اعمال صالحات کا ثواب انہیں پہنچاتے رہنا، حسب طاقت اس

میں کمی نہ کرنا، اپنی نماز کے ساتھ ان کیلئے نماز پڑھنا، اپنے روزوں کے ساتھ ان کے واسطے بھی روزے رکھنا، بلکہ جو نیک کام کرے سب کا ثواب انہیں اور سب مسلمانوں کو بخش دینا کہ ان سب کو ثواب پہنچ جائے گا اور اس کے ثواب میں کمی نہ ہوگی بلکہ بہت ترقیاں پائے گا۔
(۴) ان پر کوئی قرضہ کسی کا ہو تو اس کے ادا میں حد درجہ کی جلدی کی کوشش کرنا اور اپنے مال سے ان کا قرض ادا ہونے کو دونوں جہاں کی سعادت سمجھنا۔ آپ قدرت نہ ہو تو اور عزیزوں قریبوں پھر باقی اہل خیر سے اس کے ادا کرنے میں امداد لینا۔

(۵) ان پر کوئی قرض رہ گیا ہو تو بقدر قدرت اسکے ادا میں سعی بجالانا۔ حج نہ کیا ہو تو خود ان کی طرف سے حج کرنا یا حج بدل کرانا، زکوٰۃ یا عشر کا مطالبہ ان پر رہا ہو تو اسے ادا کرنا۔ نماز یا روزہ باقی ہو تو اس کا کفارہ دینا، و علیٰ ہذا القیاس ہر طرح ان کی برات ذمہ میں جدوجہد کرنا۔

(۶) انہوں نے جو وصیت جائزہ شرعیہ کی ہو حتیٰ الامکان اس کے نفاذ میں سعی کرنا اگر چہ شرعاً اپنے اوپر لازم نہ ہو اگر چہ اپنے نفس پر بار ہو۔ مثلاً وہ نصف جائیداد کی وصیت اپنے کسی عزیز غیر وارث یا اجنبی کیلئے کر گئے تو شرعاً تہائی مال سے زیادہ بے اجازت وارثان نافذ نہیں۔ مگر اولاد کو مناسب ہے کہ ان کی وصیت مانیں اور ان کی خوشی پوری کرنے کو اپنی خواہش پر مقدم جانیں۔

(۷) ان کی قسم بعد مرگ بھی سچی ہی رکھنا۔ مثلاً ماں یا باپ نے قسم کھائی تھی کہ میرا بیٹا فلاں جگہ نہ جائے گا یا فلاں سے نہ ملے گا یا فلاں کام کریگا تو ان کے بعد یہ خیال نہ کرنا کہ اب تو وہ ہیں نہیں ان کی قسم کا خیال نہیں بلکہ اس کا ویسا ہی پابند رہنا جیسا کہ ان کی حیات میں رہتا جب تک کوئی حرج شرعی مانع نہ ہو۔ اور کچھ قسم ہی پر موقوف نہیں ہر طرح کے امور جائز میں بعد مرگ بھی ان کی مرضی کا پابند رہنا۔

(۸) ہر جمعہ کو ان کی زیارت قبر کے لئے جانا، وہاں قرآن شریف ایسی آواز سے کہ وہ سنیں پڑھنا اور اس کا ثواب انکی روح کو پہنچانا۔ راہ میں جب کبھی ان کی قبر آئے بے سلام و فاتحہ نہ

گزرنا۔

- (۹) ان کے رشتہ داروں کے ساتھ عمر بھر نیک سلوک کیے جانا۔
- (۱۰) ان دوستوں سے دوستی نباہنا ہمیشہ انکا اعزاز و اکرام رکھنا۔
- (۱۱) کبھی کسی کے ماں یا باپ کو برا کہہ کر جواب میں انہیں برا نہ کہلوانا۔
- (۱۲) اور سب سے سخت تر و عام تر و مدا م تر حق یہ ہے کہ کبھی کوئی گناہ کر کے انہیں قبر میں رنج دیا جائے۔ اللہ غفور رحیم، عزیز کریم جل جلالہ صدقہ اپنے حبیب رؤف و رحیم ﷺ کا صدقہ ہم سب مسلمانوں کو نیکیوں کی توفیق دے گناہوں سے بچائے۔ ہمارے اکابر کی قبروں میں ہمیشہ نور و سرور پہنچائے کہ وہ قادر ہے اور ہم عاجز۔ وہ غنی ہے اور ہم محتاج۔
- حسبنا اللہ ونعم الوکیل نعم المولی ونعم النصیر، و لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم و صلی اللہ تعالیٰ علی الشفیع الرفیع الغفور الکریم الرؤف الرحیم سیدنا محمد والہ و صحبہ اجمعین، امین الحمد للہ رب العالمین۔
- اب وہ حدیثیں جن سے فقیر نے یہ حق استخراج کیے ان میں سے بعض بقدر کفایت ذکر کروں۔

حدیث ۱: کہ ایک انصاری رضی اللہ عنہ نے خدمت اقدس حضور پر نور سید عالم ﷺ میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! ماں باپ کے انتقال کے بعد بھی کوئی طریقہ ان کے ساتھ نیکی کا باقی ہے جسے میں بجلاؤں؟ فرمایا۔

نعم اربعة الصلاة عليهما والاستغفار لهما و النفاذ عهدهما من بعد هما و اکرام صديقهما و صلته الرحم التي لا رحم الك الامن قبلهما فهذا الذي بقى من برهما بعد موتهما۔

”ہاں چار باتیں ہیں ان پر نماز اور ان کے لئے دعائے مغفرت اور ان کی وصیت نافذ کرنا اور ان کے دوستوں کی عزت اور جو رشتہ صرف انہی کی

جانب سے ہونیک برتاؤ سے ان کا قائم رکھنا۔ یہ وہ نیکی ہے کہ انکی موت کے بعد ان کے ساتھ کرنی باقی ہے۔“

”رواہ ابن النجار عن ابی اسید الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مع القصة ورواہ البیہقی فی سننہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا یبقی للولد من بر الوالد الا اربع، الصلوة علیہ والدعاء لہ وانفاذ عہدہ من بعدہ وصلۃ رحمہ واکرام صدیقہ۔“

حدیث ۲: کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

استغفار الولد لابیہ بعد الموت من البر۔

”ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک سے یہ بات ہے کہ اولاد ان کے بعد ان کے لئے دعائے مغفرت کرے۔“

رواہ ابن النجار عن ابی سید مالک بن زرارۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حدیث ۳: کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

اذا ترک العبد الدعاء للوالدین فانه ینقطع عنہ الرزق۔

”آدمی جب ماں باپ کے لئے دعا چھوڑ دیتا ہے ان کا رزق قطع ہو جاتا ہے“

رواہ الطبرانی فی التاریخ والدیلمی عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ،

حدیث ۴، ۵: کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

اذا تصدق احدکم بصدقة تطوعا فلیجعلها عن ابویہ فیکون لهما اجرها والا ینقص من اجرہ شیئا۔

”جب تم میں کوئی شخص نفل خیرات کرے تو چاہیے کہ اسے اپنے ماں باپ کی طرف سے کرے کہ اس کا ثواب انہیں ملے گا اور اس کے ثواب سے کچھ نہ کھئے گا۔“

رواہ الطبرانی فی اوسطہ وابن عساکر عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ ونحوہ الدیلمی فی مسند الفردوس عن ماویہ بن حیدۃ القشیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حدیث ۶: کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! میں اپنے ماں باپ کی زندگی میں ان کے ساتھ نیک سلوک کرتا تھا۔ اب وہ مر گئے۔ ان کے ساتھ نیک سلوک کی کیا راہ ہے؟ فرمایا۔

ان من البر بعد الموت ان تصلى لهما مع صلواتك وتصوم لهما مع صيامك۔ (رواہ الدارقطنی)

”بعد مرگ نیک سلوک یہ ہے کہ تو اپنی نماز کیساتھ ان کے لئے نماز پڑھے اور اپنے روزوں کے ساتھ ان کیلئے روزے رکھے۔“

یعنی جب اپنے ثواب ملنے کے لئے کچھ نفل نماز پڑھے یا روزے رکھے تو کچھ نفل نماز روزے ان کی طرف سے انہیں ثواب پہنچانے کو بھی بجالایا نماز روزہ جو عمل نیک کرے ساتھ ہی انہیں بھی ثواب پہنچانے کی بھی نیت کر لے کہ انہیں بھی ملے گا اور تیرا بھی کم نہ ہوگا۔

كما مرولفظ مع يحتمل الوجهين بل هذا الصدقة بالميتة محیط۔

پھر تاتارخانیہ پھر ردالمحتار میں ہے۔

الافضل لمن يتصدق لفلان ينوي لجميع المؤمنين والمومنات لانها تصل اليهم ولا ينقص من اجره شيء۔

حدیث ۷: کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

من حج عن ولديه او قضى عنهما مفر ما بعثه الله يوم القيمة
مع الابرار۔

”جو اپنے ماں باپ کی طرف سے حج کرے یا انکا قرض ادا کرے روز
قیامت نیکوں کے ساتھ اٹھے۔“

رواه الطبرانی فی الاوسط ولدارقطنی فی السنن عن ابن
عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حدیث ۸: امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر اسی ہزار قرض تھے۔ وقت وفات اپنے
صاحبزادے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو بلا کر فرمایا۔

بع فیہا اموال عمر فان وقت والافسل بنی عدی فان وقت
والافسل قریشا ولا تعد عنہم۔

”میرے دین میں اول میرا مال بیچنا اگر کافی ہو جائے فہما ورنہ میری قوم
بنی عدی سے مانگنا اگر یوں بھی پورا نہ ہو تو قریش سے مانگنا اور ان کے سوا
اوروں سے سوال نہ کرنا۔“

پھر صاحبزادہ موصوف سے فرمایا اضمئنا تم میرے قرض کی ضمانت کر لو۔ وہ ضامن
ہو گئے اور امیر المؤمنین کے دفن سے پہلے اکابر انصار و مہاجرین کو گواہ کر لیا کہ وہ اسی ہزار مجھ
پر ہیں ایک ہفتہ نہ گزرا تھا کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے وہ سارا قرض ادا فرما دیا۔ رواہ ابن سعد فی
الطبقات عن عثمان بن عروة۔

حدیث ۹: قبیلہ جہینہ سے ایک بی بی رضی اللہ عنہا نے خدمت اقدس سید عالم ﷺ
میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ میری ماں نے حج کر نیکی منت مانی تھی وہ ادا نہ کر سکیں اور
ان کا انتقال ہو گیا۔ کیا میں ان کی طرف سے حج کر لوں؟ فرمایا۔

نعم حجی عنہا را یت لو کان علی امک دین اکت قاضیة

اقضوا لله فالله احق بالوفاء۔ رواه البخاری عن ابن عباس
رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

”ہاں اس کی طرف سے حج کر۔ بھلا دیکھ تو اگر تیری ماں پر کوئی دین ہوتا
تو تو ادا کرتی یا نہیں یوں ہی خدا کا دین ادا کرو کہ وہ زیادہ ادا کا حق رکھتا
ہے۔“

حدیث ۱۰: کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

اذ احج الرجل عن والديه تقبل منه ومنهما وابتشر به ارو
احهما في السماء وكتب عند الله برا۔ رواه الدارقطني عن
زيد بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

”انسان جب اپنے والدین کی طرف سے حج کرتا ہے وہ حج اس کی طرف
سے اور ان سب کی طرف سے قبول ہوتا ہے اور ان کی روحیں آسمان میں
اس سے شاد ہوتی ہیں اور یہ شخص اللہ عزوجل کے نزدیک ماں باپ کے
ساتھ نیک سلوک کرنے والا لکھا جاتا ہے۔“

حدیث ۱۱: کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

من حج عن ابیه او عن امه فقد قضیٰ عنہ حجة وکان له فضل
عشر حج۔

”جو اپنی ماں یا باپ کی طرف سے حج کرے اس کی طرف سے حج ادا ہو
جائے اور اسے دس حج کا ثواب زیادہ ملے۔“

رواه الدارقطني عن جابر بن عبد الله رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

حدیث ۱۲: کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

من حج عن والديه بعد وفاتهما كتب الله اعتقاً من النار وکان
للمحجوج عنها اجر حجة تامة من غير ان ينقص من

اجورہ ماشی۔ رواہ الاصبہانی فی الترغیب والبیہقی فی الشعب عن ابن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)۔

”جو اپنے والدین کے بعد ان کی طرف سے حج کرے اللہ تعالیٰ اس کے لئے دوزخ سے آزادی لکھے اور ان دونوں کے واسطے پورے حج کا ثواب ہو جس میں اصلا کی نہ ہو۔“

حدیث ۱۳: کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

من بر قسمہما وقضیٰ دینہما ولم یتسب لہما کتب بارا وان کان عاقافی حیاتہ ومن لم یر قسمہما ویقض دینہما واستسب لہما کتب عاقاوان کان بارافی حیاتہ رواہ الطبرانی فی الاوسط عن عبدالرحمن بن سمرۃ رضی اللہ عنہ۔

”جو شخص اپنے ماں باپ کے بعد ان کی قسم کو سچی کرے اور ان کا قرض اتارے اور کسی کے ماں باپ کو برا کہہ کر انہیں برا نہ کہلوائے وہ والدین کے ساتھ نیکو کار لکھا جائے اگر چہ ان کی زندگی میں نافرمان تھا اور جو ان کی قسم پوری نہ کرے اور ان قرض نہ اتارے اور کسی کے والدین کو برا کہہ کر انہیں برا کہلوائے وہ عاق لکھا جائے اگر چہ ان کی حیات میں نیکو کار تھا۔“

حدیث ۱۴: کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

من زار قبر ابویہ او احدہما فی کل یوم جمعة مرة غفر اللہ لہ وکتب برا۔ رواہ الامام الترمذی العارف باللہ الحکیم فی نوادر الاصول عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

”جو اپنے ماں باپ دونوں یا ایک کی قبر پر ہر جمعہ کے دن زیارت کو حاضر ہو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دے اور ماں باپ کے ساتھ اچھا برتاؤ کر نیوالا لکھا جائے۔“

حدیث ۱۵: کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

من زار قبر والديه او احدهما يوم الجمعة فقرأ عنده يس غفر له۔ رواه ابن عدی عن الصديق الاكبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

”جو شخص روز جمعہ اپنے والدین یا ایک کی زیارت قبر کرے اور اس کے پاس یسین پڑھے بخش دیا جائے۔“

وفی لفظ من زار قبر والديه او احدهما فی کل جمعة فقرأ عنده يس غفر اللہ له بعدد کل حرف منها۔

”جو ہر جمعہ والدین یا ایک کی زیارت قبر کرے وہاں یسین پڑھے یسین شریف میں جتنے حروف ہیں ان کی گنتی کی برابر اللہ اس کے لئے مغفرتیں فرمائیں۔“

رواه هو الخلیلی وابو شیخ والدیلمی وبن النجار والرفعی وغیرہم عن ام المومنین الصديقة عن ابیہا الصديق الاکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہما عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حدیث ۱۶: کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

من زار قبر ابویہ او احدهما احتسابہ کان کعدل حجة مبرورة ومن کان زوار الہما زارت الملائكة قبرہ۔

”جو بہ نیت ثواب اپنے والدین دونوں یا ایک کی زیارت قبر کرے حج مقبول کے برابر ثواب پائے۔ اور جو بکثرت ان کی زیارت کیا کرتا ہو فرشتے اس کی قبر کی زیارت کو آئیں۔“

رواه الامام الترمذی الحکیم وابن عدی عن ابن عمر رضی

اللہ تعالیٰ عنہما،

امام ابن الجوزی محدث کتاب عیون الحکایات میں بسند خود محمد بن العباس اولاق سے روایت فرماتے ہیں۔ ایک شخص اپنے بیٹے کے ساتھ سفر کو گیا۔ راہ میں باپ کا انتقال ہو گیا۔ وہ جنگل درختاں مقل یعنی گوگل کے پیڑوں کا تھا۔ ان کے نیچے دفن کر کے بیٹا جہاں جانا تھا چلا گیا۔ جب پلٹ کر آیا، اس منزل میں رات کو پہنچا۔ باپ کی قبر پر نہ گیا ناگاہ سنا کہ کوئی کہنے والا یہ اشعار کہہ رہا ہے۔

رائتك تطوى الدوم ليلا ولا تری عليك اهل الدوم تتكلما
وبالدوم ثاولو ثویست مكانه ومر باهل الدوم عاد فسلما
میں نے تجھ دیکھا کہ کہ تو رات میں اس جنگل کو طے کرتا ہے اور وہ جن پیڑوں میں
ہے اس سے کلام کرنا اپنے اوپر لازم نہیں جانتا۔ حالانکہ ان درختوں میں وہ مقیم ہے کہ اگر تو
اس کی جگہ ہوتا اور یہاں گزرتا تو وہ راہ سے پھر کر آتا اور تیری قبر پر سلام کرتا۔
حدیث ۷: کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

من احب ان یصل اباه فی قبره فلیصل اخوان ابیه من بعده۔
رواہ ابو یعلیٰ وابن حبان عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ
عنہما۔

”جو چاہے کہ باپ کی قبر میں اس کے ساتھ حسن سلوک کرے وہ باپ
کے بعد اس کے عزیزوں دوستوں سے نیک برتاؤ کرے۔“
حدیث ۱۸: کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

من البران تصل صدیق ابیک۔ رواہ الطبرانی فی الاوسط
عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
”باپ کے ساتھ نیکو کاری یہ ہے کہ تو اس کے دوست سے اچھا برتاؤ
رکھے۔“

حدیث ۱۹: کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

ان ابرار البران یصل الرجل اهل ذی ابیہ بعدان یولی الاب
رواہ الائمة احمد و البخاری فی ادب المفرد و مسلم فی
صحیحہ و ابوداؤد و الترمذی عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ
عند

”بے شک باپ کے ساتھ نیکو کاری سے بڑھ کر یہ نیکو کاری ہے کہ آدمی باپ کے
پیٹھ دینے کے بعد اس کے دوستوں سے اچھی روش پر رہتا ہے۔“
حدیث ۲۰: کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

احفظ ودایک لاتقطعہ فیطفی اللہ نورک۔

”اپنے باپ کی دوستی نگاہ رکھا سے قطع نہ کرنا کہ اللہ تیرا نور بچھا دیگا۔“

حدیث ۲۱: کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

تعرض الاعمال یوم الالین والخمیس علی اللہ تعالیٰ
وتعرض علی الانبیاء و علی الالاء والامہات یوم الجمعة
فیفرحون بحسناتہم وتزداد وجوہم بیاضا و اشراقا فاتقوا
اللہ ولا تؤذوا مواتکم۔ رواہ الامام الحکیم عن والد عبد
العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

”ہر دو شنبہ و پنجشنبہ کو اللہ عزوجل کے حضور اعمال پیش ہوتے ہیں اور انبیاء
کرام علیہم السلام اور ماں باپ کے سامنے ہر جمعہ کو۔ وہ نیکیوں پر خوش ہوتے
ہیں اور انکے چہروں کی صفائی و تابش بڑھ جاتی ہے تو اللہ سے ڈرو اپنے
مردوں کو اپنے گناہوں سے رنج نہ پہنچاؤ۔“

بالجملہ والدین کا حق وہ نہیں کہ انسان سے کبھی عہدہ برآ ہو وہ اس کے حیات و وجود
کے سبب ہیں۔ تو جو کچھ نعمتیں دینی و دنیوی پائیگا سب انہیں کے طفیل میں ہوں گی کہ ہر نعمت و

کمال وجود پر موقوف ہے اور وجود کے سبب وہ ہوئے، تو صرف ماں یا باپ ہونا ہی ایسے عظیم حق کا موجب ہے جس سے یری الذمہ کبھی نہیں ہو سکتا نہ کہ اس کے ساتھ اس کی پرورش ہونے، ان کی کوششیں، اس کے آرام کے لئے ان کی تکلیفیں، خصوصاً پیٹ میں رکھنے، پیدا ہونے، دودھ پلانے میں ماں کی اذیتیں ان کا شکر کہاں تک ادا ہو سکتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ وہ اس کیلئے اللہ عزوجل و رسول اللہ ﷺ کے سائے اور انکی ربوبیت و رحمت کے مظہر ہیں۔ لہذا قرآن عظیم میں جل جلالہ نے اپنے حق کے ساتھ ان کا ذکر فرمایا کہ۔

ان اشکر لی ولو الدیك۔ ”حق ماں میرا اور اپنے ماں باپ کا۔“

حدیث میں ہے ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ایک راہ میں ایسے گرم پتھروں پر کہ اگر گوشت کا ٹکڑا ان پر ڈالا جاتا کباب ہو جاتا، چھ میل تک اپنی ماں کو گردن پر سوار کر کے لے گیا ہوں۔ کیا اب اس کے حق سے ادا ہو گیا ہوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

لعله ان یكون بطلقة واحدة رواه الطبرانی فی الاوسط عن
بریدۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

”تیرے پیدا ہونے میں جس قدر دردوں کے جھٹکے اس نے اٹھائے ہیں
شاید ان میں ایک جھٹکے کا بدلہ ہو سکے۔“

اللہ عزوجل عقوق سے بچائے اور ادائے حقوق کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین
برحمتک یا ارحم الراحمین۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا
ومولانا محمد والہ واصحابہ اجمعین۔ آمین۔ والحمد للہ رب
العالمین۔

کتبہ

عبدالمذنب احمد رضا

عفی عنہ محمد بن المصطفیٰ ﷺ

مسئلہ ۱۲: ۱۷ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ

کیا حکم ہے اہل شریعت کا اس مسئلہ میں کہ دعائوت کے بدلے میں تین بار قل ہو
فخص نماز وتر کی تیسری رکعت میں بعد الحمد وقل کے تکبیر کہہ کر دعائوت اس کو نہیں آتی ہے۔
پس اس کی نماز وتر صحیح ہوتی ہے یا نہیں؟ اور وہ اگر ہر روز سجدہ سہو کر لیا کرے تو نماز وتر اس کی
صحیح ہو جایا کرے گی؟ جواب عام فہم عطا فرمائیے۔ بیوا مفصلاً تو جروا کثیرا۔
الجواب: نماز صحیح ہو جانے میں تو کلام نہیں نہ یہ سجدہ کا محل کہ سہو کوئی واجب ترک نہ ہوا۔
دعائوت اگر یاد نہ ہو تو کرنی چاہئے کہ خاص اس کا پڑھنا سنت ہے اور جب تک یاد نہ ہو۔

ربنا اتنا فی الدنیا حسنة و فی الآخرة حسنة و قنا عذاب النار۔

”اے ہمارے رب! دے ہم کو دنیا میں بھلائی اور آخرت میں بھلائی اور

بچا ہم کو آگ کے عذاب سے۔“

پڑھ لیا کرے۔ یہ بھی یاد نہ ہو تو اللهم اغفر لی تین بار کہہ لیا کرے یہ بھی نہ آئے تو

صرف یا رب تین بار کہہ لے واجب ادا ہو جائے گا۔ رہا یہ کہ پڑھنے سے بھی یہ واجب ادا ہوا
یا کہ نہیں کہ اتنے دنوں کے وتر کا اعادہ لازم ہو۔ ظاہر یہ ہے کہ ادا ہو گیا کہ وہ ثنا ہے، اور ہر ثنا
دعا ہے۔

بل قال العلامة القاری فغیرہ من العلماء کل دعاء ذکر و کل
ذکر دعاء وقد قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افضل الدعاء
الحمد لله رواة الترمذی وحسنہ النسائی وابن ماجہ ابن
حبان الحاکم وصححه عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہما هذا وليحرروا اللہ تعالیٰ اعلم۔

”بلکہ کہا علامہ قادری وغیرہ نے علماء میں سے ہر دعا ذکر ہے اور ہر ذکر دعا
ہے اور تحقیق فرمایا نبی ﷺ نے افضل دعا الحمد لله ہے۔ روایت کیا اس کو
ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن حبان اور حاکم اور حسن کہا یہ اور حاکم

نے اسے صحیح کہا ہے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے۔ اسے یاد رکھ اور محفوظ رکھ۔“ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ

عبدالمذنب احمد رضا

عفی عنہ محمد بن المصطفیٰ ﷺ

مسئلہ ۱۳: ۱۹ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام کہ کن کیا اڑانا جائز ہے یا نہیں؟ اور اس کی ڈور لوٹنا درست ہے یا نہیں؟ اگر اس کی ڈور لوٹی سے کپڑا سلوا کر نماز پڑھے تو اس کی نماز میں کوئی خلل تو واقع نہ ہوگا؟ بینوا تو جروا۔

الجواب: کن کیا اڑانا لہو لعب ہے اور لہونا جائز ہے۔ حدیث میں ہے۔

کھل لہو المسلم حرام الا فی ثلث،

”مسلم کے لئے کھیل کی چیزیں سوائے تین چیزوں کے سب حرام ہیں۔“

ڈور لوٹنا نہیں ہے اور نہیں حرام ہے۔

نہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن النهی،

رسول اللہ ﷺ نے لوٹنے سے منع فرمایا۔

لوٹی ہوئی ڈور کا مالک اگر معلوم ہو تو فرض ہے اسے دے دی جائے۔ اگر نہ دی اور بغیر اس کی اجازت کے اس سے کپڑا سیا تو اس کپڑے کا پہننا حرام ہے۔ اسے پہن کر نماز مکروہ تحریمی ہے جس کا پھیرنا واجب ہے۔

للاشتمال علی المحرم كالصلوة فی الراض مغضوبہ،

”بوجہ شامل ہونے کے حرام پر جیسے ارض مغضوبہ پر نماز۔“

اور اگر مالک نہ ہو تو وہ لقطہ ہے یعنی پڑی ہوئی چیز۔ واجب ہے کہ اسے مشہور کیا

جائے یہاں تک کہ مالک کے ملنے کی امید قطع ہو۔ اس وقت اگر یہ شخص غنی ہے تو فقیر کو دے

دے۔ اور فقیر ہے تو اپنے صرف میں لاسکتا ہے۔ پھر جب مالک ظاہر ہو اور فقیر کے صرف میں آنے پر راضی نہ ہو تو اپنے پاس سے اس کا تاوان دینا ہوگا۔ کماہو معروف فی الفقہ من حم اللقطة واللہ سبحنہ وتعالی اعلم۔

کتبہ

عبدالمذنب احمد رضا

عفی عنہ محمد بن المصطفیٰ ﷺ

مسئلہ ۱۴: ۲۰ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ کتا پالنا جائز ہے یا نہیں؟ اور کبوتر پالنا بلا اڑانے کے و بیڑ بازی و مرغ بازی و شکر باز پالنا اور ان کا شکار پکڑوانا اور کھانا درست ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب: شکر او باز پالنا درست ہے اور ان سے شکار کرنا اور اس کا کھانا بھی درست ہے بقولہ تعالیٰ وما علمتم من الجوارح، الا بئہ یہ ضرور ہے کہ شکار غذا یا دوا یا کسی نفع کی غرض سے ہو۔ محض تفریح و لہو و لعب نہ ہو۔ ورنہ حرام ہے۔ یہ گنہگار ہوگا۔ اگر چہ ان کا مارا ہو جانور جب کہ وہ تعلیم پاگئے ہوں اور بسم اللہ کہہ کر چھوڑا ہو احلال ہو جائے گا۔

فان حرمتہ الارسال بنیۃ الاہولاینافی کونہ ذکاة شرعیۃ
کمن سمی اللہ تعالیٰ وضرب الغنم من قفاه حرم الفعل
وحل الاکل،

”پس تحقیق کھیل کی نیت سے چھوڑنے کی حرمت اس کے ذبح شرعی ہونے کے منافی نہیں۔ جیسے کوئی اللہ تعالیٰ کا نام لے اور بھیڑ کو اس کی گدی کی طرف سے مارا۔ فعل حرام ہے اور کھانا حلال ہے۔“

بیڑ بازی، مرغ بازی اور اسی طرح ہر جانور کا لڑانا جیسے لوگ مینڈھے لڑاتے ہیں، لال لڑاتے ہیں، یہاں تک کہ حرام جانوروں مثلاً ہاتھیوں، ریکیوں کا لڑانا بھی سب مطلقاً

حرام ہے کہ بلا وجہ بے زبانوں کی ایذا ہے۔ حدیث میں ہے۔

نہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علی وسلم عن التحیریش بین البہائم، اخرجہ ابو داؤد الترمذی عن ابن عناس رضی اللہ تعالیٰ عنہما وقال الترمذی حسن صحیح۔

رسول اللہ ﷺ نے جانوروں کے لڑانے سے منع فرمایا۔

کبوتر پالنا جب کہ خالی دل بہلانے کے لئے ہو اور کسی امر ناجائز کی طرف مودی نہ ہو جائز ہے۔ اور اگر چھتوں پر چڑھ کر اڑائے کہ مسلمان عورات پر نگاہ پڑے، یا ان کے اڑانے کو کنکریاں پھینکے جو کسی کا شیشہ توڑیں کسی کی آنکھ پھوڑیں۔ یا پرانے کبوتر پکڑے یا ان کا دم بڑھانے اور اپنا تماشا ہونے کے لئے دن دن بھرا نہیں بھوکا اڑائے۔ جب اترنا چاہیں نہ اترنے دے تو ایسا پالنا حرام ہے۔ درمختار میں ہے۔

ویکرہ (یکرہ امسک الحمامات) ولوفی برجھا (ان کان یضرب بالناس) بنظر او جلب (فان کان یطیر ہا فوق السطع مطلقا علی عورات المسلمین ویکسر زجاجات الناس برمیة تلك الحمامات عزرو منع اشد المنع فان لم یمتنع ذبحھا المحتسب واما للاستناس فمباح باختصار،

”اور مکروہ ہے (مکروہ ہے بند کبوتروں کا) اگرچہ ان کے برجوں میں ہو (اگر لوگوں کو ضرر ہوتا ہو) اگر یہ بوجہ ضرر نظر کے ہو، یا دوسروں کے کبوتر کھینچے سے۔ پس اگر چھت پر اڑاتا ہو جس سے مسلمانوں کی بے پردگی ہوتی ہو اور کبوتروں کی کنکریاں سے لوگوں کے شیشے ٹوٹتے ہوں تو اڑانے والے پر تعزیر کی جائے گی اور سختی سے منع کیا جائے گا۔ اگر نہ رکے تو کوتوال انہیں ذبح کر دے اگر اڑانے کے لئے نہ ہوں بلکہ صرف کبوتروں کے ساتھ انس کی وجہ سے تو یہ مباح ہے۔ اہ باختصار۔“

صحیح بخاری وغیرہ میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما صحیح ابن حبان میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

دخلت النار امرأة في هرة ربطها فلم تطعمها تاكل من خشاش الارض۔

”ایک عورت دوزخ میں گئی ایک بلی کے سبب کہ اسے باندھ رکھا تھا نہ آپ کھانا دیا نہ چھوڑا کہ زمین کے چوہے وغیرہ کھا لیتی۔“

ابن کی حدیث میں ہے فہی تنهش قبلها ودبرها۔ (وہ بلی دوزخ میں اس عورت پر مسلط کی گئی ہے کہ اس کا آگ پچھادانتوں سے نوچ رہی ہے) ایک حدیث میں حکم ہے کہ جو جانور پالو دن میں ستر بار اسے دانہ پانی دکھاؤ۔ نہ کہ گھنٹوں پہروں بھوکا پیاسا رکھو اور نیچے آنا چاہے تو آنے نہ دو۔ علماء فرماتے ہیں جانور پر ظلم کافر ذمی پر ظلم سے سخت تر ہے اور کافر ذمی پر ظلم مسلمان پر ظلم سے اشد ہے۔ کما فی در المختار وغیرہ اور رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

الظلم ظلمات يوم القيامة،

”ظلم ظلمتیں ہوگا قیامت کے دن“ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اللعنة الله على الظلمين O

”سن لو! اللہ عزوجل کی لعنت ہے ظلم کرنے والوں پر“

کتابا للاحرام ہے جس گھر کتاب ہے اس میں رحمت کافر شتہ نہیں آتا۔ روز اس شخص کی نیکیاں گنھتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

لا تدخل الملائكة بيتا فيه كلب والاصورة، رواه احمد

والشيخان الترمذی والنسائی وابن ماجه عن ابی طلحة رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

”فرشتے نہیں آتے اس گھر میں جس میں کتاب یا تصویر ہو۔“

اور نبی ﷺ فرماتے ہیں۔

من اقتنى كلبا الا كلب مشية او ضاريا نقص من عمله كل يوم
قيراطان، رواه احمد والشيخان والترمذى النسائى عن ابن
عمر رضى الله تعالى عنهما،

”جو کتا پالے مگر گلے کا کتا یا شکار۔ روز اس کی نیکیاں سے دو قیراط کم ہوں (ان

قیراطوں کی مقدار اللہ ورسول جل جلالہ وعلیہ السلام)“

تو صرف دو قسم کے کتے اجازت میں رہے۔ ایک شکار جسے کھانے یا دوا وغیرہ منافع
صحیح کے لئے شکار کی حاجت ہونہ شکار تفریح کہ وہ خود حرام ہے۔ دوسرا وہ کتا جو گلے یا کھیتی یا
گھر کی حفاظت کے لئے پالے جائے جہاں حفاظت سچی حاجت ہو۔ ورنہ اگر مکان میں
کچھ نہیں کہ چور لیں۔ یا مکان محفوظ جگہ ہے کہ چور کا اندیشہ نہیں۔ غرض جہاں یہ اپنے دل
سے خوب جانتا ہو کہ حفاظت کا بہانہ ہے اصل میں کتے کا شوق ہے وہاں جائز نہیں۔ آخر
آس پاس کے گھر والے بھی اپنی حفاظت ضروری سمجھتے ہیں۔ اگر بغیر کتے کے حفاظت نہ ہو
تی تو وہ بھی پالتے۔ خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کے حکم میں حیلہ نہ نکالے کہ وہ دلوں کی بات جاننے
والا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ

عبدالمذنب احمد رضا

عفی عنہ محمد بن المصطفیٰ ﷺ

مسئلہ ۱۵:۲۱ / ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کتے کا پکڑا ہوا شکار مسلمان کھا سکتا
ہے یا نہیں؟ ایک خرگوش کو کتے نے اس طرح پکڑا ہے کہ اس کے دانت خرگوش کے جسم
پیوستہ ہو گئے ہیں اور بہت سا جسم اس کا چبا ڈالا ہے کہ خرگوش کے جسم میں خون جاری ہے۔
ابھی جان باقی ہے۔ پس اس کو ذبح کر کے کھا سکتا ہے یا نہیں بینوا تو جو روا۔

الجواب: اگر مسلمان یا کتابی عاقل نے کہ احرام میں نہ ہو، بسم اللہ کہہ کر تعلیم یافتہ کتے کو جو شکار کر کے مالک کے لئے چھوڑ کیا کرے، خود نہ کھانے لگے، غیر حرم کے حلال جانور وحشی پر جو اپنے پروں یا پاؤں کی طاقت سے اپنے بچاؤ پر قادر تھا چھوڑا۔ اور اس کے چھوڑنے سے سیدھا شکار پر گیا۔ یا اس کے پکڑنے کی تدبیر میں مصروف ہوا بیچ میں اور طرف مشغول یا عاقل نہ ہو گیا اور اس نے شکار کو زخمی کر کے مار ڈالا ایسا مجروح کر دیا کہ اس میں اتنی ہی حیات باقی ہے جتنی مذبوح میں ہوتی ہے کہ کچھ دیر تڑپ کر ٹھنڈا ہو جائے گا۔ اور کتے کے چھوڑنے میں کوئی کافر، مجوسی یا بت پرست یا ملحد یا مرتد جیسے آج کل کے اکثر نصاریٰ اور رافضی اور عام نیچری وغیرہ ہم خلاصہ یہ کہ مسلمان یا کتابی کے سوا کوئی شریک نہ تھا۔ نہ شکار کے قتل میں کتے کی شرکت کسی دوسرے کتے یا تعلیم یافتہ یا سگ نیچری یا اور کسی نئے جانور کے جس کا شکار ناجائز ہو اور چھوڑنے والا چھوڑنے کے وقت سے شکار پانے تک اسی طرف متوجہ رہا بیچ میں کسی دوسرے کام میں مشغول نہ ہو تو وہ جانور بے ذبح کے حلال ہو گیا۔ اور ان چودہ شرطوں سے ایک بھی کمی ہو اور جانور بے ذبح مر جائے تو حرام ہو جائے گا۔ ورنہ حرام کا شکار تو ذبح سے بھی حلال نہیں ہوتا۔ باقی صورتوں میں ذبح شرعی سے حلال ہو جائے گا۔ تنویر الابصار و در مختار و رد المحتار میں ہے۔

(الصید مباح بخمسة عشر شرطاً) خمسة في الصائد وهو ان يكون من اهل الذكاة وان يوجد منه الارسال وان لا يشار به في الارسال من لا يحل صيده وان لا يترك التسمية عامداً وان لا يشتغل بين الارسال والاخذ بعمل اخر وخمسة في الكلب ان يكون معلماً وان يذهب على سنن الارسال وان لا يشار به في الاخذ ما لا يحل صيده وان يقتله جرحاً وان لا ياكل منه وخمسة في الصيدان لا يكون من الحشرات وان لا يكون عن نبات الماء الا السمك وان يمنع

نفسه بجناحیه او قوائمه وان لایکون متقوتابنا به او بمخلبه
وان یموت بهذا قبل ان یصل الی ذبحه اه قلت ومعنی قوله
ان یموت ای حقیقۃ او حکما بان لایبقی فیہ حیلة فوق
المذبوح کما نص علیہ فی الدرر و صححہ المحشی،

شکار پندرہ شرطوں کیساتھ مباح ہے پانچ شرطیں شکار میں ہوں گی وہ یہ
ہیں کہ (۱) شکار ذبح کا اہل ہو (۲) شکاری جانور اسی نے چھوڑا ہو (۳)
اور اس کے اس فعل میں کوئی ایسا آدمی شریک نہ ہو جس کا شکار حلال نہ ہو
(۴) جان بوجھ کر بسم اللہ ترک نہ کی ہو (۵) شکاری جانور چھوڑنے اور
پکڑنے کے درمیان کسی اور فعل میں مشغول نہ ہوا ہو۔

اور پانچ شرطیں کتے میں ہیں (۱) کتا سیکھا ہوا ہو (۲) اور چھوڑنے کے
بعد سیدھا شکار ہی کی طرف گیا ہو۔ (۳) شکار پکڑنے میں کوئی ایسا
کتا شریک نہ ہوا ہو جس کا شکار حلال نہ ہو (۴) شکار کو زخمی کر کے قتل
کرے (۵) اس سے کتا خود نہ کھائے۔

پانچ شرطیں شکار میں ہیں (۱) حشرات الارض میں سے نہ ہو (۲) مچھلی
کے علاوہ کوئی آبی جانور نہ ہو (۳) وہ جانور اپنے پروں یا پاؤں کی طاقت
سے اپنا بچاؤ کر سکتا ہو (۴) وہ جانور اپنے پنجے یا ڈاڑھ کے ساتھ غذا نہ
حاصل کرتا ہو (۵) اور شکاری کے ذبح کرنے سے پہلے ہی مر گیا
ہو۔ میں نے کہا ہے قول اس کا کہ مر جائے یعنی حقیقتاً مر جائے یا حکماً یعنی
اس میں اتنی جان باقی ہو جتنی مذبوح جانور میں ہوتی ہے۔ جیسا کہ در مختار
میں اس کی تصریح ہے محشی نے اسے ترجیح دی ہے۔ انہیں میں ہے:

شرط کون الذابغ مسلما حلالا خارج الحرم ان کان
صیدا فصيد الحرم لا تحلہ الذکاة مطلقا (او کتابیا ولو

مجنونا) اہ درمخلصا المراد یہ المعتوہ کما فی العنایة عن
النهاية لان المجنون لا قصد له ولا نية لان التسمية شرط
بالنص وهي بالقصد و صحة القصد بما ذكرنا یعنی قوله
اذا كان يعقل التسمية الذبيحة ويضبط اه،

”شرط ہونے ذابح کی مسلم، غیر محرم، خارج حرم اگر ہو شکار پس حرم کے
شکار کا ذبح کرنا جائز نہیں مطلقاً (ذابح یا کتابی ہو اگر چہ مجنون ہو) در
ملخصاً۔ مجنون سے مراد ضعیف العقل ہے۔ جیسا کہ عنایہ میں ہے نہایہ
میں۔ کیونکہ مجنون کا قصد اور نیت ہی نہیں ہوتی۔ چونکہ بسم اللہ شرط ذبح
ہے نص کے ساتھ اور وہ قصد کیساتھ ہو سکتی ہے اور صحت قصد ساتھ اس
کے ہے جس کا ذکر کیا ہے یعنی قول اس کا جس وقت سمجھتا ہو، بسم اللہ اور
ذبح کو اور یاد رکھتا ہو۔“

ان سب شرائط کیساتھ جس خرگوش کو کتے نے مارا مطلقاً حلال ہے اور اگر ہنوز
مذبووح سے زیادہ زندگی باقی ہے تو بعد ذبح حلال ہے۔ اس کا دانت جسم میں پیوستہ ہو جانا وجہ
ممانعت نہیں ہو سکتا۔ قرآن عظیم نے اس کا شکار حلال فرمایا اور شکار بے زخمی کیے نہ ہوگا اور
زخمی جیسی ہوگا کہ اس کے دانت اس کے جسم کو شق کر کے اندر داخل ہوں اور یہ خیال کہ اس
صورت میں اس کا لعاب کہ ناپاک ہے، شکار کے بدن کو نجس کرے گا دو وجہ سے غلط ہے اولاً
شکار خالت غضب میں ہوتا ہے اور غضب کے وقت اس کا لعاب خشک ہو جاتا ہے۔

افرق جمع من العلماء فی اخذه طرف الثوب ملاطفا
فینجس او غضبان فلا۔

”اور اسی لئے علماء کی ایک جماعت نے فرق کیا بیچ پکڑنے کتے کے کنارہ
پکڑے کا پیار سے اور غضب سے بصورت اول کپڑا نجس ہوگا۔ ثانی
صورت میں پاک رہے گا۔“

ثانیاً اگر لعاب لگا بھی تو آخر جسم سے خون بھی نکلے گا، وہ کب پاک ہے جب اس سے طہارت حاصل ہوگی اس بھی ہو جائیگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ

عبدالمذنب احمد رضا
عفی عنہ محمد بن المصطفیٰ ﷺ

مسئلہ ۱۶: ۲۳ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے شریعت اس صورت میں کہ نمازی کے آگے سے گزرنے والا گناہگار ہوتا ہے یا نہیں؟ اور اس کی نماز میں تو کوئی خلل واقع نہیں ہوتا؟ اور نمازی کے آگے سے کس قدر دور تک گزر کر ناہ چاہیے؟

الجواب: نماز میں کوئی خلل نہیں آتا۔ نکلنے والا گناہگار ہوتا ہے۔ نماز اگر مکان یا چھوٹی مسجد میں پڑھتا ہو تو دیوار تک قبلہ نکلنا جائز نہیں جب تک بیچ میں آڑ نہ ہو اور صحرا یا بڑی مسجد میں پڑھتا ہو تو صرف موضع سجود تک نکلنے کی اجازت نہیں۔ اس سے باہر نکل سکتا ہے۔ موضع سجود کے یہ معنی ہیں کہ آدمی جب قیام میں اہل خشوع و خضوع کی طرح اپنی نگاہ خاص جائے سجود پر یعنی جہاں سجدہ میں اس کی پیشانی ہوگی تو نگاہ کا قاعدہ ہے کہ جب سامنے روک نہ ہو تو جہاں جما ہے وہاں سے کچھ آگے بڑھتی ہے جہاں تک آگے بڑھ کر جائے ہ سب موضع سجود ہے۔ اس کے اندر نکلنا حرام ہے اور اس سے باہر جائز۔ درمختار میں ہے۔

مرور مار فی الصحراء اوفی مسجد کبیر بموضع سجودہ فی
الاصح او مرورہ بین یدیه الی حائط القبلة فی بیت مسجد
صغیر فانہ کبقعة واحدة۔

”گزرنا گزرنے والے کا جنگل میں یا بڑی مسجد میں اس کے سجدہ کی جگہ سے بیچ اصح روایت کے یا گزرنا اس کا اس سے آگے سے قبلہ کی سمت والی دیوار تک گھر میں اور چھوٹی مسجد میں کیونکہ وہ ایک جگہ کی طرح ہے۔“

ردالمحتار میں ہے۔

قوله بمضع سجوده ای من موضع قدمه الی موضع سجوده
کما فی الدرر و هذا مع القيود التي بعده انما هو للائم
والا فالفساد منتف مطلقا قوله فی الاصع صححه التمر تاشی
وصاحب البدائع واختاره فخر الاسلام و رجحه فی النهاية
والفتح انه قدر ما يقع بصره علی الماء لو صلی بخشوع ای
واما بصره الی موضع سجوده اه مختصراً۔

”اس کا کہنا بموضع سجودہ یعنی اس کے قدموں کی جگہ سے لے کر سجدہ کی
جگہ تک جیسا کہ درمختار میں ہے یہ اور اس کے بعد والی قیود صرف گزرنے
والے کا گناہ ظاہر کرنے کے لئے ہیں۔ رہی نماز تو وہ مطلقاً فاسد نہیں
ہوتی اس کا قول فی لاصح صحیح کہا ہے اس کو تمر تاشی اور صاحب بدائع نے
اور پسند کیا اس کو فخر اسلام نے اور ترجیح دی اس کو نہا یہ اور فتح میں تحقیق اس
کا اندازہ یہ ہے کہ جہاں تک اس کی نگاہ گزرنے والے پر پڑے۔ اگر
خشوع کیساتھ نماز پڑھے یعنی اپنی نگاہ جائے سجدہ پر رکھے والا ہو۔ مختصراً“
مختار الخالق میں تجنیس سے ہے۔

الصحيح مقدار منتهى بصره وهو موضع سجوده قال
ابونصر مقدار ما بين الصف الاول وبين مقام الام وهذا عين
الاول ولكن لعبادة اخرى او فيما قرانا على شيخنا منهاج
الائمة رحمه الله تعالى ان يمر بحيث يقع بصره وهو يصلى
صلوة الخاشعين وهذه العبارة اوضح،

”صحیح مقدار حد نگاہ اس کی اور وہ اسکی جائے سجدہ ہے۔ ابونصر نے کہا ہے
اس کی مقدار اتنی مسافت جتنی امام صف اول کے درمیان ہوتی ہے۔ اور

یہ بعینہ پہلی بات ہے عبارت اور ہے۔ یا بیچ اس کے جو پڑھی ہم نے اپنے شیخ منہاج الائمه رحمۃ اللہ علیہ پر یہ کہ گزرے جہاں کہ نمازی کی نگاہ پڑتی ہو جبکہ وہ خشوع سے نماز پڑھ رہا ہو۔ یہ عبارت پہلی سے زیادہ واضح ہے۔“
علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

فانظر كيف جعل الكل قولاً واحداً وإنما الاختلاف في العبارة في المعنى،

”پس دیکھ کس طرح کیا ہے اس نے تمام کو ایک قول اور اختلاف صرف عبارت میں ہے معنی میں نہیں ہے۔“
نیز ردالمحتار میں ہے۔

(قوله في بيت) ظاهره ولو كبيراً في القهستاني وينبغي ان يدخل فيه اي في حكم المسجد الصغير الدار والبيت،
” (اس کا کہنا کہ گھر میں) اس کا ظاہر تو یہ ہے کہ گھر اگر چہ بڑا ہو۔ قہستانی میں ہے اور لائق ہے کہ داخل ہوں چھوٹی مسجد میں حویلی اور گھر۔“
رہا یہ کہ مسجد صغیر و کبیر میں کیا فرق ہے؟ فاضل قہستانی نے لکھا کہ چھوٹی مسجد کہ چالیس گز سے کم ہو۔

في ردالمحتار مسجد صغير هو اقل من ستين ذراعاً وقيل من اربعين وهو المختار كما اشار اليه في الجواهر،
”ردالمحتار میں ہے چھوٹی مسجد وہ ہے جو ساٹھ گز سے کم ہو اور کہا گیا ہے چالیس سے اور یہی مختار ہے جیسا کہ اشارہ کیا اس کی طرف جواہر میں۔“
اقوال یہاں سے گز سے گز مساحت مراد ہونا چاہیے۔

لانه الاليق بالمسوحات كما قال الامام قاضي خان في
الماء فهنا هو المتعين باولي،

”کیونکہ وہی زیادہ لائق ہے پیمائش کردہ چیزوں کے ساتھ جیسا کہ کہا ہے قاضی خان نے پانی کے بارہ میں۔ پس یہاں بطریق اولیٰ وہی متعین ہے۔“

اور گز مساحت ہمارے اس گز سے کہ اڑتالیس انگل یعنی تین فٹ کا ہے ایک گز دو گرہ اور دو تہائی گرہ ہے۔ کما بیناہ فی بغض فتاونا تو اس گز سے چالیس مکر ہمارے گز سے چوون (۵۴) گز سات گرہ اور گرہ کانواں حصہ ہوا۔ کمالا یخفی علی المحاسب۔ تو اس زعم علامہ پر ہمارے گز سے چوون مکر مسجد صغیر ہوئی اور ساڑھے چوون گز مکر مسجد کبیر۔ یہ ہے وہ کہ انہوں نے لکھا اور علامہ شامی نے ان کا اتباع کیا۔

اقوال مگر یہ شبہ ہے کہ فاضل مذکور کو عبارت جواہر سے گزرا۔ عبارت جواہر الفتاویٰ در بارہ دار ہے نہ در بارہ مسجد۔ مسجد کبیر صرف وہی ہے جس میں مثل صحرا اتصال صفوف شرط ہے جیسے مسجد خوارزم کہ سولہ ہزار ستون پر ہے۔ باقی تمام مساجد اگرچہ دس ہزار گز مکر ہوں مسجد صغیر ہیں اور ان میں دیوار قبلہ تک بلا حائل مرورنا جائز ہے۔ کما بیناہ فی فتاونا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

عبدالمذنب احمد رضا

عفی عنہ محمد بن المصطفیٰ ﷺ

مسئلہ ۱۷: ۲۴ / ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ چند اشخاص ایک جگہ بیٹھے ہیں اور ایک شخص نے آکر کہا السلام علیکم۔ اس کے جواب میں انہوں نے جواب دیا۔ ”آداب“ یا ”تسلیمات“ یا ”بندگی“ یا ایک شخص نے اپنا ہاتھ ماتھے تک اٹھا دیا اور منہ سے کچھ جواب نہ دیا۔ پس فرض کفایہ اشخاص مذکورہ کے ذمہ سے اس صورت میں اٹھ گیا یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: نہ اور سب گناہگار رہے۔ جب تک ان میں کوئی وعلیکم السلام یا علیک یا السلام علیکم نہ کہے۔ کہ الفاظ مذکور بندگی، آداب، تسلیمات وغیرہ الفاظ سلام نہیں۔ اور صرف ہاتھ اٹھا دینا کوئی چیز نہیں جب تک اس ساتھ کوئی لفظ سلام نہ ہو۔ ردالمحتار میں ظہیر یہ سے ہے۔

لفظ السلام فی المواضع کلھا السلام علیکم وبالتنوین وبدون کماہدین یقول الجہال لایکون سلاماہ اقوال فلایکون جوابا لان جواب السلام لیس الا بالسلام اما وحده او بزیادة الرحمة والبرکات لقوله تعالی اذا حییتم بتحیة فحیوا باحسن منها اور دوہا ومعلوم ان ماخترعوا من الالفاظ او الاجتزاء بالایماء اما ان یکون تحیة او اعلی الثانی عین الثانی عدم براءة الذمة ظاہر لان الموربه التحیة وعلی الاول لیس عین الثانی عدم براءة الذمة ظاہر لان اماموربه التحیة وعلی الاول لیس عین السلام وهو ظاہر ولا احسن منه فان المخترع لایمکن ان یکون احسن من الموارد فخرج عن کلالوجهین وبقی الواجب الکفائی علی کل عین،

”سلام کا لفظ تمام مواضع میں السلام علیکم یا ساتھ تنوین کے اور ان دونوں کے علاوہ جیسے جاہل کہتے ہیں سلام نہ ہوگا۔ میں کہتا ہوں پس نہ ہوگا جواب کیونکہ جواب سلام کا یا تو اکیلے سلام کے ساتھ ہوگا یا ساتھ زیادتی رحمت اور برکات کے بوجہ فرمان اللہ تعالیٰ کے اور جب سلام دیئے جاؤ تم ساتھ سلام کے پس سلام دو تم ساتھ اچھے سلام کے اس سے یا وہی لوٹا دو۔ اور یہ بات معلوم ہے کہ جو ان لوگوں نے اختراع کئے ہیں الفاظ ہوں یا اشارت یا تو یہ سلام ہو گے یا نہ ہوں گے۔ بصورت ثانی بری الذمہ نہ ہونا ظاہر ہے۔ کیونکہ مامور بہ سلام ہے اور بصورت اول یہ اختراعات نہ تو

عین اسلام ہیں اور نہ اس سے اچھے کیونکہ مخترعات و اردنی الشرع سے اچھے نہیں ہو سکتے پس دونوں وجہوں سے خارج ہو گیا اور واجب کفائی ہر ایک کے ذمہ میں باقی رہا۔“

مرقاہ شریف میں ہے۔

قد صح بالاحادیث المتواترة معنى ان السلام باللفظ سنة وجوابه واجب كذلك،

”احادیث متواترہ معنی کیسا تھ صحیح طور پر ثابت ہو چکا ہے کہ سلام ساتھ لفظ کے سنت ہے اور جواب اس کا واجب ہے اسی طرح۔“

حدیث شریف میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

ليس منامن تشبه بغيرنا لا تشبهوا باليهود ولا بالنصارى فان تسليم اليهود الاشارة بالاصابع وتسليم النصارى الاشارة بالاكف رواه الترمذى عن عبد الله ابن عمر رضى الله تعالى عنهما وقال اسناده ضعيف قال العلامة القارى لعل وجهه انه عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده وقد تقدم الخلاف فيه وان المعتمدان سنده حسن لاسيما وقد اسنده السيوطى فى الجامع الصغير الى ابن عمرو فارتفع النزاع وزال الاشكال

۱۵،

ہمارے گروہ سے نہیں جو ہمارے غیروں کی شکل بنے۔ نہ یہود سے مشابہت پیدا کرو نہ نصاریٰ سے کہ یہود کا اسلام انگلی سے اشارہ ہے اور نصاریٰ کا سلام ہتھیلی سے اشارہ روایت کیا اس کو ترمذی نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اور کہا ہے اسناد اس کی ضعیف ہے۔ کہا ہے علامہ علی قاری نے شاید وجہ اس کی تحقیق وہ عمرو بن شعیب عن ابيه عن جده ہے اور تحقیق اس بارہ میں اختلاف

پہلے گزر چکا ہے اور اس بارہ میں قابل اعتماد بات یہ ہے کہ یہ سند حسن ہے خصوصاً جب کہ سیوطی نے جامع صغیر میں یہ حدیث ابن عمرو کی سند سے بیان کی ہے۔ پس نزاع اٹھ گئی اور اشکال زائل ہو گیا اھ

اقول رحم الله مولانا القاری انما حاله الامام السيوطي على
ت يعنى الترمذى فيضم يرتفع النزاع ويذول الاشكال ثم
ليس تضعيف الترمذى لما ظن فان المجهور ومنهم الترمذى
على الاحتجاج بعمر بن شبيب وبرواية عن ابيه عن جده
بل الوجه انه من رواية ابن لهيعة انه يقول الترمذى
حدثنا قتيبة ابن لهيعة عن عمرو بن شبيب عن ابيه عن جده
ان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قال فذكره قال
الترمذى هذا حديث اسناده ضعيف وروى ابن المبارك
هذا الحديث عن ابن لهيعة فلم يرفعه اه وقد قال فى كتاب
النكاح باب ما جاء فى من يتزوج المرأة ثم يطلقها قبل ان
يدخل بها الحديث رواه بعين السند هذا حديث لا يصح ابن
لهيعة يضعف فى الحديث اه مختصرا وكذا ضعفه فى غير هذا
المحل فالى ه يشير ههنا نعم الاظهر عندى ان حديث ابن لهيعة لا ينزل عن
الحسن وقد صرح المنادى فى التيسير ان حديثه حسن۔

میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ ملا علی قاری پر رحم کرے سیوطی نے تو اس حدیث کا
حوالہ جات یعنی ترمذی دیا ہے پس ضم کیا يرتفع النزاع ويذول الاشكال۔
پھر نہیں تضعيف ترمذى کی جیسا گمان کیا اس نے کیونکہ جمہور علماء جن میں
ترمذی بھی شامل ہیں اس بات پر ہیں کہ عمرو بن شبيب عن ابيه عن جده
تحقیق فرمایا رسول اللہ ﷺ نے احتجاج جائز ہے بلکہ وجہ ضعف یہ ہے

وہ روایت ابن لہیعہ سے ہے ترمذی فرماتے ہیں حدیث بیان کی ہم سے قتیبہ بن امیہ نے عن عمرو بن شعیب ابیہ عن جدہ بے شک فرمایا رسول اللہ ﷺ نے پس ذکر کیا اس کو۔ کہا ہے ترمذی نے اس حدیث کی سند ضعیف ہے اور روایت کیا ابن مبارک نے اس حدیث کو ابن لہیعہ سے پس اس کا رفع نہیں کیا اھ اور تحقیق کہا ہے کتاب النکاح میں باب اس کا جو آیا اس کے جو نکاح کرے عورت سے پھر طلاق دے اس کو پہلے اس کے کہ دخول کرے ساتھ اس کے واسطے حدیث کے جو عین اسی سند سے روایت کی ہے۔ یہ حدیث صحیح نہیں ابن لہیعہ حدیث میں ضعیف کیا گیا ہے اور اسی طرح اسے کئی جگہوں پر اس کے علاوہ بھی ضعیف کیا گیا ہے پس اسی کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ ہاں اظہر میرے نزدیک یہ کہا بن لہیعہ کی حدیث حسن سے کم درجہ نہیں اور منادی نے تیسیر میں تصریح کی ہے اس کے حسن کے ساتھ۔

ہاں لفظ سلام کے ساتھ ساتھ ہاتھ کا اشارہ بھی ہو تو مضائقہ نہیں۔

اخرج لا ترمذی قال حدثنا سويدنا عبد الله بن المبارك ناعبد الحميد بهرام انه سمع شهر ابن خوشب يقول سمعت اسماء بنت يزيد تحدث ان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم مرفى المسجد يوم اوعصبه من النساء فعورد فالوى بيده بالتسليم و اشار عبد الحميد بيده هذا حديث حسن الخ قال الامام النووى وهو محمول على انه صلى الله تعالى عليه وسلم جمع بين اللفظ والاشارة ويندل على هذا ان اباداود روى هذا الحديث وقال فى رواية فسلم علينا اه قال العلامة القارى بعد نقله قلت على تقدير عدم تلفظه عليه الصلوة

والسلام بالسلام لا مخدور فيه لانه ما شرع السلام على من
مر على جماعة من النسوان وان ماعنه الصلوة والسلام
مما تقدم من اسلام المصرح فهو من خصوصياته عليه الصلوة
والسلام فله ان يسلم وان لا يسلم وان يشير ولا يشير على انه
قد يراد بالاشارة مجرد التواضع من غير قصد السلام الخ۔

حدیث بیان کی ترمذی نے کہا حدیث بیان کی ہم سے سدید نے ان سے
عبداللہ بن مبارک نے ان سے عبدالحمید بہرام نے تحقیق انہوں نے سنا
شہر بن خوشب سے وہ فرماتے ہیں میں نے اسماء بنت یزید کو یہ حدیث
بیان کرتے سنا کہ بے شک رسول اللہ ﷺ ایک دن مسجد سے گزرے
اور عورتوں کا ایک گروہ بیٹھا تھا۔ آپ ﷺ نے ہاتھ کے اشارے سے
سلام کیا اور عبدالحمید نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ یہ حدیث حسن ہے،
الخ۔ امام نووی نے کہا یہ حدیث محمول ہے اس پر کہ جناب نبی کریم
ﷺ نے جمع کیا درمیان لفظ اور اشارہ کے اور اس بات کی دلیل یہ ہے
کہ ابوداؤد نے یہ حدیث روایت کی اس میں یہ بھی ہے پس سلام کیا
جناب نبی ﷺ پر اھ۔ علامہ ملا علی قاری نے اس کے نقل کرنے کے
بعد کہا ہے میں نے کہا ہے بر تقدیر عدم تلفظ بالسلام کے بھی کوئی اعتراض
نہیں کیونکہ عورتوں کی جماعت پر گزرنے والے پر عورتوں کا سلام کرنا
مشروع ہی نہیں باقی حضور ﷺ کا سلام کرنا۔ تو یہ جناب کے خصوصیات
میں سے ہے پس آپ ﷺ کو اختیار تھا کہ سلام کرتے یا نہ کرتے
اشارہ کرتے یا نہ کرتے۔ علاوہ ازیں بعض دفعہ اشارہ سے ارادہ سلام کا
نہیں ہوتا بلکہ محض تواضع مراد ہوتی ہے آخر تک۔

اقول مبنی کله علی انه لم یرد السلام ولا ینظر فرق بین

ما ذکر اولاً وما زاد فی العلاوة سوى انه ذکر فیہا للاشارة
محملاً وهو التواضع وهذه شاهدة الواقعة سيدتنا اسماء
رضی اللہ تعالیٰ عنہا شاهدة بانہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
فان لم یحمل علی التلفظ لزم ان تكون نفس الاشارة
تسليماً وهو معلوم الانتقاء من الشرع فوجب الحمل علی
الجمع تامل لعل لكلامه محملاً لست احصه واللہ سبحنہ
وتعالیٰ اعلم وعلمہ وجل مجده اتم واحکم،

میں کہتا ہوں اس تمام تقریر کا مدار اس بات پر ہے کہ سلام وارد نہیں ہوا اور
ان کے پہلے بیان میں لفظ علاوہ کے بعد کے بیان میں کوئی خاص فرق
نہیں سوائے اس کے کہ اس میں اشارہ کا ایک محل بیان کر دیا ہے یعنی
تواضع اور اس واقعہ کی گواہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا گواہی دیتی ہیں کہ حضور
ﷺ نے سلام کیا ہے۔ پس اگر اس کو تلفظ سلام پر حمل نہ کریں تو پھر
اشارہ کو سلام ماننا پڑے گا۔ اور اس اشارہ کا سلام نہ ہونا شروع میں ثابت
ہو چکا ہے۔ پس واجب ہے حمل کرنا اس کا اور پر جمع بین الاشارة والتلفظ
کے۔ غور کر شاید انکے کلام کا ایسا محل ہے جسے میں نہیں سمجھ سکا۔ واللہ تعالیٰ
اعلم۔

کتبہ

عبدالمذنب احمد رضا

عفی عنہ محمد بن المصطفیٰ ﷺ

مسئلہ ۱۸: ۲۹ ربيع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ

بجائی خدمت امام اہل سنت مجددین ملت معروض کہ آج میں اس وقت آپ سے
رخصت ہوا اور واسطے نماز مغرب کے مسجد میں گیا۔ بعد نماز مغرب کے ایک دوست نے کہا

چلو ایک جگہ عرس ہے، میں چلا گیا۔ وہاں جا کر دیکھتا ہوں بہت سے لوگ جمع ہیں اور قوالی اس طریقہ سے ہو رہی ہے کہ ایک ڈھول دوسارنگی بج رہی ہیں اور چند قوال پیران پیر دستگیر کی شان میں اشعار کہہ رہے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی نعت کے اشعار اور اولیاء اللہ کی شان میں اشعار گارہے ہیں اور ڈھول سارنگیاں بج رہی ہیں۔ یہ باجے شریعت میں قطعی حرام ہیں کیا اس فعل سے رسول اللہ ﷺ اور اولیاء اللہ خوش ہوتے ہیں؟ اور یہ حاضرین جلسہ گناہگار ہوئے یا نہیں؟ اور ایسی قوالی جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر جائز ہے تو کس طرح کی؟

الجواب: ایسی قوالی حرام ہے۔ حاضرین سب گناہگار ہیں اور ان سب کا گناہ عرس کرنے والوں اور قوالوں کا ہے۔ اور قوالوں کا بھی گناہ اس عرس کرنے والے پر بغیر اس کے عرس کرنے والے کے ماتھے قوالوں کے گناہ جانے سے قوالوں پر سے گناہ کی کچھ کمی آئے یا اس کے اور قوالوں کے ذمہ حاضرین کا وبال پڑنے سے حاضرین کے گناہ میں کچھ تخفیف ہو۔ نہیں بلکہ حاضرین میں ہر ایک پر اپنا گناہ الگ اور قوالوں پر اپنا گناہ الگ اور سب حاضرین کے برابر جدا اور ایسا عرس کرنے والے پر اپنا گناہ الگ اور قوالوں کے برابر جدا اور سب حاضرین کے برابر علیحدہ۔ وجہ یہ کہ حاضرین کو عرس کرنے والے نے بلایا ان کیلئے اس گناہ کا سامان پھیلایا اور قوالوں نے انہیں سنایا۔ اگر وہ سامان نہ کرتا یہ ڈھول سارنگی نہ سناتے تو حاضرین اس گناہ میں کیوں پڑتے۔ اس لئے ان سب کا گناہ ان دونوں پر ہوا پھر قوالوں کے اس گناہ کا باعث وہ عرس کر نیوالا ہوا۔ وہ نہ کرتا تو نہ بلاتا تو یہ کیونکر آتے بجاتے لہذا قوالوں کا بھی گناہ اس بلانے والے پر ہوا۔

كما قالوا في سائل قوي مرة سوى ان الاخذو المعطي الثمان
لانهم لو لم يعطوا الما فعلوا فكان العطاء هو الباعث لهم على
الاهترسال في التكدى والسؤال وهذا كله ظاهر على من
عرف القواعد الكريمة الشرعية وبالله التوفيق،

جیسے کہا ہے فقہاء نے اس سائل کے بارے میں جو طاق تورتہ درست ہو کہ

ایسا خیرات لینے والا اور ایسے کو خیرات دینے والا دونوں گنہگار ہیں۔
 کیونکہ دینے والا اگر نہ دے تو یہ بھی گداگری کا مذموم کاروبار نہ کریں۔
 پس انکی عطا ان کی گداگری کا باعث بنی۔ اور یہ سب قواعد شرعیہ جاننے
 والا پر ظاہر ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہی توفیق۔
 رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

من دعالی ہدی کان له من الاجر مثل اجور من تبعه لا ينقص
 ذلك من اجورهم شيئا ومن دعالي ضلالة كان عليه من الاثم
 مثل اثم من تبعه لا ينقص ذلك من اثمهم شئاً،
 ”جو کسی امر ہدایت کی طرف بلائے جتنے لوگ اس کا اتباع کریں ان سب
 کے برابر ثواب پائے اور اس سے ان کے ثوابوں میں کچھ کمی نہ آئے اور
 جو کسی امر ضلالت کی طرف بلائے جتنے اس کے بلائے پر چلیں ان سب
 کے برابر اس پر گناہ ہو اور جو اس سے ان کے گناہوں میں کچھ تخفیف راہ
 نہ پائے۔“

رواہ الاثمة احمد و مسلم و الاربعة عن ابی ہریرة رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ،

باجوں کی حرمت میں احادیث کثیرہ وارد ہیں۔ ازاں جملہ اجل و اعلیٰ حدیث صحیح
 بخاری شریف ہے کہ حضور سید عالم ﷺ فرماتے ہیں۔

لیکونن فی امتی اقوام یستحلون الحرو الحریر
 والخمر والمعازف، حدیث صحیح جلیل متصل وقد
 اخرجہ ایضاً احمد و ابو داؤد و ابن ماجہ و الاسمعیلی
 و ابونعیم باسانید صحیحہ لامطمن فیہا و صححہ جماعۃ
 اخرون من الاثمة کما قالہ بعض الحفاظ قالہ الامام ابن

حجرفی کف الرعاع،

”ضروری امت میں وہ لوگ ہونے والے ہیں جو حلال ٹھہرائیں گے

عورتوں کی شرمگاہ یعنی زنا اور ریشمی کپڑوں اور شراب اور باجوں کو“

بعض جہال بد مست یا نیم ملا شہوت پرست یا جھوٹے صوفی باد بدست کہ احادیث صحاح مرفوعہ محکمہ کے مقابل بعض ضعیف قصے یا محتمل واقعے یا متشابہ پیش کرتے ہیں انہیں اتنی عقل نہیں یا قصد اے عقل بنتے ہیں کہ صحیح کے سامنے ضعیف معین کے آگے محتمل محکم کے حضور تشابہ واجب ترک ہے۔ پھر کہاں قول کہاں حکایت فعل پھر کجا محرم کجا میح ہر طرح یہی واجب العمل، اسی کو ترجیح مگر ہوس پرستی کا علاج کس کے پاس ہے، کاش گناہ کرتے اور گناہ جانتے اقرار لاتے۔ یہ ڈھٹائی اور بھی سخت ہے کہ ہوس بھی پالیں اور الزام بھی نالیں۔ اپنے لئے حرام کو حلال بنالیں۔ پھر اسی پر بس نہیں بلکہ معاذ اللہ اس کی تہمت محبوبان خدا اکابر سلسلہ عالیہ چشت قدست اسرارہم کے سردھرتے ہیں نہ خدا سے خوف نہ بندوں سے شرم کرتے ہیں۔ حالانکہ خود حضرت محبوب الہی سیدی و مولائی نظام الحق والدین سلطان اولیاء رحمۃ اللہ علیہم و عنہم و عنہم فوائد الفواد شریف فرماتے ہیں۔

”مزامیر حرام است“

مولانا فخر الدین زرا دی خلیفہ حضور سیدنا محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور کے زمانہ مبارکہ میں خود حضور کے حکم احکم سے مسئلہ سماع میں رسالہ ”کشف القناع عن اصول السماع“ تحریر فرمایا۔ اس میں صاف ارشاد فرمایا کہ:

اما سماع مشائخنا رضی اللہ تعالیٰ عنہم فبری عن هذه
التهمة وهو مجرد صوت القوال مع الاشعار المشعرة كمال
صنعة اللہ تعالیٰ،

”ہمارے مشائخ کرام رضی اللہ عنہم کا سماع اس مزامیر کے بہتان سے بری ہے
وہ صرف قوال کی آواز ہے ان کا اشعار کے ساتھ جو کمال صنعت الہی سے

خبر دیتے ہیں۔“

لہذا انصاف! اس امام جلیل خاندان عالی چشت کا یہ ارشاد مقبول ہو گا یا آج کل کے مدعیان خامکار کی تہمت بے بنیاد ظاہرۃ الفساد۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ سیدی مولانا محمد بن مبارک بن محمد علوی کرمانی مرید حضور پر نور شیخ العالم فرید الحق والدین گنج شکر و خلیفہ حضور سیدنا محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ کتاب مستطاب سیر الاولیاء میں فرماتے ہیں۔

حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز می فرمود کہ چند این چیز می باید تا سماع مباح می شود، مسمع و مستمع و مسموع آلہ سماع مسمع یعنی گوئندہ مرد تمام باشد کو دک نباشد و عورت نباشد مستمع آنکہ می شنود از یاد حق خالی نباشد و مسموع آنکہ بگویند فحش و مسخرگی نباشد و آلہ سماع مزامیرست چون چنگ و رباب و مثل آن می باید کہ در میان نباشد این چنین سماع حلال ست،

”حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ چند شرائط ہوں تو سماع مباح ہوگا۔ کچھ شرطیں سنانے والے میں کچھ سننے والے میں کچھ اس کلام میں جو سنائی جائے۔ کچھ آلہ سماع میں یعنی سنانے والا کامل مرد ہو چھوٹا لڑکانہ ہو اور عورت نہ ہو۔ سننے والا یا خدا سے غافل نہ ہو اور جو کلام پڑھی جائے فحش اور تمسخرانہ انداز کی نہ ہو۔ اور آلات سماع یعنی مزامیر جیسے سارنگی اور رباب وغیرہ چاہئے کہ ان چیزوں میں سے کوئی موجود نہ ہو۔ اس طرح کا سماع حلال ہے۔“

مسلمانوں! یہ فتویٰ ہے سرور و سردار سلسلہ عالیہ چشت حضرت سلطان اولیاء رحمۃ اللہ علیہ

کا۔ کیا اس کے بعد بھی مفتریوں کو منہ دکھانے کی گنجائش ہے؟
نیز سیر الاولیاء شریف میں ہے۔

”یکے بخدمت حضرت سلطان المشائخ عرض داشت کہ دریں روزہای بعضے از درویشان آستانہ دار در مجمعے کہ چنگ و رباب و مزامیر بود رقص کردند، فرمود نیکو نکرده اند آله نامشروع ست ناپسندیده بایشان گفتند کہ شما چه کردید در آن مجمع مزامیر بود سماع چگونہ شنیدید و رقص کردید ایشان جواب دادند کہ ما چنان مستغرق سماع بودیم کہ ندانستیم کہ اینجا مزامیر است یا نہ، حضرت سلطان المشائخ فرمود این جواب ہم چیزے نیست این سخن در ہمہ معصیتها بیاید،

”ایک آدمی حضرت سلطان المشائخ کی خدمت میں عرض کی کہ ان ایام میں بعض آستانہ دار درویشوں نے ایسے مجمع میں جہاں چنگ و رباب اور دیگر مزامیر تھے رقص کیا۔ فرمایا انہوں نے اچھا کام نہیں کیا جو چیز شرع میں ناجائز ہے ناپسندیدہ ہے اس کے بعد ایک نے کہا۔ جب یہ جماعت اس مقام سے باہر آئی لوگوں نے ان سے کہا کہ تم نے یہ کیا کیا۔ وہاں تو مزامیر تھے تم نے سماع کس طرح سنا اور رقص کیا انہوں نے جواب دیا کہ ہم اس طرح سماع میں مستغرق تھے کہ ہمیں یہ معلوم ہی نہیں ہوا کہ یہاں مزامیر ہیں یا نہیں۔ سلطان المشائخ نے فرمایا یہ جواب کچھ نہیں اس طرح تو تمام گناہوں کے متعلق کہہ سکتے ہیں۔“

مسلمانوں! کیسا صاف ارشاد ہے کہ مزامیر ناجائز ہیں اور اس عذر کہ ہمیں استغراق کے باعث مزامیر کی خبر نہ ہوئی۔ کیا مسکت جواب عطا فرمایا کہ ایسا حیلہ ہر گناہ میں چل سکتا ہے۔

شراب پئے اور کہہ دے شدت استغراق کے باعث ہمیں خبر نہ ہوئی کہ شراب یا پانی۔ زنا کرے اور کہہ دے غلبہ حال کے سبب ہمیں تمیز نہ ہوئی کہ جو رو ہے یا بیگانہ۔ اسی میں ہے۔

حضرت سلطان المشائخ فرمود من منع کردہ ام کہ مزامیر و محرقات در میان نباشد و دریں باب بسیار غلو کرد تا بحدی کہ گفت اگر امام را سهوا افتد مرد تسبیح اعلام کند وزن سبحان اللہ نگوید زیرا کہ نشاید آواز آن شنودن پس پشت دست بر کف دست زند و کف دست بر کف دست زند کہ آن بلہومی مانند تائین غایت از ملامتی و امثال آن پرہیز آمدہ است، پس در سماع بطریق اولی کہ ازیں بابت نباشد یعنی در منع دستک چندیں احتیاط آمدہ است پس در سماع مزامیر بطریق اولی منع است او باختصار،

”حضرت سلطان العارفین نے فرمایا میں نے منع کر رکھا ہے کہ مزامیر اور دیگر محرقات درمیان نہ ہو اور اس بات میں آپ نے بہت مبالغہ کیا۔ یہاں تک کہ فرمایا اگر امام نماز میں بھول جائے مرد تو سبحان اللہ کہہ کر امام کو مطلع کرے اور عورت سبحان اللہ نہ کہے کیونکہ اس کو اپنی آواز سنانا نہ چاہئے۔ پس ایک ہاتھ ہتھیلی دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی پر نہ مارے کہ اس طرح یہ کھیل ہوگا۔ بلکہ ہاتھ کی پشت دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی پر مارے جب یہاں تک لہو و لعب کی چیزوں اور ان کی طرح چیزوں سے پرہیز آئی ہے تو سماع میں مزامیر بطریق اولی منع ہیں۔“

مسلمانوں! جو ائمہ طریقت اس درجہ احتیاط فرمائیں کہ تالی کی صورت کو ممنوع بتائیں وہ اور معاذ اللہ مزامیر کی تہمت لہذا انصاف کیسا خطبے ربط ہے۔ اللہ اتباع شیطان

سے بچائے اور ان سچے محبوبان خدا کا سچا اتباع عطا فرمائے۔ آمین الہ الحق آمین۔ بجا بہم عندک آمین۔ والحمد للہ رب العالمین۔ کلام یہاں طویل ہے اور انصاف دوست کو اسی قدر کافی ہے۔ واللہ انہادی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ

عبدالمذنب احمد رضا
عفی عنہ محمد بن المصطفیٰ ﷺ

مسئلہ ۱۹:۲۹ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ چومنا ناخنوں کا وقت نام پاک محمد مصطفیٰ ﷺ کے جیسے کہ اذان یا خطبہ میں جس وقت نام پاک آنحضرت ﷺ کا آتا ہے چومتے ہیں ازوائے شرع جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب: اذان میں نام اقدس حضور سید عالم ﷺ سن کر ناخن چوم کر آنکھوں سے لگانے کو علماء نے مستحب فرمایا۔ رد المحتار میں ہے۔

يستحب ان يقال عند سماع الاولى من الشهادة صلى الله
عليك يا رسول الله وعند الثانية منها قرت عيني يا رسول
الله ثم يقول اللهم متعني بالسمع والبصر بعد وضع ظفري
الابهامين على العينين، فانه صلى الله تعالى عليه وسلم
يكون قائدا له الى الجنة، كدافي كنز العباداه قهستاني
ونحوه في الفتاوى الصوفيه،

”یعنی مستحب ہے کہ جب اذان میں پہلی بار اشہد محمد رسول اللہ نے
صلى الله عليك يا رسول الله کہے اور جب دوبارہ سے قرت عيني بلك يا رسول
الله یعنی میری آنکھ حضور سے ٹھنڈی ہوئی یا رسول اللہ پھر کہے۔ اللهم متعني بالسمع
والبصر الہی مجھے شنوائی اور بینائی سے بہرہ مند فرما۔ اور یہ کہنا آنکھوں کے ناخن آنکھوں پر

رکھنے کے بعد ہو۔ نبی ﷺ اپنی رکاب اقدس میں اسے جنت میں لے جائیں گے۔ ایسا ہی کنز العباد میں ہے۔ یہ مضمون جامع الرموز علامہ قہستانی کا ہے اور اسی کے مانند فتاویٰ صوفیہ میں ہے۔“

فقیر نے اس مسئلہ میں ایک مبسوط کتاب ”منیر العین فی حکم تقبیل الایہامین“ لکھی جس نے مانعین کے تمام شبہات بجمہ اللہ تعالیٰ رفع کئے اور علوم حدیث کے متعلق بکثرت افادے دیئے مگر خطبے میں نہ چاہئے کہ وہاں خاموشی کا حکم ہے۔ کما بیناہ فی فتاونا واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم۔

کتبہ

عبدالمذنب احمد رضا

عفی عنہ محمد بن المصطفیٰ ﷺ

مسئلہ ۲۰:۲۹ رجب الآخر شریف ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ چراغ جلانا مزارات اولیاء کرام پر اور روشنی کرنا بزرگان دین کی قبور پر جائز ہے یا نہیں؟ اور چادریں چڑھانا بزرگوں کی زیارتوں پر مع باجہ کے جیسا کہ آج کل زمانہ دستور ہے کہ ہر جمعرات کو چراغ جلاتے ہیں چادریں رنگین سبز سرخ مع باجہ کے لاتے ہیں اور چڑھاتے ہیں۔ اور جو اشیاء کہ شیرینی یا چاول وغیرہ لاتے ہیں ان کی قبروں پر رکھ کر فاتحہ دیتے ہیں پس یہ از روئے قرآن و حدیث درست ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب: اقول وبالله التوفیق اصل یہ ہے کہ اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں انما الاعمال بنیات اور جو کام دینی نفع اور دینی فائدے کے لئے دونوں سے خالی ہو عبث ہے اور عبث خود مکروہ ہے اس میں مال صرف کرنا اسراف ہے اور اسراف حرام ہے قال اللہ تعالیٰ ولا تسرفون ان اللہ لا یحب المسرفین اور مسلمانوں کو نفع پہچانا بلاشبہ محبوب شارع ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

من استطاع منكم ان ينفع اخاه فلينفعه۔

تم میں جس سے ہو سکے کہ اپنے بھائی مسلمان کو نفع پہنچائے تو پہنچائے۔ (رواہ مسلم عن جابر رضی اللہ عنہ) اور اور معظمتا دینی کی تعظیم قطعاً مطلوب ہے۔ قال اللہ تعالیٰ۔

ومن يعظم شعائر الله فانها من تقوى القلوب ۝
جو خدا کے شعاروں کی تعظیم کرے تو وہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہیں۔

وقال اللہ تعالیٰ:

”ومن يعظم حرمت الله فهو لك خير له عند ربہ“۔

جو اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرے تو یہ اس کے لئے بہتر ہے اس کے رب کے پاس۔
قبور اولیائے کرام و عباد اللہ الصالحین بلکہ عام مقابر مومنین ضرور مستحق ادب و تکریم
ہیں ولہذا ان پر بیٹھنا، چلنا ممنوع، پاؤں رکھنا ممنوع یہاں تک کہ ان سے تکیہ لگانا ممنوع۔
امام احمد و حاکم طبرانی مسند مشترک کبیر میں عمارہ بن خرم رضی اللہ عنہ سے سند حسن راوی۔

رانی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جالساً علی
قبر فقال یا صاحب القبر انزال من القبر لا توذی صاحب
القبر ولا یوذیک،

”رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک قبر پر بیٹھے دیکھا۔ فرمایا او قبر والے! قبر
پر سے اتر آ۔ نہ تو صاحب قبر کو ایذا دے نہ وہ تجھے۔“

امام احمد کی روایت یوں ہے۔

لان امشی علی جمرة اوسیف او اخصف نعلی برجلی احب
الی من ان امشی علی قبر مسلم، رواہ ابن ماجہ عن عتبة بن
عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند جید۔

”یہ کہ میں آگ یا تلوار پر چلوں یا اپنا جوتا اپنے پاؤں سے گانٹھوں مجھے اس
سے زیادہ پسند ہے کہ کسی مسلمان کی قبر پر چلوں۔“

یہ پانچ اصول شرعیہ ہیں۔ مسائل مسئلہ کی صورت مختلفہ کے احکام انہیں اصول پر مبنی ہیں۔ قبر پر چراغ جلانے سے اگر اس کے معنی حقیقی مراد ہیں یعنی خاص قبر پر چراغ رکھنا تو مطلقاً ممنوع ہے اور اولیاء کرام کے مزارات میں اور زیادہ ناجائز ہے کہ اس میں بے ادبی و گستاخی اور حق میت میں تصرف و دست اندازی ہے۔ قینہ وغیرہا میں امام علامہ ترجمانی سے ہے۔ یائلم بوط القبور لان سقف القبر حق المیت، حدیث و المتخذین علیہا المساجد و السرج کی حقیقت یہی ہے۔ علی القبر کے حقیقی معنی یہی ہیں کہ خاص قبر پر ہو۔ ولہذا کنارہ قبر میں مسجد بنانا ہرگز ممنوع نہیں بلکہ مزار بندہ صالح سے تبرک مقصود ہو تو محمود ہے مجمع بحالانوار میں ہے۔

من اتخذ مسجد فی جوار صالح او صلی فی مقبرة قاصد ابہ
الاستظهار بروحہ او وصول الرمن الاراوتہ الیہ لا التوجہ
نحوہ والتعظیم لہ فلا حرج وفیہ الایری ان مرقد اسمعیل
علیہ الصلوٰۃ والسلام فی الحجر المسجد الحرام والصلوٰۃ
فیہ افضل۔

”یعنی جو کسی نیک بندے کے قریب مزار میں مسجد بنائے یا مقبرہ میں اس ارادہ سے نماز پڑھے کہ میت کی روح سے استمداد کرے یا اپنی عبادت کا اثر برکات اس تک پہنچانا چاہے نہ یہ کہ نماز میں اس کی طرف منہ کرے یا نماز سے اس کی تعظیم کا قصد رکھے تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں کیا نہیں دیکھتے کہ سیدنا اسماعیل علیہ السلام کا مزار پاک خود مسجد الحرام شریف میں حطیم مبارک ہے پھر اس میں نماز تمام مساجد سے افضل ہے۔“

یہ اس تقدیر پر ہے کہ حدیث مذکور کی صحت مان لی جائے۔ والاف فیہ باذام
ضعیف وان حسنہ الترمذی فقد عرف رحمہ اللہ تعالیٰ بالتساہل فیہ
کما بیناہ فی مدارج طبقات الحدیث۔

اور اگر قبر سے جدا روشن کریں اور وہاں نہ کوئی مسجد ہے نہ کوئی شخص قرآن کی تلاوت وغیرہ کے بیٹھا ہے نہ وہ قبر سر راہ واقع ہے نہ کسی معظّم ولی اللہ یا عالم دین کا مزار ہے۔ غرض کسی منفعت و مصلحت کی امید نہیں تو ایسا چراغ جلانا ممنوع ہے کہ جب مطلقاً فائدے سے خالی ہو اسراف ہو اور بحکم اصل دوم ناجائز ٹھہرا۔ خصوصاً جب کہ اس کے ساتھ یہ جاہلانہ زعم ہو کہ میت کو اس چراغ سے روشنی پہنچے گی ورنہ اندھیرے میں رہے گا۔ کہ اب اسراف کے ساتھ اعتقاد بھی فاسد ہو اور العیاذ باللہ تعالیٰ اور اگر وہاں مسجد ہے یا تلیان قرآن یا ذکر ان رحمن کے لئے روشن کریں یا قبر سر راہ ہو اور نیت یہ کی جائے کہ گزرنے والے دیکھیں اور سلام و ایصال ثواب سے خود بھی نفع پائیں اور میت کو بھی فائدہ پہنچائیں۔ یا وہ مزار ولی یا عالم دین کا ہے روشنی سے نگاہ عوام میں اس کا ادب و جلال پیدا کرنا مقصود ہے تو ہرگز ممنوع نہیں۔ بلکہ بحکم چار اصول باقیہ مذکورہ مستحب و مندوب ہے۔ بشرطیکہ حد افراط پر نہ ہو۔ مجمع البہار میں ہے۔

ان کان ثم مسجد او غیرہ ینتفع فیہ للتلاوة والذکر فلا باس
بالسراج فیہ۔

”اگر وہاں مسجد وغیرہ کوئی ایسی چیز ہو جس میں اس چراغ سے نفع ہوتا ہو
تلاوت اور ذکر کیلئے تو چراغ جلانے میں کوئی حرج نہیں۔“

علامہ عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقہ ندویہ میں فرماتے ہیں۔

هذا کله اذا خلا من فائده واما اذا کان موضع القبور
مسجد او علی طریق او کان هناك احد جالس او کان قبر ولی
من الاولیاء او عالم من محققین تعظیم الروحہ المشرقة علی
تراب جسده کاشراق الشمس علی الارض اعلام للناس
انه ولی لیبر کو ابہ یدعو اللہ تعالیٰ عنده فیستجاب لهم
فهو امر جائز لا منع منه والاعمال بالنیات۔

”یعنی قبور میں شمعیں روشن کرنیکی ممانعت صرف اس حالت میں ہے کہ نفع سے بالکل خالی ہو ورنہ اگر موضع قبور میں مسجد ہو یا قبر راہ گذر پر ہے یا وہاں کوئی بیٹھا ہے یا کسی ولی یا عالم محقق کا مزار ہے اس کی روح مبارک اس کی خاک بدن پر اس طرح پر تو ڈال رہی ہے جیسے آفتاب زمین پر اس کی تعظیم کے لئے شمعیں روشن کیں تاکہ لوگ جانیں کہ یہ ولی اللہ کا مزار ہے اس سے برکت حاصل کریں اور اس کے پاس اللہ عزوجل سے دعا مانگیں کہ ان کی دعا قبول ہو تو یہ جائز بات ہے جس سے اصلاً ممانعت نہیں اور کام نیتوں پر ہے۔“

فقیر غفر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسالہ طوابع النور فی حکم السرج علی القبور میں اس مسئلہ اللہ کا لکھا و باللہ التوفیق۔ انہیں اصول سے مزارات اولیاء کرام پر چادر ڈالنے کا بھی جواز ثابت ہے۔ عوام میں قبور عامہ مسلمین کی حرمت باقی نہ رہی۔ آنکھوں دیکھا ہے کہ بے تکلف ناپاک جوتے پہنے قبور مسلمین پر ڈورتے پھرتے ہیں۔ اور دل میں خیال بھی نہیں آتا کہ یہ کسی عزیز کی خاک زیر پا ہے۔ یا کبھی ہمیں بھی یونہی خاک میں سونا ہے۔ اور بار بار دیکھا کہ جہاں قبروں میں بیٹھ کر جو کھیلتے، فحش بکتے، قہقہے لگاتے ہیں۔ اور بعض کی یہ جرات کہ معاذ اللہ مسلمان کی قبر پر پیشاب کرنے میں باک نہیں رکھتے۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون O

لہذا دردمندان دین نے ادھر مزارات اولیائے کرام کو ان جراتوں سے محفوظ رکھنے ادھر جاہلوں کو ان کے ساتھ گستاخی کی آفت عظیم سے بچانے کیلئے مصلحت و حاجت شرعیہ سمجھی کہ مزارات طیبہ عام قبور سے ممتاز ہیں تاکہ عوام کی نظر میں ہیبت و عظمت پیدا ہو اور بے باکانہ برتاؤ کر کے ہلاکت میں پڑنے سے باز رہیں۔ اس سے کم حاجت کے باعث علماء نے مصحف شریف کو سونے وغیرہ سے مزین کرنا مستحسن سمجھا ہے کہ ظاہر بین اسی ظاہری زینت سے جھکتے ہیں اور غور کیجئے تو پوشش کعبہ معظمہ میں بھی ایک بڑی حکمت یہی ہے تو

یہاں کہ نہ فقط قلت تعظیم بلکہ معاذ اللہ ان شدید بے حرمتیوں کا اندیشہ تھا۔ چادر ڈالنے روشنی کرنے امتیاز دینے قلوب عوام میں وقعت لانے کی سخت حاجت ہوئی۔ اب اس سے منع کرنیوالے یا تو سخت کج فہم و جاہل اور حالت زمانہ سے نرے غافل ہیں یا وہی بے ادب محروم ہیں جن کے قلوب میں عظمت اولیاء سے خار ہے۔ والعیاذ باللہ رب العالمین۔ فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ رسالہ مذکورہ میں ان مسائل کو آیت کریمہ ذلک ادنیٰ ان یعرفن فلا یوذین سے انبساط کیا ہے واللہ الحمد۔

سیدی علامہ محمد ابن عابدین شامی تنقیح الفتاویٰ الحامدیہ میں کشف النور عن اصحاب القبور تصنیف امام سیدی نابلسی قدس سرہ و نفعنا ببرکاتہ سے نقل فرماتے ہیں۔

لکن نحن الان نقول ان كان القصد بذلك التعظیم فی اعین العامة حتی لا یحتقروا صاحب هذا القبر الذی وضعت علیہ الثیاب والعمائم لجلب الخشوع والادب ولقلوب الغافلین الزائرین لان قلوبهم نائرة عند الحضور فی التادب بین یدی اولیاء اللہ تعالیٰ المدفونین فی تلك القبور كما ذکرنا من حضور روحانیتهم المبارکة عند قبورهم فهو امر جائز لا ینبغی النهی عنه لان الاعمال بالنیات ولكل امری مانوی،

”لیکن ہم اس وقت میں یہ کہتے ہیں کہ اگر اس سے مقصود عوام کی نگاہ میں مزارات اولیاء کی تعظیم پیدا کرنی ہو۔ تاکہ جس مزار پر کپڑے اور عمائے رکھے دیکھیں مزار ولی جان کر اس کی تحقیر سے باز رہیں اور تاکہ زیارت کرنے والے غافلوں کے دلوں میں خشوع و ادب آئے کہ مزارات اولیاء کے پاس اولیائے کرام کی روحیں حاضر ہوتی ہیں تو اس نیت سے چادر ڈالنا امر جائز ہے جس سے ممانعت نہ چاہیے اس لئے کہ اعمال نیوے

پر ہیں اور ہر شخص کو وہی ملتا ہے جو اس کی نیت ہے۔“
چادروں کے سبز و سرخ ہونے میں بھی حرج نہیں بلکہ زیشی ہونا بھی روا کہ وہ پہننا نہیں البتہ باجے نا جائز ہیں۔ اور جب چادر موجود ہو اور وہ ہنوز پرانی یا خراب نہ ہوئی کہ بدلنے کی حاجت ہو تو بے کار چادر فضول ہے۔ بلکہ جو دام اس میں صرف کریں ولی اللہ کی روح مبارک کو ایصالِ ثواب کے لئے محتاج کو دیں۔ ہاں جہاں معمول ہو کہ چڑھائی چادر جب حاجت سے زائد ہو، خدام، مساکین حاجت مند لے لیتے ہیں اور اس نیت سے ڈالے تو مضائقہ نہیں کہ یہ بھی تصدق ہو گیا۔

فاتحہ کا کھانا قبروں پر رکھنا تو ویسا ہی منع ہے جیسا چراغ پر رکھ کر جلانا۔ اور اگر قبر سے جدا رکھیں تو حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ

عبدالمذنب احمد رضا
عفی عنہ محمد بن المصطفیٰ ﷺ

مسئلہ ۶:۲۱ جمادی الاول ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرح متین اس مسئلہ میں کہ بعض شخص اس طرح نام رکھتے ہیں تاج الدین، محی الدین، نظام الدین، علی جان، نبی جان، محمد جان، محمد نبی، محمد یاسین، محمد طہ، غفور الدین، غلام علی، غلام حسین، غلام غوث، غلام جیلانی، ہدایت علی۔ پس اس طرح کے نام رکھنا جائز ہیں یا نہیں؟ مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی نے اپنے فتاویٰ میں ہدایت علی نام رکھنا ناجائز بتایا ہے۔ اس میں حق کیا ہے؟ بینوا تو جروا۔

الجواب: محمد نبی، احمد نبی، نبی احمد ﷺ پر بے شمار رو دیں۔ یہ الفاظ کریمہ حضور ہی پر صادق اور حضور ہی کو زیبا ہیں افضل صلوات اللہ و اجل تسلیمات اللہ علیہ و علی آلہ دوسرے کے یہ نام رکھنا حرام ہیں کہ ان میں حقیقتاً ادعائے نبوت نہ ہونا مسلم ورنہ خالص کفر ہوتا۔ مگر صرت ادعا ضرور ہے اور وہ بھی یقیناً حرام مخطور ہے اور یہ زعم کہ اعلام میں

معنی اول ملحوظ نہیں ہوتے نہ شرعاً مسلم نہ عرفاً مقبول۔

معنی اول مراد نہ ہونے میں شک نہیں مگر نظر سے محض ساقط بھی غلط ہے۔ احادیث صحیحہ کثیرہ سے ثابت ہے رسول اللہ ﷺ نے بکثرت اسماء جن کے معنی اصل کے لحاظ سے کوئی برائی تھی تبدیل فرمادیئے۔ جامع ترمذی میں ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔

ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یغیر الاسم القبیح۔
”نبی ﷺ کی عادت کریمہ تھی کہ برے نام کو بدل دیتے۔

سنن ابوداؤد میں ہے نبی ﷺ نے عاصی و عزیز و شیطان و حکم و عراب و جاب و شہاب نام تبدیل فرمادیئے۔ قال ترکت اسنیذہا للاختصار احرم کا نام بدل کر زرہ رکھا۔

رواہ عن اسامة بن اخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

عاصیہ کا نام جمیلہ رکھا۔ رواہ مسلم عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔
برہ کا نام زینب رکھا اور فرمایا۔

لاتزکو النفسکم اللہ اعلم باہل البر منکم۔ رواہ مسلم عن
زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

اپنی جانوں کو آپ اچھا نہ بتاؤ۔ خدا خوب جانتا ہے کہ تم میں نیکو کار کون ہے۔
(برہ کے معنی تھے زن نیکو کار۔ اسے خود ستائی بتا کر تبدیل فرمایا) اور ارشاد فرماتے ہیں:

انکم تدعون یوم القیمہ باسمائکم واسماء ابائکم فاحسنوا
اسماء کم رواہ احمد و ابوداؤد عن ابی الدرداء رضی اللہ
تعالیٰ عنہ بسند جید۔

بے شک تم روز قیامت اپنے اور اپنے والدوں کے نام سے پکارے جاؤ
گے تو اپنے نام اچھے رکھو۔

اگر اصلی معنی بالکل ساقط نظر ہیں تو فلانا نام اچھا فلاں برا ہونے کے کیا معنی اور تبدیل کی کیا وجہ اور خود ستائی کہاں کسی پر دلالت کرنے میں سب یکساں۔ معہذا انہیں لوگوں سے پوچھ دیکھے کیا اپنی اولاد کا نام شیطان ملعون، رافضی، خبیث، خوک وغیرہ رکھنا گوارا کریں گے؟ ہرگز نہیں۔ تو قطعاً معنی اصلی کی طرف لحاظ باقی ہے پھر کس منہ سے اپنے آپ اور اپنی اولاد کو نبی کہتے کہلواتے ہیں کیا کوئی مسلمان اپنا یا اپنے بیٹے کا رسول اللہ، خاتم النبیین یا سید المرسلین نام رکھنا روارکھے گا؟ حاشا وکلا۔ پھر محمد نبی، احمد نبی، نبی احمد کیونکر روا ہو گیا؟ یہاں تک کہ بعض خدا ترسوں کا نام نبی اللہ سنا ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کیا رسالت و ختم نبوت کا دعاء حرام ہے اور نری نبوت کا حلال؟ مسلمانوں پر لازم ہے کہ ایسے ناموں کو تبدیل کر دیں۔

چچ پسند دُرد جاں فروز
تاج شے برسرک کفش دوز

عجب نہیں کہ ایسی علیل تاویل، ذلیل تخیل والے شدہ شدہ اللہ رب العالمین نام رکھنے لگیں کہ آخر علم میں اصلی معنی تو ملحوظ نہیں۔ والعیاذ باللہ رب العالمین۔
یونہی نبی جان نام رکھنا نامناسب ہے۔ اگر جان ایک کلمہ جدا گانہ بنظر محبت زیادہ کیا ہوا جانیں جیسا کہ غالب یہی ہے جب تو ظاہر کہ ظاہر ادعائے نبوت ہوا۔ اور اگر ترکیب مقلوب سمجھیں یعنی جان نبی تو یہ تزکیہ و خود ستائی میں برہ سے ہزار درجہ زائد ہوا۔ نبی ﷺ نے اسے پسند نہ فرمایا یہ کیونکر ہو سکتا ہے؟ یہاں تبدیل میں کچھ بہت حرج بھی نہیں ایک لا بڑھانے میں گناہ سے بچ جائے گا اور اچھا خاصہ جائز نام پائے گا۔ محمد نبی، نبیہ احمد، احمد نبیہ جان کہا اور لکھا کیجئے۔ نبیہ بمعنی بیدار و ہوشیار ہے۔

یونہی یسین و طہ نام رکھنا منع ہے کہ وہ اسمائے الہیہ و اسمائے مصطفیٰ ﷺ سے ایسے نام ہیں جن کے معنی معلوم نہیں۔ کیا عجب کہ ان کے معنی وہ ہوں جو غیر خدا اور رسول میں صادق نہ آسکیں، تو ان سے احتراز لازم۔ جس طرح معلوم المعنی رقیہ منتر جائز نہیں ہوتا کہ

مبادا کسی شرک و ضلال پر مشتمل ہو۔ امام ابو بکر ابن العربی کتاب احکام القرآن میں فرماتے ہیں۔

روی اشهب عن مالك لا يتسمى احد يسين لانه اسم الله تعالى وهو كلام بديع وذلك ان العبد يجوز له ان يسمى باسم الرب اذا كان فيه معنى منه كعالم وقادر و المانع مالك من التسمية بهذا الاسم لانه من الاسماء التي لا يدري مامعناها فر بما كان ذلك معنى ينفر دبه الرب تعالى فلا ينبغي ان يقدم عليه من لا يعرف لمافيه من الخطر فاقضى النظر المانع منه۔

اشهب نے مالک سے روایت کیا کوئی ایک یسین نام نہ رکھے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کا نام ہے اور وہ بديع کلام ہے۔ اور یہ بات یوں ہے کہ بندہ کے لیے جائز ہے کہ نام رکھے ساتھ نام رب تعالیٰ کے جب کہ اس میں سے معنی اس کے اندر پائے جائیں۔ جیسے عالم قادر۔ اور مالک نے اس نام سے منع اس لئے کیا ہے کہ یہ ایسے ناموں سے ہے جن کے معنی معلوم نہیں ہیں۔ غالباً اس کا معنی ایسا ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ منفرد ہیں۔ پس جسے پہچانتا نہ ہو اس کو اس پر اقدام نہیں کرنا چاہیے اس لئے کہ اس میں خطرہ ہے پس اس کے نظری ہونے کا تقاضا منع ہے۔

علامہ شہاب الدین احمد خفاجی مصری نسیم الریاض شرح شفاۃ امام قاضی عیاض میں اسے نقل کر کے فرماتے ہیں وہو کلام نفیس فقیر نے اس کے ہاشم پر لکھا ہے۔

قد كان ظهر لى المانع عنه لعين هذا المعنى لكن نظر الى انه اسم النبى صلى الله تعالى عليه وسلم ولا تدري معانه فلعل له معنى لا يصح فى غيره صلى الله تعالى عليه وسلم الخ

ولعل هذا اولی و ماتقدم لان كونه اسم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اظهر و اظهر فلا یكون له معنی ینفرد به الرب عزوجل واللہ تعالیٰ اعلم۔

یعنی یہی حال اسم طہ کا ہے۔ والبیان البیان والدلیل الدلیل لفظ پاک محمدان میں شامل کر دینا ممانعت کی تلافی نہ کرنے کا کہ یسین و طہ اب بھی نامعلوم المعنی ہی رہے اگر وہ معنی مخصوص ہدایت اقدس ہوئے تو محمد ملانا ایسا ہوگا کہ کسی کا نام رسول اللہ نہ رکھا محمد رسول اللہ رکھا۔ یہ کب حلال ہو سکتا ہے؟ و ہذا کلمہ ظاہر جدا۔

یونہی غفور الدین بھی سخت قبیح و شنیع ہے۔ غفور کے معنی مٹانے والا، چھپانے والا۔ اللہ عزوجل غفور ذائب ہے۔ یعنی اپنی رحمت سے اپنے بندوں کے ذنوب مٹاتا عیوب چھپاتا ہے۔ تو غفور الدین کے معنی ہوئے دین کا مٹانے والا۔ یہ ایسا ہوا جیسے شیطان نام رکھتا جسے نبی ﷺ نے تبدیل فرما دیا۔ ہاں دین پوش، تقیہ کوش۔ یہ ایسا ہوا جیسے رافضی نام رکھنا۔ بہر حال شدید شاعت پر مشتمل ہے۔ اس سے تو عاصیہ نام بہت ہلکا تھا جسے نبی ﷺ نے تغیر فرمایا کہ معاصی کا عرفاً اطلاق اعمال تک ہے اور دین پوشی کی بلاطت و عقائد پر۔ والعاذ باللہ رب العالمین حدیث میں ہے الفال موکل بالمنطق بعض برے ناموں کی تبدیل کا یہی منشا تھا کما ارشدا لہ غیر ما حدیث ملا علی قاری مرقاۃ میں نقل فرماتے ہیں۔

ان الاسماء تنزل من السماء

نام آسمان سے اترتے ہیں۔

یعنی غالباً اسم و سکی میں کوئی مناسبت غیب سے ملحوظ رہتی ہے۔ اہل تجربہ نے کہا

ہے۔

مزن قال بد کا رود و حال بد

اللهم احفظنا وارحمنا فقیر نے پشم خود ایسے قبیح ناموں کو سخت برا اثر پڑتے

دیکھا ہے بھلے چنگے سنی صورت کو آخر عمر میں دین پوش، ناحق کوش ہوتے پایا ہے۔

نسال اللہ العفو والعافیۃ۔ اللهم یا قدير یا رحمن یا رحیم
یا عزیز یا غفور صل وسلم وبارک علی سیدنا و مولانا محمد
والہ وصحبہ وبتنا علی دینک الحق الذی ارتضیتہ لا نبیائک
ورسلک وملاتکتک حتی تلقاک بہ سو عافنا من البلاء
والبلوی والفتن ظہر منها وما بطن وصل وسلم وبارک علی
سیدنا محمد والہ اجمعین وارحم عجزنا وفاقنا یا ارحم
الراحمین امین۔ والصلوة والسلام علی اشفیع الکریم والہ
وصحبہ اجمعین والحمد لله رب العالمین۔ امین

اور ایک سخت آفت یہ ہوئی ہے کہ ایسے قبیح نام والے اپنے نام کے ساتھ
حسب رواج نام پاک محمد ملا کر لکھتے کہتے اور اسی کی اوروں سے طمع رکھتے
ہیں۔ اگر کوئی خالی ان کا نام بے نام اقدس لکھے تو گویا اپنی حقارت جانتے
اور آدھا نام لینا سمجھتے ہیں۔ حالانکہ ایسے برے معنی کے ساتھ اس نام
پاک کا ملانا خود اس نام کریم کے ساتھ گستاخی ہے۔ یہ نکتہ ہمیشہ یاد رہے کہ ان
امور کی طرف اسی کو التفات و تمہہ عطا فرماتے ہیں جسے ایمان و ادب سے حصہ
وافیہ بخشتے ہیں ولله الحمد۔

اس بنا پر فقیر کبھی جائز نہیں رکھتا کہ کلب علی، کلب حسن، کلب حسین، غلام حسن، غلام
حسین، غلام جیلانی و امثال ذلک اسماء کے ساتھ نام پاک ملا کر کہا جائے۔ اللهم ارزقنا
حسن الادب و نجانا من مورثات الغضب، امین۔

نظام الدین، محی الدین، تاج الدین، اور اسی طرح وہ تمام نام جن میں مسی کا معظم
فی الدین بلکہ معظم علی الدین ہونا نکلے جیسے شمس الدین، نور الدین، فخر الدین، شمس الاسلام،
محی الاسلام، بدر الاسلام وغیرہ۔ سب کو علماء کرام نے سخت ناپسند رکھا اور مکروہ ممنوع رکھا۔

اکابر دینِ قدت اسرار ہم کہ امثالِ اسلامی سے مشہور ہیں یہ ان کے نام نہیں القاب ہیں کہ ان مقاماتِ رفیعہ تک وصول کے بعد مسلمین نے توصیفا نہیں ان لقبوں سے یاد کیا۔ جیسے شمسِ الائمہ حلوانی فخر الاسلام بزودی، تاج الشریعہ، صدر الشریعہ۔ یونہی محی الحق والدین حضور پر نور سیدنا غوثِ اعظم۔ معنی الحق والدین حضرت خواجہ غریب نواز، وارث النبی سلطان الہند حسن سنجری۔ شہاب الحق والدین عمر سہروردی، بہاؤ الحق والدین نقشبند، قطب الحق والدین بختیار حسن کاکی۔ شیخ الاسلام فرید الحق والدین مسعود۔ نظام الحق والدین سلطان اولیاء محبوب الہی محمد نصیر الحق والدین چراغِ دہلوی محمود وغیرہم۔ رحمتہ اللہ علیہ و نفعنا ببرکاتہم فی الدنیا والدین۔

حضور نور النور سیدنا غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا لقب پاک محی الدین خود روحانیتِ اسلام نے رکھا۔ جس کی روایت معروف و مشہور اور بیحد الاسرار شریف وغیرہ کتبِ ائمہ و علماء میں مذکورہ۔ حق سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے: "تذکرہ انفسکم فصولِ علامی میں ہے لایسمیہ بما فیہ تذکرہ رد المحتار میں ہے۔"

یوخذ من قوله ولا بما فیہ تزکیة المنع عن نحو محی الدین وشمس الدین مع ما فیہ من الکذب والفساد بعض المالکیة فی المنع منه مولفا وصرح بہ القرطبی فی شرح الاسماء الحسنی وانشد بعضهم فقال۔

(۱) اوی الدین یتحیی من اللہ ان یری و هذا له فخر و ذاک
 نصیر (۲) فقد کثرت فی الدین القاب عصبت ہم ما فی
 مراعی المنکرات حمیر (۳) وانی اجل الدین عن عزہ بہم
 و اعلم ان الذنب فیہ کبیر۔ و نقل عن الامام النووی انه کان
 یکرہ من لقبہ بمحی الدین ویقول لا اجعل من دعائی بہ فی
 حل و مال الی ذلک العارف باللہ تعالیٰ الشیخ سنان فی

کتابہ تبیین المحارم و اقام الطامة الكبرى على المتين بمثل ذلك وانه من التزكية المنهى عنها في القران ومن الكذب قال ونظيره مايقول للمدرسين بالتركي افندي و سلطانم ونحوه، ثم قال هذه مجازات صارت كالاعلام فخرجت عن التزكية في الجواب ان هذا يرده مايشاهد من انه اذا نودي باسمه العلم وجد على من ناداه به فعلم ان التزكية باقية الخ۔

مصنف کے قول لا بما فیہ تزکیة سے معلوم ہوتا ہے منع مثل محی الدین و شمس الدین کے۔ علاوہ ازیں اس میں جھوٹ بھی ہے اور بعض مالکی علماء نے ایسے ناموں کے منع میں ایک کتاب لکھی ہے اور قرطبی نے اس کی تصریح کی ہے شرح اسماء الحسنیٰ میں اور بعض نے اس بارہ میں کچھ اشعار لکھے ہیں۔ پس کہا ہے ”میں دیکھتا ہوں دین کو کہ حیا کرتا ہے اللہ سے جو دکھایا جائے۔ حالانکہ یہ اس کے لیے فخر ہے اور یہ اسی کے لیے نصیر یعنی مددگار ہے۔ تحقیق بہت ہوئے دین میں القاب اس کے مددگاروں کے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو برائیوں کی رعایت میں گدھے ہیں۔ اور تحقیق دین کی موت ان جیسے لوگوں کے ساتھ اس کی عزت میں ہے اور جان لے کہ اس میں گناہ بڑا ہے۔ اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا گیا ہے کہ وہ محی الدین کے ساتھ اپنے لقب ہونے کو ناپسند فرماتے تھے اور فرماتے تھے جو شخص مجھے اس لقب کے ساتھ پکارے گا میں اسے معاف نہیں کروں گا اور اسی کی طرف مائل ہوئے شیخ سنان اپنی کتاب تبیین المحارم اور اقام الطامة الکبریٰ علی متین میں مثل اس کے اور یہ کہ تحقیق یہ تزکیہ ہے جس سے قرآن مجید میں منع کیا گیا ہے اور جھوٹ سے ہے اور کہ مثل اس کے کہا وہ جو کہا

جاتا ہے واسطے مدرسین کے ترکی میں آفندی و سلطانم اور اس کی مثل پھر کہا پس اگر کہا جائے یہ مجازات ہیں جو اعلام کی طرح ہو گئے ہیں پس ترکیہ سے نکل گئے پس جواب یہ ہے کہ ہمارا مشاہدہ اس بات کو رد کرتا ہے کیونکہ اگر ان اشخاص کو ان کے اسماء اعلام سے پکارا جائے تو پکارنے والے پر غصہ کریں گے پس معلوم ہوا کہ ترکیہ کے لئے باقی ہے۔ الخ

سترہ نام کہ سائل نے پوچھے ان میں سے یہی دس ناجائز و ممنوع ہیں۔ باقی سات میں حرج نہیں۔ علی جان، محمد جان کا جواز تو ظاہر ہے کہ اصل نام علی و محمد ہے اور جان بنظر محبت زیادہ اور حدیث سے ثابت کہ محبوبان خدا انبیاء علیہم السلام کے اسمائے طیبہ پر نام رکھنا مستحب ہے۔ جب کہ ان سے مخصوصات سے نہ ہو۔ حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

تسموا باسماء الانبياء، رواه البخارى فى الادب المفرد
وابوداؤد والنسائى عن ابى وهب الجشمى والبخارى فى
التاريخ بلفظ سموا عن عبد الله بن جرادر ضى الله تعالى عنه
وله تمة اخرى۔

حدیث ۱: صحیحین مسند احمد و جامع ترمذی و سنن ابن ماجہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ
حدیث ۲: صحیحین و ابن ماجہ میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ
حدیث ۳: معجم کبیر طبرانی میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

سموا باسمى ولا تکنوا بکنیتى میرے نام پر نام رکھو اور میری کنیت نہ رکھو۔
حدیث ۴: ابن عساکر و حافظ حسین بن احمد بن عبداللہ بن بکیر حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

عن ولد له مولود فسماه محمدا حبالى وتبركا باسمى كان

هو و مولودہ فی الجنة۔

جس کے لڑکا پیدا ہو اور وہ میری محبت اور میرے نام پاک سے تبرک کے لیے اس کا نام محمد رکھے وہ اور اس کا لڑکا دونوں بہشت میں جائیں۔

انام خاتم الحفاظ جلال الملتہ والدی سیوطی فرماتے ہیں:

هذا مثل حدیث ورد فی هذا الباب و اسنادہ حسن۔ و نازعہ

تلمیذہ الشامی بماردہ العلامة الزرقانی فرجعہ۔

جس قدر حدیثیں اس باب میں آئیں یہ سب میں بہتر ہے اور اس کی سند حسن

ہے۔

حدیث ۵: حافظ ابو طاهر سلفی و حافظ بن بکیر حضرت انس رضی اللہ عنہ سے راوی۔ رسول

اللہ ﷺ فرماتے ہیں روز قیامت دو شخص حضرت عزت کے حضور کھڑے کئے جائیں گے۔ حکم ہوگا انہیں جنت میں لے جاؤ۔ عرض کریں گے الہی! ہم کس عمل پر جنت کے قابل ہوئے ہم نے تو کوئی کام جنت کا نہ کیا۔ رب عزوجل فرمائے گا۔

ادخل الجنة فانی البیت علی نفسی ان لا یدخل النار من اسمہ

احمد و لا محمد۔

جنت میں جاؤ کہ میں نے حلف فرمایا ہے کہ جس کا نام احمد یا محمد ہو وہ

دوزخ میں نہ جائے گا۔

یعنی جب کہ مومن ہو۔ اور مومن عرف قرآن و حدیث اور صحابہ میں اسی کو کہتے ہیں

جو صحیح العقیدہ ہو کمانص علیہ الائمة فی التواضیح وغیرہ ورنہ بد مذہبوں کے

لیے تو حدیثیں یہ ارشاد فرماتی ہیں کہ وہ جہنم کے کتے ہیں ان کا کوئی عمل قبول نہیں۔ بد مذہب

اگر حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان مظلوم قتل کیا جائے اور اپنے اس مارے جانے پر

صابر و طالب ثواب رہے جب بھی اللہ عزوجل اس کی کسی بات پر نظر نہ فرمائے اور اسے جہنم

میں ڈالے۔ یہ حدیثیں دارقطنی وابن ماجہ و بیہقی وابن الجوزی وغیرہم نے حضرت ابوامامہ

حذیفہ و انس رضی اللہ عنہم سے روایت کیں اور فقیر نے اپنے فتاویٰ میں متعدد جگہ لکھیں۔ تو محمد بن عبد الوہاب نجدی وغیرہ گمراہوں کے کئے ان حدیثوں میں اصلاً بشارت نہیں، نہ کہ سید احمد خاں کی طرح کفار جس کا مسلک کفر قطعی کہ کافر پر تو جنت کی ہوا تک حرام ہے۔

حدیث ۶: ابو نعیم حلیۃ الاولیاء میں حضرت نبط بن شریط رضی اللہ عنہما سے روای۔
رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

قال الله تعالى وعزتي وجلالي لا عدبت احداتسمى باسمك
في النار۔

رب عزوجل نے مجھ سے فرمایا مجھے اپنے عزت و جلال کی قسم جس کا نام
تمہارے نام پر ہوگا اسے دوزخ کا عذاب نہ دوں گا۔

حدیث ۷: حافظ ابن بکیر امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے روای کہ
رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

حدیث ۸: ویلی مسند الفردوس میں موقوفاروای کہ مولیٰ علی فرماتے ہیں۔

حدیث ۹: ابن عدی کامل اور ابو سعید نقاش بسند صحیح اپنے معجم شیوخ میں روای کہ
رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

ما اطعم طعام علی مائدة ولا جلس علیها وفيها اسمی
الا وقد سواكل يوم مرتين۔

جس دسترخوان پر لوگ بیٹھ کر کھانا کھائیں اور ان میں کوئی محمد نام کا ہو وہ
لوگ ہر روز دو بار مقدس کئے جائیں۔

حاصل یہ کہ جس گھر میں ان پاک ناموں کا کوئی شخص ہوں میں دو بار اس مکان
میں رحمت الہی کا نزول ہو۔ ولہذا حدیث امیر المومنین کے لفظ یہ ہیں۔

ما من مائدة وضعت فحضر علیها من اسمہ احمد او
محمد الا قدس الله ذلك المنزل كل يوم مرتين۔

حدیث ۱۰: ابن سعد طبقات میں عثمان عمری سے مرسل راوی۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

ماضراحدکم لوکان فی بیتہ محمدو محمدان وثلثہ۔
تم میں کسی کا کیا نقصان ہے اگر اسکے گھر میں ایک محمد یا دو محمد یا تین محمد ہوں۔

والہذا فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے اپنے سب بیٹوں بھتیجوں کا عقیدہ میں صرف محمد نام رکھا۔ پھر نام اقدس کے حفظ آداب اور باہم تمیز کے لئے عرف جدا مقرر کئے۔ بحمد اللہ تعالیٰ فقیر کے یہاں پانچ محمد اب موجود ہیں۔ سلمہم اللہ تعالیٰ وعافاہم والی مدارج الکمال رقاہم اور پانچ سے زائد اپنی راہ گئے۔ جعلہم اللہ لنا اجر او و ذخر او فرطا برحمته وبعزۃ اسم محمد عنده امین۔

حدیث ۱۱: طرائفی وابن الجوزی امیر المؤمنین مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنی سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

مااجتمع قوم قط فی مشورۃ فیہم رجل ۛ اسمہ محمد لم یدخلوہ فی مشورتہم الا لم یبارک لہم فید۔
جب کوئی قوم کسی مشورے کے لئے جمع ہوں اور ان میں کوئی شخص محمد نام ہو اور اسے اپنے مشورے میں شریک نہ کریں ان کے لیے مشورے میں برکت نہ رکھی جائے۔

حدیث ۱۲: طبرانی کبیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

من ولدہ ثلثہ اولاد فلم یسم احدہم محمد فقد جہل۔
جس کے تین بیٹے پیدا ہوں اور وہ ان میں کسی کا نام محمد نہ رکھے ضرور جاہل ہے۔

حدیث ۱۳: حاکم و خطیب تاریخ اور دیلمی مسند میں امیر المؤمنین مولیٰ علی رضی اللہ عنہ راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں

اذا سمیتم الولد محمد افا کر موہ و اوسعوالہ فی المجلس
ولا تقبحوالہ وجہا۔

جب لڑکے کا نام محمد رکھو تو اس کی عزت کرو اور مجلس میں اس کے لیے جگہ
کشادہ کرو اور اسے برائی کی طرف نسبت نہ کرو یا اس پر برائی کی دعائے
کرو۔

حدیث ۱۴: بزار مسند میں حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ راوی رسول ﷺ فرماتے ہیں

اذا سمیتم محمد فلا تضربوہ ولا تحرموہ۔
جب لڑکے کا نام محمد رکھو تو اسے نہ مارو نہ محروم کرو۔

حدیث ۱۵: فتاویٰ امام شمس الدین سخاوی میں ہے ابو شعیبہ حرانی نے امام عطا
(تابعی جلیل الشان استاد، امام الائمہ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ) سے روایت کی ہے۔

من اراد ان یکون حمل زوجة ذکر افلیضع یدہ علی بطنہا
ویقل ان کان ذکر افقد سمیتہ محمد افا نہ یکون ذکر۔

جو چاہے کہ اسکی عورت کے حمل میں لڑکا ہو اسے چاہئے اپنا ہاتھ عورت
کے پیٹ پر رکھ کر کہے ان کان ذکر افقد سمیتہ محمد اگر لڑکا ہے

تو میں نے اس کا نام محمد رکھا ان شاء اللہ تعالیٰ العزیز لڑکا ہی ہوگا۔

امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

ماکان فی اہل بیت اسم محمد الا کثرت برکتہ ذکرہ
المنادی فی شرح التیسیر تحت الحدیث العاشرو الزقانی
فی شرح لمواہب۔

جس گھر والوں میں کوئی محمد نام کا ہوتا ہے اس گھر کی برکت زیادہ ہوتی

ہے۔

بہتر یہی ہے کہ صرف محمد یا احمد نام رکھے۔ اس کے ساتھ جان وغیرہ اور کوئی تلفظ نہ ملائے کہ فضائل تنہا انہیں اسمائے مبارکہ کے وارد ہوئے ہیں۔

غلام علی، غلام حسین، غلام غوث، غلام جیلانی اور ان کے امثال تمام جن میں اسمائے محبوبان خدا کی طرف اضافت لفظ غلام سے ہو غلام سے ہو سب کا جواز بھی قطعاً بدیہی ہے۔ فقیر غفر اللہ تعالیٰ وہابیہ کے اقوال سے ان کا جواز ثابت کیا اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

ویطوف علیہم غلمان لهم کانہم لولو مکنون۔

ان پر ان کے غلام گشت کرتے ہوں گے یا وہ موتی ہیں محفوظ رکھے ہوئے۔
رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں

لا یق ولن احدکم عبدی کلکم عید اللہ ولكن لیقل غلامی

ہذا مختصر رواہ مسلم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

ہرگز تم میں کوئی اپنے مملوک کو یوں نہ کہے کہ میرا بندہ۔ تم سب خدا کے بندے ہو ہاں یوں کہے کہ میرا غلام۔

وہابیہ کے شرک ہمیشہ ایسے ہی ہوتے ہیں کہ خود قرآن و حدیث میں بھرے ہوتے

ہیں۔ خدا اور رسول تک ان شرک دوستوں کے حکم شرک سے محفوظ نہیں۔ والعیاذ باللہ رب

العالمین مزہ یہ ہے کہ لفظ غلام کی اسمائے الہیہ جل و علا کی طرف اضافت خود ممنوع ہے۔

اللہ کا غلام نہ کہا جائے گا کہ غلام کے معنی حقیقی پسر ہیں۔ ولہذا عبید اکو شفقتاً عربی میں غلام اردو

میں چھو کرا کہتے ہیں۔ سیدی علامہ عارف باللہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقہ ندیہ

میں زیر حدیث مذکور فرماتے ہیں۔

(ولکن لیقل غلامی وجاریتی وفتائی وفتائی) مراعاة لجانب

الادب فی حق اللہ تعالیٰ لانہ یقال عبد اللہ وامة اللہ

والایقال غلام اللہ وجاریۃ اللہ ولافتی اللہ ولافتاة اللہ اہ
باختصار۔

سبحان اللہ! یہ عجب شرک ہے جو خود حضرت عزت کے لئے روا نہیں بلکہ اس کے
لیے غیر ہی کے لئے خاص ہے۔ مگر ہے یہ کہ وہابیہ کے دین فاسد میں محبوبان خدا کے نام ذرا
اعزاز و تکریم کی نگاہ سے آیا اور شرک نہ منہ پھیلا یا۔ پھر چاہے وہ بات خدا کے لیے خاص ہونا
درکنار خدا کے لیے جائز بلکہ متصور ہی نہ ہو۔ آخر نہ دیکھا کہ ان کے پیشوا نے تقویۃ الایمان
میں قبر میں شامیانہ کھڑا کرنا مورچھل جھلنا شرک بتا دیا اور اسے صاف صاف ان باتوں میں
جو خدا نے اپنی تعظیم کے لیے خاص کی ہیں گنا دیا۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی
العظیم آخر نہ سنا کہ ان کے طائفہ غیر مقلدان کے اب نئے پیشوا صدیق حسن خان قنوجی
بھوپالی آنجہانی اپنے رسالہ کلمۃ الحق میں لکھ گئے ہیں۔

چو غلام آفتابم ہم از آفتاب گویم

خدا کی شان! غلام محمد، غلام علی، غلام حسن، غلام غوث تم معاذ اللہ شرک و حرام اور
غلام آفتاب ہونا یوں جائز و بے ملام۔ الا انکے ترجمہ کیجئے تو جیسا فارسی میں غلام آفتاب و ریا
ہی عربی میں مشرکین عرب کا نام عبد شمس، ہندی میں کفار ہنود کا نام سورج داس زبا میں
مختلف ہیں اور حاصل ایک۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

ہدایت علی کا جواز بھی ویسا ہی ظاہر و باہر جس میں اصلاً عدم جواز کی بونہیں۔ وہابیہ
خذہم اللہ تعالیٰ کہ محبوبان خدا کے نام سے جلتے ہیں آج تک ان کے کبرانے بھی اس میں
کلام نہ کیا۔ البتہ مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی کے مجموعہ فتاویٰ جلد اول طبع اول صفحہ ۲۶۴
میں اس نام پر اعتراض دیکھا گیا اول کلام میں تو صرف خلاف اولیٰ ٹھہرایا تھا آخر میں ناجائز
و گناہ قرار دے دیا۔ حالانکہ یہ محض غلط ہے۔ اس کا خلاصہ عبارت یہ ہے۔

کسے نام خود ہدایت علی می داشت بایہام اسمائے
شرکیہ تبدیل نمود و ہدایت العلی نہاد۔ شخصے برآن

معارض شد کہ لفظ ہدایت مشترک است بین معینین ارادة الطريق و ایصال الی المطلوب و هكذا لفظ علی بغیر الف و لام مشترک است بین اسمائے الہیہ و حضرت علی کرم اللہ وجہہ مجیب گفت دریں صورت تائید من است۔ چہ ہر گاہ لفظ ہدایت و علی مشترک شد بین معینین پس چہاں احتمال می شود یکے ازان از ہدایت معنی اول و از علی اللہ جل شانہ۔ دوم از ہدایت معنی ثانی و از علی اللہ جل جلالہ۔ سوم از ہدایت معنی اول و از علی حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔ چہارم از ہدایت معنی ثانی از علی حضرت علی پس نہ احتمال اول خالی از ممانعت شرعیہ ہستند۔ البتہ رابع خالی از ممنوعیت نیست چہ در جملہ اسمائے شرکیہ مفہوم می شود۔ پس ہر اسم کہ دائرہ شود بین اسمائے شرکیہ و عدمہ احترام ازان لابدی سنت بلکہ واجب و اگر کسی بر اسم متنازع فیہ قیاس نمودہ بر عبد اللہ شرک ثابت کند یا علی گفتن ممانعت نماید قیاس او صحیح است یا نہ بینوا تو جروا۔

کسی شخص کا نام ہدایت علی تھا۔ بوجہ وہم اسماء شرکیہ کے نام تبدیل کیا اور ہدایت اعلیٰ رکھ لیا۔ ایک شخص نے اس پر اعتراض کیا کہ لفظ ہدایت مشترک در میان دو معنوں کے ہے۔ ایک معنی ہے راہ دکھانا اور دوسرا معنی ہے مطلوب تک پہنچانا۔ اور اسی طرح لفظ علی بغیر الف لام کے مشترک ہے۔ در میان اسماء الہیہ کے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے۔ مجیب نے کہا اس صورت میں میری تائید ہے کیونکہ جب لفظ ہدایت اور علی دو

معنوں میں مشترک ہوئے پس اور علی سے اللہ جل شانہ دوسرا یہ کہ ہدایت سے مراد معنی ثانی اور علی سے مراد اللہ جل شانہ۔ تیسرا یہ کہ ہدایت سے مراد بمعنی اول اور علی سے مراد حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم چوتھا یہ کہ ہدایت سے مراد معنی اول اور علی سے مراد حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم پس پہلے تین احتمالات ممانعت شرعیہ سے خالی ہیں۔ البتہ چوتھا احتمال ممنوعیت سے خالی نہیں کیونکہ یہ اسماء شرکیہ کے زمرہ سے معلوم ہوتا ہے۔ پس جو اسم دائرہ ہودر میان شرکیہ اور غیر شرکیہ میں اس سے بچنا ضروری ہے بلکہ واجب ہے اگر کوئی آدمی اسم متنازع فیہ پر قیاس کرتا ہو عبداللہ پر شرک ثابت کرے یا علی کہنے سے روکے تو کیا اس کا قیاس صحیح ہے یا نہ؟ بیان کرو اجردیے جاؤ گے۔ وہی ہے سیدھی راہ دکھانے والا۔

لفظ علی کہ از اسمائے الہیہ ست الف لام براں زائد می شود برائے تعظیم چنانکہ در الفضل والنعمان وغیرہ بر لفظ علی کہ از اسمائے مرتضیٰ ست لام داخل نمی شود۔ بناء علیہ ہدایت العلیٰ اولیٰ ست از ہدایت علی چہ در اولیٰ اشتباہ اصافت ہدایت یسویٰ علی مرتضیٰ یست و در صورت ثانیہ بسبب اشتراک لفظ ہدایت بحسب استعمال و اشتراک لفظ علی اشتباہ امر ممنوع موجود و در اسامی از ہمئو اسم کہ ایہام مضمون غیر مشروع سازد احتراز لازم۔ بہمین سبب علماء تسمیہ عبدالنبی وغیرہ منع ساختہ اند و اما در عبداللہ وغیرہ پس ایہام از امر غیر مشروع نیست۔ وہمئیں در یا علی ہر گام مقصود ندائے پروردگار باشد نزاعی نیست۔ حررہ الحسنات عبدالحی۔

لفظ علی جو کہ اسمائے الہیہ سے ہے اس پر تعظیم کے لیے الف لام زائد ہوتا ہے جیسا کہ الفضل اور النعمان وغیرہ لفظ علی جب کہ حضرت مرتضیٰ کا نام ہو اس پر الف لام داخل نہیں ہوتا۔ اس پر ہدایت العلی نام رکھا بہتر ہے۔ کیونکہ ہدایت العلی نام رکھنے میں اشتباہ اضافت ہدایت کا حضرت مرتضیٰ کی طرف نہیں ہے اور ہدایت علی نام رکھنے میں بسبب اشتراک لفظ ہدایت کے باعتبار استعمال کے اور بوجہ اشتراک لفظ علی کے امر ممنوع کا اشتباہ موجود ہے اور ناموں میں ایسے نام جن سے ایہام مضمون غیر مشروع کا ہو چنانچہ لازم ہے اسی لئے علماء نے ان میں غیر مشروع کا ایہام نہیں اور اسی طرح یا علی کہنا جب کہ اس سے مقصود ندائے پروردگار ہو کوئی نزاع نہیں۔

اقوال یہ جواب سخت عجب عجاب ہے یتساوک ہزلابل سیاوی ہزللا۔

اولاً: اس تمام کلام مختل النظام کا معنی ہی سرے سے پاور ہوا ہے ممنوع ایہام ہے نہ مجرد احتمال ولو ضعيفاً بعيداً ایہام و احتمال میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ایہام میں تبادلہ درکار ہے۔ ذہن اس معنی ممنوع کی طرف سبقت کرے نہ یہ کہ شقوق محتملہ عقلیہ میں کوئی شق معنی ممنوع کی بھی نکل سکے۔ تلخیص میں ہے،

الایہام ان يطلق لفظ له معنیان قریب وبعیدیراد بالبعید۔

ایہام یہ ہے کہ ایک لفظ بولا جائے جس کے دو معنی ہوں قریب اور بعید اور مراد بعید معنی ہو۔

علامہ سید شریف قدس سرہ الشریف کتاب التعریفات میں فرماتے ہیں۔

الایہام ویقال له التخيل ایضاً و هو ان يذكر لفظ له معنیان قریب و غریب فاذا سمع الانسان سبق الی فهمه القریب و مراد المتکلم الغریب و اکثر المتشابهات من هذا الجنس

ومنہ قولہ تعالیٰ والسموات مطوٰت بیمنہ۔

ایہام کو تخیل بھی کہتے ہیں وہ یہ ہے کہ کوئی لفظ ذکر کیا جائے جس کے دو معانی ہوں۔ ایک قریب الفہم، ایک بعید عن الفہم پس جس وقت انسان اس لفظ کو اس کے فہم کی طرف قریب معنی سبقت کر لے اور مراد متکلم کی معنی بعید ہو اور اکثر تشابہات اسی جنس سے ہیں۔ اور اسی قسم سے ہے فرمان اللہ تعالیٰ کا اور آسمان لپیٹے ہوئے ہیں اس کے داہنے ہاتھ میں۔

بمجرد احتمال اگر موجب منع ہو تو عالم میں کم کوئی کلام منع و طعن سے خالی رہے گا۔ زید آگیا اٹھا بیٹھا۔ عمرو نے کھایا پیا کہا سنا۔ مجیب صاحب نے سوال دیکھا، جواب لکھا وغیرہ وغیرہ سب افعال اختیار یہ کی اسناد و معنی کو متحمل۔ ایک یہ کہ زید و عمرو مجیب نے اپنی قدرت مستقلہ تامہ سے یہ افعال کئے۔ دوسرے قدرت عطائیہ ناقصہ قاصرہ سے۔ اول قطعاً شرک ہے۔ لہذا ان اطلاقات سے احتراز لازم ہو جائے گا۔ اور یہ بد اہتا قطعاً اجماعاً باطل ہے۔ فاضل مجیب نے بھی عمر بھر اپنے محاورات روزانہ میں ایسے ایہامات شرک برتے اور ان کی تصانیف میں ہزاروں ہزار ایسے شرک بالا ایہام بھرے ہوں گے۔

جانے دیجئے! نماز میں و تعالیٰ جددک تو شاید آپ بھی پڑھتے ہوں گے۔ جد کے دوسرے مشہور معروف بلکہ مشہور تر معنی یہاں کیسے صریح شدید کفر ہیں۔ عجب کہ اتنے بڑے کفر کا ایہام جان کر اسے حرام نہ مانا تو بات وہی ہے کہ ایہام میں تبادرو سبقت و اقربیت درکار ہے اور وہی ممنوع ہے، نہ مجرد احتمال۔ یہ فائدہ واجب الحفظ ہے کہ آج کل بہت جہلا ایہام و احتمال میں فرق نہ کر کے درطہ غلط میں پڑتے ہیں۔

ثانیاً ایسی ہی جگہ تراشیاں ہیں تو صرف ہدایت علی پر کیوں الزام رکھیے۔ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے نام پاک علی کو اس سے سخت تر شنیع کہتے۔ وہاں تو چار احتمالوں سے ایک میں تو آپ کو شرک نظر آیا تھا، یہاں برابر کا معاملہ نصفانصف کا حصہ ہے۔ علی کے دو معنی ہیں علو ذاتی کہ بالذات للذات متعالی عن الاضافات ہو۔ دوسرا اضافی کہ خلق کے لیے ہے۔ اول

کاثبات قطعاً شرک تو علی ہی ایہام شرک میں ہدایت علی سے دو ناٹھہرے گا۔ ولایقول بہ جاہل فضلا عن فاضل۔

ثالثاً ایک علی ہی کیا جس قدر اسمائے مشترکہ فی اللفظ بین الخالق والخلق ہیں جیسے رشید و حمید و جمیل و جلیل و کریم و علیم و رحیم و حلیم وغیرہ سب کا اطلاق عباد پر ویسا ہی ایہام شرک ہوگا جو ہدایت علی کے ایہام سے دو چند رہے گا۔ حالانکہ خود حضرت عزت نے انبیائے کرام علیہم السلام میں کسی کو دو نام اپنے اسمائے حسنی سے عطا فرمائے اور حضور پر نور سید عالم ﷺ کے اسمائے طیبہ میں تو ساٹھ سے زیادہ آئے کما فصلہ العالماء فی المواہب وغیرہ ہا خود حضور اقدس ﷺ نے اپنا نام پاک حاشر بتایا۔ صحابہ و تابعین و ائمہ دین میں کتنے اکابر کا نام مالک تھا۔ ان کے ایہاموں کو کہتے۔ در مختار وغیرہ معتمدات میں تصریح کی کہ ایسے نام جائز ہیں اور عباد کے حق میں دوسرے معنی مراد لئے جائیں گے نہ وہ جو حضرت حق کے لئے۔ جاز التسمیہ بعلی و رشید وغیرہما من الاسماء المشتركة ویراد فی حقنا غیر ما یراد فی حق اللہ تعالیٰ کیوں نہیں کہتیکہ ایسے نام بوجہ اشتراک ناجائز ہیں کہ دوسرے معنی شرک کا احتمال باقی ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

رابعاً سائل نے اپنی جہالت سے صرف عبد اللہ میں شرک سے سوال کیا تھا۔ حضرت مجیب نے اپنی بنالت سے وغیرہ بھی بڑھا دیا کہ اپنے نام نامی کو ایہام شرک سے بچالیں مگر جناب کی دلیل سلامت ہے تو اس ایہام سے سلامت بخیر ہے۔

عبداللہ میں دو جز ہیں اور دونوں کے دو دو معنی۔ ایک عبد مقابل الہ دوم مقابل آقا۔

قال اللہ تعالیٰ

وانکحوا لایامی منکم والصلحین من عبادکم واماتکم۔

دیکھو حق سبحان تعالیٰ نے ہمارے غلاموں کو ہمارا عبد فرمایا۔ یونہی ایک ہی اسم الہی

کہ حیات ذاتیہ ازلیہ ابدیہ واجب سے مشعر اور دوسرا من و تو زید عمر و سب پر صادق۔ جس

سے یہ آیت کریمہ تخرج الحي من الميت وغيرها مظہر۔ اب اگر عبد بمعنی اول اور حی بمعنی دوم لیجئے قطعاً شرک ہے۔ وہی چار صورتیں ہیں اور وہی ایک صورت پر شرک موجود۔ پھر عبدالحی ایہام شرک سے کیونکر محفوظ؟ اس سے بھی احتراز لازم تھا۔

بعید یہ یہی تقریر مولوی عبدالحلیم صاحب کے نام میں جاری ہوگی۔ ملاحظہ ہو کہ تشقیق و تدقیق کہاں تک پہنچی؟ نسال اللہ السلامة۔

فقیر کے نزدیک ظاہر ایہ پھڑکتی ہوئی برہان حضرت مجیب کو جناب سائل کے فیض سے پہنچی۔ سائل نے ذکر کی مجیب نے بے غور کے قبول کر لی۔ ورنہ ان کا ذہن شاید ایسی دلیل ذلیل علیل کلیل کی طرف ہرگز نہ جاتا۔ جس سے خود ان کا نام نامی بھی جادوم الجواز و لازم الاحتراز قرار پاتا۔

خامساً یا علی کو فرمایا جاتا ہے کہ جب مقصود مدائی معبود تو نزاع مفقود۔ جی کیا وجہ یہاں بھی صاف دوسرا احتمال موجود۔ اپنا قصد نہ ہونا ایہام و احتمال کا کافی کب ہو سکتا ہے ایہام تو کہتے ہی وہاں جہاں وہ معنی موہم مراد متکلم نہ ہوں۔ تلخیص و تعریفات کی عبارتیں ابھی سن چکے۔ اور اگر قصد پر مدار و اعتماد ہے تو ہدایت علی پر کیا ایراد ہے؟ وہاں کب معنی شرک مقصود مراد ہے۔

سادساً علی پر الف لام لانا کب ایسے عالمگیر ایہام شرک سے نجات دے گا۔ علی علماء پر لام نہ آتا کبھی صفت پر تو قطعاً آ سکتا ہے اور یقیناً صفات مشترکہ سے ہے تو احتمال اب بھی قائم اور احتراز لازم بلکہ سراجیہ و تاتارخانیہ و منخ الغفار وغیرہ ہا سے تو ظاہر کہ العلی بالام نام رکھنا بھی روا ہے۔ رد المحتار میں ہے۔

فی التاتارخانیہ عن السراجیۃ التسمیۃ باسم یوجد فی کتاب
اللہ تعالیٰ کالعلیٰ والکبیر والرشد والبدیع جائزۃ الخ ومثله
فی المسخ عنها وظاہرہ الجواز ولو معرفاً بال۔

تاتارخانیہ اور سراجیہ میں ہے نام رکھنا ساتھ اس نام جو کتاب اللہ

میں پائے جاتے ہیں جیسے علی، کبیر، رشید، بدیع جائز ہیں الخ۔ اور اس کے
مثل مسخ میں سراجیہ سے نقل کیا اور ظاہر اس کا جواز ہے اگرچہ صرف بالف
لام ہی ہو۔

سابقاً جب گفتگو احتمال پر چل رہی ہے تو معین الصال الی المطلوب و اراست طریق میں
تفرقہ بالطل۔ ایصال و اراست دو معنی خلق و تسبیب پر مشتمل بمعنی خلق دونوں تخص بحضرت
احدیت ہیں۔ کیا اراست بمعنی خلق روایت غیر سے ممکن ہے اور بمعنی تسبیب دونوں غیر کے
لیے حاصل ہیں؟ کیا انبیاء سے ایصال بمعنی سببیت فی الوصول نہیں ہوتا۔ فطاح التفرقة
و راح الشقشقة ہاں یوں کہتے کہ ادھر علی مشترک ادھر ہدایت خلق و تسبیب دونوں میں یوں
چار احتمال ہوئے۔ مگر اب یہ مصیبت پیش آئے گی کہ جس طرح ہدایت بمعنی خلق غیر خدا کی
طرف منسوب نہیں ہو سکتی۔ بمعنی تخص تسبیب حضرت عزت جل جلالہ کی طرف نسبت نہیں
پا سکتی۔ ورنہ معاذ اللہ اصل خالق و معطی دوسرا ٹھہرے گا اور اللہ عز و جل صرف سبب و واسطہ
وسیلہ، اس کا پانیہ شرک سے بھی اونچا جائے گا کہ وہاں تو تسویہ تھا یہاں اللہ سبحانہ پر تفضیل
دنیا قرار پائے۔ علی پر لام لا کر اول کا علاج کر لیا اس دوم کا کہ اس سے بھی سخت تر ہے علاج
کدھر سے آئے گا؟ اب ایک نیا گھڑ کر ہدایت پر داخل کیجئے کہ وہ معنی خلق میں متعین
ہو جائے اور احتمال تسبیب اٹھ کر ایہام شک و بدتر از شرک راہ نہ پائے۔

ثامناً ایک ہدایت کیا جتنے افعال مشترک الاطلاق ہیں سب میں اسی آفت کا سامنا ہوگا جیسے
احسان و انعام، اذلال و اکرام، تعلیم و افہام، تعذیب و ایلام، عطا و منع، اضرار و نفع، قہر و قتل،
نصب و عزل وغیرہا کہ مخلوق کی طرف نسبت کیجئے تو معنی خلق موہم شرک اور خالق کی طرف
تو معنی تسبیب مشعر کفر بہر حال مفرکد ہر اگر کہتے خالق عز و جل کی طرف نسبت ہی دلیل کی کافی
ہے کہ معنی خلق مراد ہیں۔ ہم کہیں گے مخلوق کی جانب اضافت ہی برہان وانی ہے کہ معنی
تسبیب مقصود ہیں۔ ولہذا علمائے کرام نے تصریح فرمائی کہ امثال ابنت الربیع البقل و
حکم علی الدھر میں ذائل کا موحد ہونا ہی قرینہ ثانی ہے کہ اسناد مجاز عقلی ہے۔

تاسعا آپ نے (با آنکہ اسمائے الہیہ توقیفیہ ہیں اور خصوصاً آپ بہت جگہ صرف نہ وارد ہونے نہ منقول ہونے کو حجت ممانعت جانتے ہیں) حق سبحانہ کا نیا نام مصوف ایجاد فرمایا ہر جواب کی ابتداء ہوا لمصوب سے ہوتی ہے یہ کب احتمال شنیع سے خالی ہے۔ تصویب جس طرح ٹھیک بتانے کو کہتے ہیں یونہی سر جھکائے کو اور مثلاً جو سر جھکائے بیٹھا ہوا سے مصوب اور دونوں معنی حقیقی ہیں تو آپ کے طور پر اس کلمہ میں ایہام تجسیم ہے اور تجسیم کفر و ضلال عظیم ہے۔

عاشراً جب مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی طرف اضافت ہدایت کا اشتباہ امر ممنوع کا اشتباہ اور موجب لزوم احترام ہے تو بالقصد اس جناب ہدایت مآب کی طرف اضافت ہدایت کس درجہ سخت ممنوع و مفترض الاحترام ہوگی۔ یہاں مولیٰ علی کو ہادی کہنا حرام ہو گیا۔ حالانکہ یہ احادیث صریحہ و اجماع جمیع ائمہ اہل سنت و جماعت کے خلاف ہے۔ شاید یہ عذر کیجئے کہ ہدایت بمعنی خلق کا اشتباہ موجب منع تھا۔ اس معنی پر اضافت قصد یہ ضرور حرام بلکہ ضلال تام ہے نہ بمعنی تسبیب کہ جائز و معمول اہل اسلام ہے۔ مگر یہ وہی عذر معمولی ہے جس کا رد گزر چکا۔ کیا جب مولیٰ علی کی طرف اضافت کا اصلاً قصد ہی نہ ہو اس وقت تو بوجہ اشتراک معنی مولیٰ علی کی جانب ہدایت بمعنی خلق کی اضافت کا اشتباہ ہوتا ہے اور جب بالقصد خود حضرت مولیٰ علی ہی کی طرف اضافت مراد ہو تو اب وہ اشتراک معنی جاتا رہتا اور اشتباہ نہیں پاتا۔ اگر مانع اشتباہ مخلوق کا اس معنی کے لیے صالح نہ ہوتا ہے تو صورت عدم قصد میں کیوں مانع نہیں۔ اور اگر باوصف عدم صلوح اشتباہ قائم رہتا ہے تو صورت قصد میں کیوں مانع نہیں۔

حادی عشر نہ صرف امیر المؤمنین علی بلکہ انبیائے کرام و رسل عظام و خود حضور پر نور سید الانام ﷺ کی طرف اضافت ہدایت اصلاً روانہ رہے گی کہ بوجہ احتمال معنی دوم ایہام شرک ہے۔ اب مصطفیٰ ﷺ کو ہادی کہنا بھی حرام ہو گیا اور قرآن عظیم و صحاح احادیث و اجماع امت بلکہ ضروریات دین کے خلاف ہے۔

ثانی عشر خود جناب مجیب نے اپنے فتاویٰ جلد سوم صفحہ ۸۶ میں اس لزوم احترام کا صریح فرما دیا۔ ادعائے ایہام کا فیصلہ یوں دیا۔ فرماتے ہیں

سوال: عبدالنبی یا مانند آن نام نہادن درست است یا نہ؟

جواب: اگر اعتقاد این است کہ این کس کہ عبدالنبی نام دارد بندہ

نبی است عین شرک است، و اگر عبد بمعنی غلام مملوک است

آنہم خلاف واقع است۔ و اگر مجازاً عبد بمعنی مطیع

و منقاد گرفته شود مضائقہ ندارد۔ لیکن خلاف اول است۔

روی مسلم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول

صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یقولن احدکم عبدی و امتی۔

کلکم عباد اللہ کل نساء کم اماء اللہ ولكن لیقل غلامی

و جاریتی فتائی و فتائی۔ انتہی

اقوال: قطع نظر اس کے کہ یہ جواب بھی بوجہ مخدوش ہے۔ اولاً عبد و بندہ میں سوائے

اختلاف زبان کے کوئی فرق نہیں ایک دوسرے کا پورا ترجمہ ہے۔ عبد و بندہ دونوں عربی و

عجمی۔ دونوں زبانوں میں الہ و خدا، مولیٰ و آقا دونوں کے مقابل بولے جاتے ہیں تو عبد بمعنی

بندہ کو مطلقاً عین شرک کہہ دینا ایسا ہی ہے کہ کوئی کہہ دے عین سے مراد عین ہے تو غلط ہے

اور چشمہ مقصود ہو تو صحیح۔

حضرت مولوی قدس سرہ المعصومی مثنوی شریف میں حدیث شرائے بلال رضی اللہ عنہ میں

فرماتے ہیں جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نہ انہیں خرید لیا اور بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا تم نے ہمیں شریک نہ کیا۔ اس پر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔

گفت ما دو بندگان کوئے تو!

کردش آزاد ہم بر روئے تو!

لا جرم جو تفصیل عبد میں ہے وہی بندہ میں۔

ثانیاً عبد بمعنی بندہ بمعنی مملوک میں تفرقہ کہ اول شرک اور ثانی خلاف واقع ہے۔ محض بے اصل وضائع ہے مملوک بھی ملک ذاتی حقیقی و ملک عطائی مجازی دونوں کو مشتمل اور اول میں قطعاً شرک حاصل اور بندہ بھی مقابل خدا و خواجہ دونوں مستعمل اور ثانی سے یقیناً شرک زائل۔

ثالثاً آپ نے تو عبد بمعنی مملوک کو خلاف واقع یعنی کذب ٹھہرا کر اس ارادہ کو شرک سے اتار کر گناہ مانا مگر ائمہ دین و اولیائے معتمدین و علمائے مستندین قدس اللہ تعالیٰ اسراہم اجمعین اس اعتقاد کو کمال ایمان مانتے اور اس سے خالی کو حلاوت ایمان سے بے بہرہ جانتے ہیں حضرت امام اجل عارف باللہ سیدی بہل بن عبداللہ تبری رحمۃ اللہ علیہ پھر امام اجل قاضی عیاش شفا شریف پھر امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ شریف میں نقل و تذکیراً۔ پھر علامہ شہاب الدین خفاجی مصری نسیم الریاض پھر علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی شرح مواہب میں شرحاً و تفسیراً فرماتے ہیں۔

من لم یرولایة الرسول علیہ فی جمیع احوالہ ولم یرنفسہ
ملکہ لایدوق حلاوة سنتہ۔

جوہر حال میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا والی اور اپنے آپ کو حضور کا مملوک نہ
جانے وہ سنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حلاوت سے اصلاً خبردار ہوگا۔

رابعاً مولانا عبدالعزیز صاحب تحفہ اثنا عشریہ میں نقل فرماتے ہیں کہ حق سبحانہ و تعالیٰ زبور
شریف میں فرماتا ہے۔

یا احمد فاضت الرحمة علی شفیتک من اجل ذلك ابارک
علیک فتقلد السیف فان بهاتک و حمدک الغالب (الی قوله
الامم یخیرون تحتک کتاب حق جاء اللہ بہ من الیمن
والتقدیس من جبل فاران او امتلات الارض من
تحمید احمد و تقدیسہ و ملک الارض و رقاب الامم۔

اے احمد تیرے لبوں پر رحمت نے جوش مارا میں اس لئے تجھے برکت دیتا

ہوں تو اپنی تلوار جمائل کر کہ تیری چمک اور تیری تعریف ہی غالب ہے۔
 سب امتیں تیرے قدموں میں گریں گی۔ سچی کتاب اللہ لایا برکت و پاکی
 کے ساتھ مکہ کے پہاڑ سے۔ بھرگئی زمین احمد کی حمد اور اس کی پاکی بولنے
 سے۔ احمد مالک ہو اساری زمین اور تمام امتوں کی گردنوں کا (ﷺ)
 کیا زبور پاک کے ارشاد کو بھی معاذ اللہ خلاف واقع کہا جائے گا۔

حاضر امام احمد مسند میں بطریق ابی معشر البراء شی صدقہ بن طیسلة ثنی معن بن ثعلبة
 المازنی والحق بعد ثنی الاعشى المازنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عبد اللہ بن
 احمد زوائد السند میں بطریق عوف بن کہمس بن الحسن عن صدقہ بن طیسلة
 الخ اور امام جعفر طحاوی شرح معانی الآثار میں بطریق ابی معشر المذکور نحو روایة
 احمد سند او متنا ابن خيثمة ابن شاذان بهذا الطريق وبغيره اور بغوی وابن السکن وابن
 ابی عامر بطریق الجنید بن امین بن ذروة بن نضلة ابن طریف بن بهصل
 الحر مامازی عن ابيه عن جده نعمة حضرت اشي رضی اللہ عنہ سے راوی کہ خدمت اقدس
 حضور پر سید عالم ﷺ میں اپنے بعض اقارب کی ایک فریاد لے کر حاضر ہوئے اور اپنی
 منظوم عرضی مسامح قدسیہ پر عرض کی جس کی ابتداء اس مصرع سے تھی۔ یا مالک الناس
 دیان العرب۔

اے تمام آدمیوں کے مالک اور اے عرب کے جزا اور سزا دینے والے۔

حضور اقدس ﷺ نے ان کی فریاد سن کر رفع شکایت فرمادی۔

نبی ﷺ کو ایک شخص کا مالک کہنا آپ کے گمان میں معاذ اللہ کذب تھا تمام

آدمیوں کا مالک بتانا۔ یا مالک الناس کہہ کر حضور کو ندا کرنا عیاذ اللہ سنکھوں مہا سنکھوں
 کذب کا مجموعہ ہوگا۔ حالانکہ یہ حدیث جلیل شہادت دے رہی ہے کہ صحابی نے حضور کو مالک
 تمام بشر کہا اور حضور اقدس ﷺ نے مقبول و مقرر رکھا۔

سادسا بات یہ ہے کہ آپ کے خیال شریف میں مالک و مملوک کے یہی معنی تھے کہ زید عمر و کو

تاپنے کے کچھ ٹکڑوں یا چاندی کے چند ٹکڑوں پر خریدے۔ جیسی تو محمد رسول اللہ ﷺ کی مالکیت کو خلاف واقع فرما دیا۔ حالانکہ یہ مالکیت سخت پوچ لپچر محض بے وقعت بے قدر ہے کہ جان درکنار گوشت پوست پر بھی پوری نہیں۔ سچی کامل مالکیت وہ ہے کہ جان و جسم سب کو محیط اور جن و بشر سب کو شامل ہے۔ یعنی اولی بالتصرت ہونا کہ اس کہ حضور کسی کو اپنی جان کا بھی اصلاً اختیار نہ ہو۔ یہ مالکیت حقہ صادقہ محیط شاطہ تامہ کاملہ حضور پر نور مالک الناس ﷺ کو بخلاف کبرائے حضرت کبریا غزو علا تمام جہان پر حاصل ہے۔ قال اللہ تعالیٰ۔

النبي اولی بالمومنین من انفسهم

نبی زیادہ مالک و مختار ہے تمام اہل ایمان کا خود ان کی جانوں سے۔

وقال الله تعالى

ما كان لمومن ولا مومنة اذا قضى الله ورسوله امرا ان يكون لهم الخيرة من امرهم ومن بعض الله ورسوله فقد ضل ضللاً

لامبينا

نہیں پہنچتا کسی مسلمان مرد نہ کسی مسلمان عورت کو جب حکم کر دیں اللہ و رسول کسی بات کا کہ انہیں کچھ اختیار رہے اپنی جانوں کا اور جو حکم نہ مانے اللہ و رسول کا تو وہ صریح گمراہ ہوا۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

انا اولی بالمومنین من انفسهم، رواه احمد و البخاری و مسلم

والنسائی و ابن ماجہ عن ابی ہریرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اگر یہ معنی مالکیت جناب مجیب کے خیال میں ہوتے تو محمد ﷺ کی مالکیت کو خلاف واقع نہ جانتے اور خود اپنی جان اور سارے جہان کو محمد رسول اللہ ﷺ کی ملک مانتے۔ اور اس سے زائد مرتبہ حق حقائق ہے۔ جس کے سننے کو گوش شنوا سمجھنے کو دل بینا درکار

ہے۔

وماوتیتم من العلم الا قليلا ۝

وفوق كل ذي علم عليم ۝

ولا يلقها الا الذين صبروا ولا يلقها الا ذو حظ عظيم ۝

سابقاً حدیث صحیح مسلم محض بے محل مذکور ہوئی۔ حدیث میں تعلیم تو واضح نفی تکبر اور آقاؤں کو ارشاد ہے کہ اپنے غلاموں کو عبید نہ کہو۔ نہ یہ کہ غلام بھی اپنے کو مولیٰ کا عبد یا دوسرے ان کو ان کے عبید نہ کہیں۔ یہ ہے قرآن کہ ہمارے غلاموں کو ہمارا عبد فرما رہا ہے۔ آیت عنقریب گزری۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

ليس على المسلم في عبده ولا فرسه صدقة (رواه احمد)

مسلمان پر اپنے عبد اور اپنے گھوڑے میں زکوٰۃ نہیں۔

والسنة عن ابى هريرة رضى الله تعالى عنه

فقه كماوره عامه وائمه صدر اول سے آج تک مسترہ ہے۔

اعتق عبد دبر عبده۔

خود مولوی مجیب صاحب اپنے رسالہ نفع المفتی مسائل متعلقہ جمعہ میں فرماتے ہیں۔

ان اذن المولى عبده له ايتخير۔ وہیں ہے وللمولى منع عبده۔

عجب ہے کہ زید و عمر و بلکہ کسی کافر و مشرک کے غلام کو اس کا عبد کہنے پر حدیث وارد

نہ ہو اور محمد رسول اللہ کے غلاموں کو ان کا عبد کہنے پر معترض ہو۔

اور سنئے تو سہی! امام ابو حنیفہ اسحاق بن بشیر فتوح الشام اور حسن بن بشران اپنے

فوائد میں ابن شہاب زہری وغیرہ ائمہ تابعین سے راوی کہ امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ

نے اپنے ایک خطبہ میں برسر منبر فرمایا۔

قد كنت منع رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فكنت

عبده وخادمه۔

میں حضور پر نور سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں تھا تو میں حضور کا عبد حضور کا

بندہ حضور کا خدمتی تھا۔

نیز ابن بشیر ان امالی اور ابو حمد و ہقان جزء حدیثی اور ابن عساکر تاریخ دمشق اور لاکائی کتاب السنۃ میں افضل التابعین سیدنا سعید بن المسیب بن حزن رضی اللہ عنہم سے راوی جب امیر المومنین رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے۔ منبر اطہر حضور سید عالم ﷺ پر کھڑے ہو کر خطبہ فرمایا حمد و درود کے بعد کہا۔

ایہا الناس، انی قد علمت انکم کنتم تو نسون منی شدة
وغلظة ذلك انی کنت مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کنت عبده و خادمہ۔

لوگو! میں جانتا ہوں کہ تم مجھ میں سختی و درشتی پاتے تھے اور اس کا سبب یہ
ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا اور میں حضور کا عبد حضور کا بندہ
اور حضور کا خدمت گار تھا۔ (الحدیث)

اب تو ظاہر ہوا کہ حدیث مسلم کو اس محل سے اصلاً تعلق نہیں۔ ذرا وہابی صاحب بھی
انتاسن رکھیں کہ یہ حدیث نفیس جس میں امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اپنے آپ کو
عبدالنبی، عبدالرسول، عبدالمصطفیٰ کہہ رہے ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مجمع عام زیر منبر
حاضر ہے۔ سب سنتے اور قبول کر رہے ہیں۔

جناب ولی اللہ شاہ صاحب دہلوی نے بھی از التہ الخفا میں بحوالہ ابو حذیفہ و کتاب
مستطاب الریاض النضرہ فی مناقب العشرہ میں استناداً ذکر کی اور مقرر رکھی۔ امیر المومنین کو
جس طرح بجزم ترویج تراویح معاذ اللہ گمراہ بدعتی لکھ دیا یہاں عیاذ باللہ مشرک کہہ دیجئے۔
اور آپ کے اصول مذہب نامہ مذہب پر ضرور کہنا پڑے گا۔ مگر صاحبو ذرا سوچ سمجھ کر شاہ ولی
اللہ کا دامن بھی اسی پتھر کے تلے دبا ہے۔

یوں نظر دوڑے نہ برچھی تان کر

اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر!

ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم۔

خیر! بات دور پہنچی۔ لفظ عبد و بندہ کی تحقیق نام و تفصیل احکام فقیر کی کتاب مجیر معظم شرح اکسیر اعظم میں ملاحظہ ہو۔ یہاں یہ گزارش کرنی ہے کہ مولوی مجیب صاحب کے اس فتویٰ نے اس ادعائے ایہام کا کام تمام کر دیا۔

عبدالنبی میں جناب کے نزدیک تین احتمال تھے۔ ایک شرک ایک کذب ایک صحیح۔ تو ناجائز احتمال جائز سے دو نے تھے۔ بایں ہمہ اس کا حکم صرف خلاف اولیٰ فرمایا جو ممانعت و کراہت تحریمی درکنار کراہت تنزیہی کو بھی مستلزم نہیں۔ ہر مستحب کا ترک خلاف اولیٰ ہے مگر مطلقاً مکروہ تنزیہی نہیں۔ رد المحتار بحر الرائق میں ہے۔

لا يلزم من ترك المستحب ثبوت الكراهة ذلابلها من

دلیل خاص۔

اسی میں تحریر الاصول سے ہے

خلاف اولیٰ مالیس فیہ صیغۃ نہی کتروک صلوة الضحیٰ

بخلاف المکروہ تنزیہا۔

تو ہدایت علی جس میں چار احتمالوں سے صرف ایک باطل ہے۔ یعنی جائز احتمالات نا جائز سے تنگنے ہیں۔ یہ کس طرح خلاف اولیٰ درکنار مکروہ تنزیہی سے بھی گزر کر لازم الاحتراز ہو گیا؟ اربعہ کے حساب سے تو اسے خلاف اولیٰ کا نصف بھی نہ ہونا چاہئے تھا۔ بلکہ $\frac{3}{8}$ یعنی مباح مساوی الطرفین سے اگر سیر بھر دوری پر خلاف اولیٰ کہا جائے تو ہدایت علی میں صرف ڈیڑھ پاؤ ہوگی۔ اس لئے کہ $\frac{2}{3} : \frac{1}{3} = 2 : 1$ مجہول۔ پس $\frac{2}{3} = \frac{4}{6} = \frac{3}{8}$

خیر! یہ حساب تو ایک تطیب قلوب ناظرین تھا۔ حق یہ ہے کہ ہدایت علی میں اصلاً کوئی وجہ کراہت تنزیہی کی بھی نہیں لزوم احتراز تو بڑی چیز ہے۔ اور فی الواقع ہر ادنیٰ عقل والا بھی سمجھ سکتا ہے کہ عبدالنبی سے ہدایت علی کو نسبت ہی کیا ہے۔ جب وہ صرف خلاف اولیٰ ہے تو اس خلاف اولیٰ کہنا بھی محض بے جا ہے۔ کلام یہاں کثیر ہے اور جس قدر مذکور ہوا

طالب حق کے لیے کافی۔ واللہ یقول الحق وهو یهدی السبیل۔ واللہ سبحانہ
وتعالیٰ اعلم۔

کتبہ

عبدالمنذوب احمد رضا
عفی عنہ محمد بن المصطفیٰ ﷺ

مسئلہ نمبر ۲۲: ۶ محرم الحرام ۱۳۲۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرح متن اس مسئلہ میں کہ موسم سرما میں
زوال کس وقت ہوتا ہے اور موسم سرما میں کس وقت؟ اگر موسم سرما زوال بحساب قمری بارہ
بجے سے بیشتر ہوتا ہے تو بارہ بجے سے پہلے جو شخص نماز ظہر پڑھے گا اس کی نماز ہوگی یا نہیں؟
جواب مدلل ارقام فرمائیے۔ بینواتوجروا

الجواب: دھوپ گھڑی سے تو ایسا ہی ہے کہ زوال ہمیشہ ٹھیک بارہ بجے ہوتا ہے۔ نہ کبھی بیشتر
ہوتا ہے نہ بعد۔ مگر گھڑیوں کے اعتبار سے وقت بلدی صرف چار دن ۱۶ اپریل، ۱۵ جون، یکم
ستمبر، ۲۵ دسمبر کے سوا کسی دن ٹھیک بارہ بجے زوال نہیں ہوتا۔ گھڑیوں کی چال روزانہ ایک سی
ہوتی ہے اور آفتاب کی چال کبھی ایک سی نہیں۔ اوج ۳ جولائی سے حقیض ۳ جنوری تک تیز
ہوتی ہے کہ ہر روز پہلے دن سے زیادہ قوس قطع کرتا ہے اور روزانہ زیادت بھی یکساں
نہیں بلکہ آئندہ زیادت پہلی زیدت سے زیادہ ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ حقیض پر اگر غایت
سرعت پر پہنچتا ہے۔ پھر حقیض ۳ جنوری سے اوج ۳ جولائی تک چال ست ہوتی ہے کہ ہر
روز پہلے دن سے کم قوس قطع کرتا ہے اور روزانہ کمی بھی ایک سی نہیں بلکہ ہر آئندہ کمی پہلی کمی
سے کم ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ اوج پر پہنچ کر نہایت درنگ ہو جاتا ہے پھر وہی درہ آغاز پاتا
ہے اور اس سبب سے کہ ہندوستان میں عام طور پر ریلوے وقت رائج ہے یہ چاروں بھی
برابری کے باقی نہ رہے۔ بلکہ بلا شرقیہ میں بقدر تفاوت طولین ۱۲ سیکنڈ ۱۲ منٹ ہے تعامی
تعذیلات زائد ہو جائیں گی۔ تو اب چار دن برابری کی جن میں دونوں وقتوں سے زوال

ٹھیک ۱۲ بجے تھا ۱۲ سیکنڈ ۱۲ منٹ پر ہوگا۔ علی ہذا القیاس۔

تعمیم نفع کے لئے ایک جدول نصف النہار حقیقی و شروع وقت ظہر بریلی بخذف سیکنڈ کہ ایک زمانہ کے لیے کارآمد ہو ریلوے وقت سے دیا جاتا ہے کہ اس وقت وہی رائج ہے ان وقتوں سے اگر ۱۲ منٹ کم کر دیں تو اصلی وقت بریلی کا ہوگا۔

جدول نصف النہار حقیقی و شروع وقت ظہر بریلی

تاریخ	وقت	تاریخ	وقت	تاریخ	وقت	تاریخ	وقت	تاریخ	وقت	تاریخ	وقت
شمسی	منٹ	شمسی	منٹ	شمسی	منٹ	شمسی	منٹ	شمسی	منٹ	شمسی	منٹ
۱ جنوری	۱۵:۱۲	۷ مارچ	۲۳:۱۲	۱۹ اپریل	۹:۱۲	۱۶ اگست	۱۶:۱۲	۲۷ ستمبر	۳:۱۲	۶ ستمبر	۳:۱۲
۲	۱۶:۱۲	۱۱	۲۳:۱۲	۸ اگست	۸:۱۲	۲۱	۱۵:۱۲	۳۰	۲:۱۲	۹	۴:۱۲
۳	۱۷:۱۲	۱۵	۲۱:۱۲	۲۲	۹:۱۲	۲۵	۱۴:۱۲	۱۳ اکتوبر	۱:۱۲	۱۱	۵:۱۲
۶	۱۸:۱۲	۱۹	۲۰:۱۲	۲ جون	۱۰:۱۲	۱۸	۱۳:۱۲	۷	۰:۱۲	۱۳	۶:۱۲
۹	۱۹:۱۲	۲۲	۱۹:۱۲	۸	۱۱:۱۲	یکم ستمبر	۱۳:۱۲	۱۰	۵۹:۱۱	۱۵	۷:۱۲
۱۱	۲۰:۱۲	۲۵	۱۸:۳۲	۱۴	۱۲:۱۲	۲	۱۲:۱۲	۱۲	۵۸:۱۱	۱۷	۸:۱۲
۱۳	۲۱:۱۲	۲۹	۱۷:۱۲	۱۵	۱۳:۱۲	۴	۱۱:۱۲	۱۸	۵۷:۱۱	۱۹	۹:۱۲
۱۶	۲۲:۱۲	۱ اپریل	۱۶:۱۲	۱۸	۱۳:۱۲	۷	۱۰:۱۲	۲۲	۵۶:۱۱	۲۱	۱۰:۱۲
۱۹	۲۳:۱۲	۴	۱۵:۱۲	۲۳	۱۴:۱۲	۱۰	۹:۱۲	۱۵ نومبر	۵۷:۱۱	۲۳	۱۱:۱۲
۲۳	۲۴:۱۲	۸	۱۴:۱۲	۲۷	۱۵:۱۲	۱۲	۸:۱۲	۱۲	۵۸:۱۱	۲۵	۱۲:۱۲
۲۷	۲۵:۱۲	۱۱	۱۳:۱۲	۲ جولائی	۱۶:۱۲	۱۶	۷:۱۲	۲۵	۵۹:۱۱	۲۶	۱۳:۱۲
۳۰	۲۶:۱۲	۱۵	۱۳:۱۲	۸	۱۷:۱۲	۱۹	۶:۱۲	۲۷	۰:۱۲	۲۷	۱۳:۱۲
۳	۲۷:۱۲	۱۶	۱۱:۱۲	۱۵	۱۸:۱۲	۲۱	۵:۱۲	یکم دسمبر	۱:۱۲	۲۹	۱۴:۱۲
۳ مارچ	۲۸:۱۲	۲۲	۱۰:۱۲	۱۹ اگست	۱۷:۱۲	۲۳	۴:۱۲	۳	۲:۱۲	۳۱	۱۵:۱۲

راپور و دیگر بلاد کے لیے بھی یہ نقشہ بہ حسب زیادتی یا کمی وقت بریلی موافق نقشہ جات رمضان المبارک معدل کر لینے سے ایک زمانہ کے لیے ابتدائی وقت ظہر معلوم کرنے کا ایک اعلیٰ درجہ کا آلہ ہوگا۔ نماز ظہر میں گھڑیوں کے ۱۲ بجے کا کچھ اعتبار نہیں اگر نصف النہار

کے بعد نماز پڑھی ہوگی اور قبل پڑھنے سے نماز نہ ہوگی۔ ۲۸ نومبر کو بریلی میں ریلوے ٹائم سے ٹھیک ۱۲ بجے نصف النہار ہے۔ پھر بعد کو ہوا کرے گا یہاں تک کہ یکم فروری کو ۱۲ ات ۲۶ منٹ پر ہو کر گھٹنا شروع ہوگا حتیٰ کہ ۸ مئی کو ۱۲ ات ۸ منٹ پر ہوگا۔ پھر بڑھنا شروع ہوگا یہاں تک ۱۵ جولائی کو ۱۲ ات ۱۸ پر ہوگا۔ پھر گھٹتے گھٹتے لے اکتوبر کو ٹھیک ۱۲ بجے ہو کر گھٹتا یہاں تک ۱۲ بجے سے پہلے وقت ہو جائے گا۔ یہاں تک ۱۲۲ اکتوبر ۱۲۲ اکتوبر کو مستہائے نقصان ۱۱ ات ۵۶ منٹ پر آ کر بڑھنا شروع ہوگا اور ۲۸ نومبر کو پھر ٹھیک ۱۲ بجے زوال ہوگا۔ تو ۱ اکتوبر سے ۲۸ نومبر تک جس شخص نے ٹھیک ۱۲ بجے یا کچھ پہلے مگر نصف النہار کے بعد نماز پڑھ لی نماز ہوگی۔ ہاں جس نے وقت سے پہلے پڑھی اس کی نہ ہوئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ

عبدالمذنب احمد رضا

عفی عنہ محمد بن المصطفیٰ ﷺ

مسئلہ نمبر ۲۳: ۱۱ جمادی الاول ۱۳۳۳ھ

کیا فرماتے ہیں مہملائے دین اس مسئلہ میں کہ ایمان کی تعریف کیا ہے اور ایمان

کامل کیسے ہوتا ہے؟ بینوا تو جروا۔

الجواب: محمد رسول اللہ ﷺ کو ہر بات میں سچا جاننا حضور ﷺ کی حقانیت کو صدق

دل سے ماننا ایمان ہے، جو اس کا مقرر ہے اسے مسلمان جانیں گے کہ جب ان کے کسی قول یا

فعل یا حال اللہ کا انکار یا تکذیب یا توہین نہ پائی جائے اور جس کے دل میں اللہ و رسول جل

وعلا ﷺ کا علاقہ تمام علاقوں پر غالب ہو، اللہ و رسول کے محبوبوں سے محبت رکھے۔ اگرچہ

اپنے دشمن ہوں اور اللہ کے لیے دے۔ جو کچھ روکے اللہ کے روکے۔ اس کا ایمان کامل

ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے من احب لله وبعض لله واعطى لله ومنع لله

فقد استكمل الايمان، واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ

عبدالمذنب احمد رضا

مسئلہ نمبر ۲۲: جمادی الاول ۱۳۲۷ھ

علمائے اہلسنت وجماعت کی خدمت میں گزارش ہے کہ آج کل اکثر سنی فرقہ باطلہ کی صحبت میں رہ کر چند مسائل سے بد عقیدہ ہو گئے ہیں اگرچہ حضور کی تصانیف کثیرہ میں ہر قسم کے مسائل موجود ہیں۔ لیکن احقر کی نگاہ سے یہ مسئلہ نہیں گزرا اس واسطے اس کی زیادہ ضرورت ہوئی کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی نسبت زید کہتا ہے کہ وہ لالچی شخص تھے۔ یعنی انہوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور آل رسول ﷺ یعنی امام حسن رضی اللہ عنہ سے لڑکر ان کی خلافت لے لی اور ہزار ہا صحابہ کو شہید کیا۔

بکر کہتا ہے کہ میں ان کو خطا پر جانتا ہوں کہ ان کو امیر نہ کہنا چاہیے۔

عمرو کا یہ قول ہے کہ وہ اجلہ صحابہ میں سے ہیں ان کی توہین کرنا گمراہی ہے۔

ایک اور شخص جو اپنے آپ کو سنی ائمہ ہب کہتا ہے اور کچھ علم بھی رکھتا ہے۔ (حق یہ

ہے کہ وہ زاجاہل ہے) وہ کہتا ہے کہ سب صحابہ اور خصوصاً حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر

فاروق اعظم رضی اللہ عنہما و حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ (نعوذ باللہ منہا) لالچی تھے کیونکہ رسول اکرم ﷺ کی نعش مبارک رکھی ہوئی تھی اور وہ اپنے خلیفہ ہونے کی فکر میں لگے ہوئے تھے۔

ان چاروں شخصوں کی نسبت کیا حکم ہے؟ اور ان کو سنت جماعت کہہ سکتے ہیں یا

نہیں؟ اور حضور کا اس مسئلہ میں کیا مذہب ہے؟ جواب مدلل عام فہم ارقام فرمائیے۔

الجواب: اللہ عزوجل نے سورۃ حدید میں صحابہ سید المرسلین ﷺ کی دو قسمیں فرمائیں

ایک وہ کہ قبل فتح مکہ مشرف باسلام ہوئے اور راہ خدا میں مال خرچ کیا دوسرے وہ کہ بعد۔

پھر فرمایا دیا۔ وکلا وعد اللہ الحسنی دونوں فریق سے اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا وعدہ

فرمایا۔ اور جن سے بھلائی کا وعدہ کیا ان کو فرماتا ہے۔

اولئك عنہا بعدون ۵ لایسمعون حسیہا وہم فی ما

اشتہت انفسہم خلدون ۵ لایحزنہم الفزع الاکبر وتلقہم

الملئكة هذا يومكم الذي كنتم توعدون ۝

وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں اس کی بھٹک تک نہ سنیں گے اور وہ لوگ اپنی جی چاہی چیزوں میں ہمیشہ رہیں گے۔ قیامت کی وہ سب سے بڑی گھڑی انہیں غمگین نہ کرے گی فرشتے ان کا استقبال کریں گے یہ کہتے ہوئے کہ یہ ہے تمہارا دن جس کا تم سے وعدہ تھا۔

رسول اللہ ﷺ کے ہر صحابی کی یہ شان اللہ عزوجل بتاتا ہے تو جو کسی صحابی پر طعنہ کرے اللہ واحد قہار کو جھٹلاتا ہے۔ اور ان کے بعض معاملات جن میں اکثر حکایات الہی کا ذبہ ہیں ارشاد الہی کے مقابل پیش کرنا اہل اسلام کا کام نہیں۔ رب عزوجل نے اسی آیت میں اس کا منہ بھی بند فرمادیا کہ دونوں فریق صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھلائی کا وعدہ کر کے ساتھ ہی ارشاد فرمایا واللہ بما تعلمون خبیر ”اور اللہ کو خوب خبر ہے جو کچھ تم کرو گے“۔ بایں ہمہ میں تم سب سے بھلائی کا وعدہ فرما چکا۔ اس کے بعد جو کوئی بکے اپنا سر کھائے خود جہنم میں جائے۔ علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض شرح شفاء امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں۔

ومن یكون یطعن فی معاویة فذاک من کلاب الهاویة

”جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرے وہ جہنمی کتوں سے ایک کتا ہے“

ان چار شخصوں میں عمرو کا قول سچا ہے زید و بکر جھوٹے ہیں اور چوتھا شخص سب سے بدتر خبیث رافضی تہرائی ہے۔ امام کا مقرر کرنا ہر مہم سے زیادہ مہم ہے۔ تمام انتظام دین و دنیا اسی سے متعلق ہے اور حضور اقدس ﷺ کا جنازہ انوار اگر قیامت تک رکھا رہتا اصلاً کوئی خلل متحمل نہ تھا۔ انبیاء علیہم السلام کے اجسام طاہر بگڑے نہیں۔ سیدنا حضرت سلیمان علیہ السلام بعد انتقال ایک سال کھڑے رہے سال بھر بعد دفن ہوئے۔ جنازہ مبارکہ حجرہ ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ عنہا میں تھا جہاں اب مزار انور ہے اس سے باہر لے جانا نہ تھا۔ چھوٹا سا حجرہ اور تمام صحابہ کو اس نماز اقدس سے مشرف ہونا ایک ایک جماعت آتی اور پڑھتی اور باہر جاتی۔ دوسری آتی یوں یہ سلسلہ تیسرے دن ختم ہوا۔ اگر تین برس میں ختم ہوتا تو جنازہ اقدس تین

برس یوں ہی رہنا تھا کہ اس وجہ سے تاخیر دفن اقدس ضروری تھا۔ ابلیس کے نزدیک یہ اگر لالچ کے سبب تھا تو سب سے سخت تر الزام امیر المؤمنین مولیٰ علی پر ہے یہ لالچی نہ تھے۔ اور کفن و دفن کا کام گھر والوں سے ہی متعلق ہوتا ہے۔ یہ کیوں تین دن ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہے۔ انہوں نے رسول کا یہ کام کیا ہوتا۔ کچھلی خدمت بجالائے ہوتے تو معلوم ہوا کہ اعتراض ملعون ہے اور جنازہ انور کا جلد دفن نہ کرنا ہی مصلحت دینی تھا جس پر علی مرتضیٰ اور سب صحابہ نے اجماع کیا مگر۔

بشم بد اندیش کہ بر کندہ باد

عیب نماید بہ نگاہش ہنر!

یہ خبیث خذلہم اللہ تعالیٰ صحابہ کرام کو ایذا ایذا نہیں دیتے بلکہ اللہ اور رسول کو ایذا دیتے

ہیں۔ حدیث میں ہے۔

من اذا هم فقد اذانی ومن فقد اذی اللہ ومن اذی اللہ فیوشک
اللہ ان یاخذہ۔

جس نے میرے صحابہ کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس

نے اللہ کو ایذا دی اور جس نے اللہ کو ایذا دی تو قریب ہے کہ اللہ اسے گرفتار کرے۔ والعیاذ
اللہ تعالیٰ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ

عبدالمذنب احمد رضا
عفی عنہ محمد بن المصطفیٰ ﷺ

مسئلہ نمبر ۲۵: جمادی الاول ۱۳۳۷ھ

کیا حکم ہے اہل شریعت کا اس مسئلہ میں کہ زید کچھ روپیہ دہقانوں کو فصل سے پہلے
اس شرط پر تقسیم کر دیتا ہے کہ جس وقت روپیہ دیا اس وقت گندم خواہ کوئی غلہ امار کا تھا اور اس
نے ۴ مارنی روپیہ نرخ ٹھہرا کر روپے دے دیا۔ اب فصل پر خواہ کوئی نرخ کم و بیش ۱۲ مار سے

فروخت ہو لیکن وہ فی روپیہ ۱۲ مار کے حساب غلہ لے لے گا۔ مگر کہتا ہے کہ تو نے سود لیا۔ کیونکہ نرخ سے زیادہ ٹھہرا لیا۔

الجواب: یہ صورت بیع سلم کی ہے اگر اس کے سب شرائط پائے گئے تو بلاشبہ جائز ہے اور کسی طرح سود نہیں اگرچہ دس سیر کی جگہ دس من قرار دے۔ ہاں اگر جبر ہے تو حرام ہے اگر دس سیر کی جگہ سیر ہی بھر لے۔ لقولہ تعالیٰ الا ان تکون تجارة عن تراض منکم اور اگر بیع رضا مدی سے ہوئی مگر شرط رہ گئی۔ مثلاً غلہ کی جنس یا نوع یا صفت یا وزن کی تعیین نہ ہوئی یا وہ چیز ٹھہری جو اس وقت سے وقت وعدہ تک ہر وقت بازار میں موجود نہ رہے گی۔ یا معیار مجہول رکھی یا اسی جلسہ میں روپیہ تمام و کمال ادا نہ کر دیا تو ضرور حرام و سود ہے اگرچہ نرخ بازار سے کچھ زیادہ نہ ٹھہرا۔ اور اگر خریدم و فروختم کا مضمون درمیان نہ آیا۔ مثلاً اس نے کہا دوں گا۔ تو یہ نہ خود سود نہ حرام نہ اس کے لیے کسی شرط کی حاجت نہ اسے اس پر مطالبہ پہنچے۔ اس کی خوشی پر ہے چاہے دے یا نہ دے کہ یہ سرے سے بیع ہی نہ ہوئی نہ ا وعدہ ہوا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ

عبدالمذنب احمد رضا
عفی عنہ محمد بن المصطفیٰ ﷺ

مسئلہ نمبر ۲۶: ۱۹ جمادی الآخرے ۱۳۳۳ھ

کیا حکم ہے اہل شریعت کا اس مسئلہ میں کہ زید نے بکر سے دس روپیہ اس شرط پر مانگے کہ میں فصل پر گندم ۱۵ مار کے دوں گا۔ اور خالد نے بکر سے دس روپیہ اس شرط پر مانگے کہ جو نرخ بازار فضل پر ہوگا اسی نرخ سے دس روپیہ کے گندم دوں گا۔ بکر نے کہا کہ میرے پاس اس وقت روپیہ نہیں ہے۔ تم دونوں شخص دس دس روپیہ کے گندم جو اس وقت دس سیر کا نرخ ہے لے جاؤ۔ دونوں شخص رضامندی سے گندم حسب شرائط بالالے گئے اور فروخت کے لیے دس دس روپیہ اپنے صرف میں لائے۔ اب زید کو فضل پر فی روپیہ ۱۵ من گندم حسب وعدہ اور خالد کو فی روپیہ ۱۲ مار گندم نرخ بازار دینا ہوئے۔ یہ بیع جائز ہے؟ اور اگر بکر خالد کو

حسب شرائط بالا یعنی جو فصل پر نرخ ہو گا دوں گا دیتا تو جائز ہوتا یا نہیں؟ بینوا تو جو روا۔
 الجواب: یہ صورت حرام قطعی اور خالص سود ہے۔ ڈھائی من گھیوں جو اس نے دیئے ان
 سے زیادہ لینا حرام حرام حرام۔ اور اگر روپیہ دیتا تو اس میں دو صورتیں تھیں۔ روپیہ قرض دیتا
 اور یہ شرط ٹھہرا لیتا کہ ادا کے وقت گھیوں دینا تو شرط باطل تھی زید و خالد پر صرف اتنا روپیہ ادا
 کرنا تھا اور اگر گھیوں کی خریداری کرنا اور روپیہ پیشگی دیتا تو یہ صورت بیع سلم کی تھی۔ اگر اس
 کے شرائط پائے جاتے جائز ہوتی ورنہ حرام۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ

عبدالمذنب احمد رضا
 عفی عنہ محمد بن المصطفیٰ رضی اللہ عنہ

مسئلہ نمبر ۲۷: شعبان المعظم ۱۳۳۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شہر میں بہت جگہ نماز جمعہ ہوتی ہے تو وہ
 ہر مسجد جس میں جمعہ ہوتا ہے جامع مسجد ہے اور جامع مسجد کی فضیلت رکھتی ہے یا وہی ایک
 مسجد جو متصل قلعہ کے جامع مسجد مشہور ہے؟ اور شہر میں بہت جگہ جمعہ ہونے میں کچھ ممانعت
 تو نہیں ہے؟ اور جمعہ میں کم از کم کتنے آدمی ہوں جو جمعہ ہو سکے؟ اور زیادہ ثواب شہر کی کس
 مسجد میں ہے؟

الجواب: جامع مسجد وہی ایک ہے۔ شہر میں متعدد جگہ جمعہ ہونے کی ممانعت نہیں۔ جمعہ کے
 لیے کم سے کم امام کے سوا تین آدمی ہوں۔ مگر جمعہ وعیدین کا امام ہر شخص نہیں ہو سکتا۔ وہی ہوگا
 جو سلطان اسلام ہو یا اس کا نائب یا اس کا ماذون اور ان میں کوئی نہ ہو تو بضرورت جسے عام
 نمازی امام جمعہ مقرر کر لیں۔ جمعہ کا زیادہ ثواب جامع مسجد میں ہے۔ مگر جب کہ دوسری مسجد
 کا امام اعلم و افضل ہو۔

کتبہ

عبدالمذنب احمد رضا
 عفی عنہ محمد بن المصطفیٰ رضی اللہ عنہ

مسئلہ نمبر ۲۸:۱۵ شعبان المعظم ۱۳۳۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ طلاق کی کتنی قسمیں ہیں اور ہر ایک کی تعریف کیا ہے؟ اور وہ کون کون لفظ ہیں جن سے طلاق ہو جاتی ہے؟ اور پھر اس کو اپنے نکاح میں کیسے لاسکتا ہے؟ بینواتوجروا۔

الجواب: طلاق تین قسم کی ہے۔ رجعی، بائن، مغلظہ۔ رجعی وہ جس سے عورت فی الحال نکاح سے نہیں نکلتی۔ عدت کے اندر اگر شوہر رجعت کر لے وہ بدستور اس کی زوجہ رہے گی۔ ہاں عدت گر جائے اور رجعت نہ کرے تو اس وقت نکاح سے نکلے گی پھر بھی برضائے نکاح خود نکاح کر سکتے ہیں۔

بائن وہ جس سے عورت فی الفور نکاح سے نکل جاتی ہے۔ ہاں برضائے خود نکاح کر سکتے ہیں۔ عدت کے اندر خواہ بعد۔

مغلظہ۔ وہ کہ عورت فوراً نکاح سے نکل بھی گئی اور اب کبھی ان دونوں کا نکاح نہیں ہو سکتا جب تک حلالہ نہ ہو۔ یہ تین طلاقوں سے ہوتا ہے۔ خواہ ایک ساتھ دی ہوں خواہ برسوں کے فاصلہ سے۔

رجعی دی ہوئی یا بائن۔ با بعض رجعی بعض بائن طلاق کے سینکڑوں لفظ ہیں۔ بعض سے رجعی پڑتی ہے بعض سے بائن بعض سے مغلظہ۔ رجعی و بائن کے تقریباً دو سو لفظ ہم نے اپنے فتاویٰ میں ذکر کئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ

عبدالمذنب احمد رضا
عفی عنہ محمدن المصطفیٰ رضی اللہ عنہما

مسئلہ نمبر ۲۹:۲۷ شعبان ۱۳۳۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و خلیفہ مرسلین مسائل ذکر ہیں۔
(۱) صاحب نصاب رائج الوقت کے کتنے روپیہ سے ہو سکتا ہے؟

(۲) کیا نوٹ اور روپیہ کا ایک ہی حکم ہے؟ نوٹ تو چاندی سونے سے علیحدہ کاغذ ہے۔

(۳) فیصدی زکوٰۃ کا کیا دینا ہوتا ہے؟

(۴) جس شخص کے پاس روپیہ نہ ہو اور سونے چاندی کا زیور و زمرہ پہنے کا بقدر نصاب ہو گیا اس کو اس زیور میں زکوٰۃ دینا ہوگی؟

(۵) جس روپیہ میں زکوٰۃ پہلے سال دے دی اور باقی روپیہ بدستور دوسرے سال تک رکھا رہا۔ اب دوسرے سال آنے پر کیا پھر اسی روپیہ میں سے جس میں پہلے سال زکوٰۃ دے چکا ہے دینا ہوگی؟

(۶) فطرہ کے گندم بریلی کے وزن سے فی کس کتنے ہونے چاہیں؟

(۷) جو شخص روزہ رکھے یا نہ رکھے بالغ یا نابالغ سب کا فطرہ دینا واجب ہے؟

(۸) جو شخص بوجہ ضعفی کے روزہ نہ رکھ سکے اس کو فی روزہ کتنی خوراک مسکین کو دینا ہوگی؟ وہ مسکین روزہ دار ہو یا غیر روزہ؟ بینوا تو جو روا۔

الجواب: (۱) نصاب انگریزی رائج روپوں سے چھپن روپے ہے۔

(۲) نوٹ اور روپیہ کا ایک حکم نہیں ہو سکتا۔ روپیہ چاندی ہے کہ پیدائشی ٹمن ہے اور نوٹ کاغذ ہے اصلاحی ٹمن ہے۔ تو جب تک چلے اس کا حکم پیسوں سے مثل ہے کہ وہ بھی اصطلاحی ٹمن ہے۔

(۳) زکوٰۃ ہر نصاب و خمس نصاب پر چالیسواں حصہ ہے اور مذہب صاحبین پر نہایت آسان حساب اور فقراء کے لیے نافع یہ ہے کہ فیصدی ڈھائی روپے۔

(۴) بے شک۔

(۵) دس برس کھا رہے ہر سال زکوٰۃ واجب ہوگی جب تک نصاب سے کم نہ رہ جائے۔ یہ اس لئے کہ جب پہلے سال کی زکوٰۃ دی دوسرے سال اس قدر کامیون ہے تو اتنا کم کر کے باقی پر زکوٰۃ ہوگی۔ تیسرے سال اگلے دونوں برسوں کی زکوٰۃ اس پر دین ہے تو

مجموع کم کر کے باقی پر ہوگی۔ یونہی اگلے سب برسوں کی زکوٰۃ ملا کر جو بچے اگر خود یا اس کے اور مال زکوٰۃ سے مل کر نصاب ہے تو زکوٰۃ ہوگی ورنہ نہیں۔

(۶) اٹھنی بھراؤ پر پونے دو سیر

(۷) اپنا صدقہ واجب ہے اور اپنی نابالغ اولاد کا اگر چہ ایک ہی دن کی ہو اور بالغ اولاد دنیا زوجہ صاحب نصاب ہوں تو ان کا صدقہ ان پر ہے نہ ہوں تو کسی پر نہیں۔ غرض اس سے کسی حال اس کا مطالبہ نہیں۔ ہاں ان کے اذن سے ان کی طرف سے دے دے تو احسان ہے۔

(۸) فی روزہ وہی اٹھنی بھراؤ پر پونے دو سیر گیہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ

عبدالمذنب احمد رضا
عفی عنہ محمد بن المصطفیٰ ﷺ

مسئلہ ۳۰: ۱۰ رمضان المبارک ۱۳۳۷ھ

کیا فرمان ہے اہل شریعت کا اس مسئلہ میں کہ آج کل عموماً بہت لوگ مساجد میں دنیوی باتیں کرتے بلکہ بعض بے باک تو قہقہہ آپس میں دل لگی کرتے ہیں اور مسجد کا کوئی ادب نہیں سمجھتے کہ یہ خانہ خدا ہے ان کے واسطے کیا حکم ہے؟ اور مسجد میں باتیں کرنے کی مذمت اور خاموش رہنے کی بھلائی مع حدیث شریف بیان فرمائی جائے تاکہ ایسے لوگ عبرت حاصل کریں۔

الجواب: مسجد میں دنیا کی بات نیکیوں کو ایسا کھاتی ہے جیسا آگ لکڑی کو۔ اور مسجد میں ہنستا قبر میں اندھیرے لاتا ہے۔ اس کی حدیثیں بارہا بیان ہوئیں مگر کون سنتا ہے۔ اللہ ہدایت دے واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ

عبدالمذنب احمد رضا
عفی عنہ محمد بن المصطفیٰ ﷺ

مسئلہ نمبر ۳۱: ۶ شوال ۱۳۳۷ھ

کیا قول ہے علمائے حقانی کا مسئلہ ذیل میں کہ ناجائز روپیہ یعنی سود و شراب و رشوت وغیرہ اگر نیک کام مسجد، مدرسہ، چاہ، نیاز، فاتحہ، عرس وغیرہ میں لگایا جائے تو جائز ہے یا نہیں؟ اور جو شخص اس مسجد میں نماز، مدرسہ میں علم و چاہ کا پانی اور فاتحہ عرس کا کھانا کھائے تو جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر اسی روپیہ کو خیرات کیا جائے اور امید ثواب رکھی جائے تو کیا حکم ہے؟ ایسے روپیہ کو کسی شرعی حیلہ جائز کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اور وہ حیلہ کیا ہے؟ بینواتو جروا۔

الجواب: حرام روپیہ کسی کام میں لگانا جائز نہیں، نیک کام ہوں یا اور سو اس کے کہ جس سے لیا اسے واپس دے۔ یا فقیروں پر تصدیق کر دے بغیر اسکے کوئی حیلہ اس کے پاک کرنے کا نہیں۔ اسے خیرات کر کے جیسا پاک مال و ثواب ملتا ہے اس کی امید رکھے تو سخت حرام ہے بلکہ فقہائے نے کفر لکھا ہے۔ ہاں جو شرح نے حکم دیا کہ حقدار نہ ملے تو فقیروں پر تصدق کر دے۔ اس حکم کو مانا تو اس پر ثواب کی امید کر سکتا ہے۔ مسجد مدرسہ وغیرہ میں بعینہ روپیہ نہیں لگایا جاتا بلکہ اس سے اشیاء خریدتے ہیں۔ خریداری میں اگر یہ نہ ہو کہ حرام دکھا کر کہا کہ اس کے بدلے فلاں چیز دے۔ اس نے دی اس نے قیمت میں زر حرام دیا تو جو چیز خریدیں وہ خبیث نہیں ہوتی۔ اس صورت میں فاتحہ و عرس کا کھانا جائز ہے اور اکثر یہی صورت ہوتی ہے۔ مسجد میں نماز، مدرسہ میں تحصیل علم جائز ہے۔ اور کنویں کا پانی تو ہر طرح جائز ہے اگر اس میں وہ نادر صورت پائی گئی ہو کہ خباثت آئی تو اینٹوں مسالہ میں نہ کہ زمین کے پانی میں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ

عبدالمذنب احمد رضا

عفی عنہ بحمدن المصطفیٰ ﷺ

مسئلہ نمبر ۳۲: ۱۱ شوال ۱۳۳۷ھ

کیا حکم ہے اہل شریعت کا کہ ملازمت چنگی کی جائز ہے یا نہیں؟ اور حاکم وقت کو

اس کا روپیہ تحصیل کرنا جائز ہے یا نہیں؟ یہ روپیہ رعایا سے تحصیل کرنا رعایا ہی کی آسائش کے واسطے روشنی سڑک وغیرہ کے کام میں لگا دیتے ہیں۔ اور چنگی کا محصول چرانا جائز ہے یا نہیں؟
الجواب: نیک نیت سے۔ چنگی کی نوکری تحصیل وصول کی جائز ہے۔ نص علیہ فی الدر وغیرہ من الاسفار الخ چوری یعنی دوسرے کا مال معصوم بے اس کے اذن کے اس سے چھپا کر ناحق لینا کسی کو بھی جائز نہیں۔ اور جائز نوکری میں نوکر کا خلاف قرار دانا غدر ہے۔ اور غدر مطلقاً حرام ہے۔ نیز کسی قانونی جرم کا ارتکاب کر کے اپنے آپ کو بلاذلت و بلا کیلئے پیش کرنا شرعاً بھی جرم ہے۔ کما استفید من القرآن المجید و الحدیث رہا کہ حکام وقت کو اس کا تحصیلنا شرعاً کیسا ہے؟ نہ حکام کو اس بحث ہے نہ سائل حاکم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ

عبدالمذنب احمد رضا
 عفی عنہ محمد بن المصطفیٰ رضی اللہ عنہ

مسئلہ نمبر ۳۳: ۲۲ شوال ۱۳۳۷ء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کفار کس قسم کے ہوتے ہیں اور ہر ایک کی تعریف کیا ہے؟ اور صحبت کون سے کفار کی سب سے زیادہ مضر ہے؟ واللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب: اللہ عزوجل ہر قسم کے کفر و کفار سے بچائے کافر دو قسم ہے۔ اصلی و مرتد۔ اصلی وہ جو شروع سے کافر اور کلمہ اسلام کا منکر ہے۔ یہ دو قسم ہے مجاہد و منافق۔ مجاہد وہ کہ علی الاعلان کلمہ کا منکر ہو۔ اور منافق وہ کہ بظاہر کلمہ پڑھتا اور دل میں منکر ہو۔ یہ قسم حکم آخرت میں سب سے اقسام سے بدتر ہے۔

ان المنفقین فی الدرك الاسفل من النار۔
 بے شک منافقین سب سے نیچے طبقہ دوزخ میں ہیں۔

کافر مجاہر چار قسم ہے۔

اول، دہریہ کہ خدا ہی کا منکر ہے۔

دوئم، مشرک کہ اللہ عزوجل کے سوا اور کو بھی معبود اور واجب الوجود جانتا ہے جیسے ہندو بت پرست کہ بتوں کو واجب الوجود تو نہیں مگر معبود مانتے ہیں۔ اور آریہ خود پرست کہ روح و مادہ کو معبود تو نہیں مگر قدیم و غیر مخلوق جانتے ہیں دونوں مشرک ہیں۔ اور آریوں کو موحد سمجھنا سخت باطل۔

سوئم، مجوسی آتش پرست۔

چہارم، کتابی یہود و نصاریٰ کہ دہریے نہ ہوں۔

ان میں اول تین قسم کے ذبیحہ مردار اور ان کی عورتوں سے نکاح باطل۔ اور قسم چہارم کی عورت سے نکاح ہو جائے گا اگرچہ ممنوع و گناہ ہو۔

کافر مرتد وہ کہ کلمہ گو ہو کر کفر کرے۔ اس کی بھی دو قسمیں ہیں مجاہر و منافق۔

مرتد مجاہر ہو کہ پہلے مسلمان تھا پھر علانیہ اسلام سے پھر گیا۔ کلمہ اسلام کا منکر ہو گیا چاہے دہریہ ہو جائے یا مشرک یا مجوسی کتابی کچھ بھی ہو۔

مرتد منافق وہ کہ کلمہ اسلام اب بھی پڑھتا ہے۔ اپنے آپ کو مسلمان ہی کہتا ہے اور پھر اللہ عزوجل یا رسول اللہ ﷺ یا کسی نبی کی توہین کرتا ہے یا ضروریات دین میں کسی شے کا منکر ہے۔ جیسے آج کل کے وہابی، رافضی، قادیانی، نیچری، چکڑالوی، جھوٹے صوفی کہ شریعت پہ ہنتے ہیں۔

حکم دنیا میں سب سے بدتر مرتد ہے۔ اس سے جزیہ نہیں لیا جاسکتا اس کا نکاح کسی مسلم، کافر، مرتد اس کے ہم مذہب ہوں یا مخالف مذہب، غرض انسان حیوان کسی سے نہیں ہو سکتا جس سے ہوگا محض زنا ہوگا، مرتد مرد ہو یا عورت۔

مرتدوں میں سب سے بدتر مرتد منافق ہے۔ یہی ہے وہ کہ اس کی صحبت ہزار کافر کی صحبت سے زیادہ مضر ہے کہ یہ مسلمان بن کر کفر سکھاتا ہے۔ خصوصاً وہابیہ دیوبندیہ کہ اپنے

آپ کو خاص اہلسنت وجماعت کہتے حنفی بنتے، چشتی نقشبندی بنتے، نماز روزہ ہمارا سا کرتے، ہماری کتابیں پڑھتے پڑھاتے اور اللہ ورسول کو گالیاں دیتے ہیں۔ یہ سب سے بدتر زہر قاتل ہیں۔ ہوشیار، خبردار، مسلمانو! اپنا دین وایمان بچائے ہوئے۔ فاللہ خیر حافظا وھو ارحم الراحمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ

عبدالمنذوب احمد رضا
عفی عنہ محمد بن المصطفیٰ ﷺ

مسئلہ نمبر ۳۴: ۵/ ذیقعدہ ۱۳۳۷ھ

کیا حکم ہے علمائے اہلسنت وجماعت کا اس مسئلہ میں مسجد کے اندر سوال کرنا اپنے یا غیر کے واسطے اور سائل کو دینا اس کے یا غیر کے واسطے جائز ہے یا نہیں؟
الجواب: یہ جو مسجد میں غل مچاتے رہتے ہیں، نمازیوں کی نماز میں خلل ڈالتے ہیں لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے صفوں میں پھرتے ہیں مطلقاً حرام ہے اپنے لئے مانگیں خواہ دوسرے کے لیے حدیث میں ہے۔

جنبوا مساجدکم صبیانکم ومجانینکم ورفع اصواتکم۔

مسجدوں کو بچوں اور پاگلوں اور بلند آوازوں سے بچاؤ۔

رواہ ابن ماجہ عن وائلہ بن الاسقع وعبدالرزاق عن معاذبن

جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

حدیث میں ہے:

من تخطی رقاب الناس یوم الجمعة اتخذ جسرا الی جہنم۔

جس نے جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگیں اس نے جہنم تک پہنچنے کا

اپنے لئے پل بنایا۔ (رواہ احمد الترمذی وابن ماجہ عن معاذبن انس رضی اللہ عنہما)

اور اگر یہ باتیں نہ ہوں جب بھی اپنے لئے مسجد میں بھیک مانگنا منع ہے۔ رسول

اللہ ﷻ فرماتے ہیں۔

من سمع رجلا ینشد فی المسجد ضالۃ فلیقل لا اداھا اللہ
الیک فان المساجد لم تبین لہذا۔

جو کسی کو مسجد میں اپنی گمی چیز دریافت کرتے سنے اس سے کہے اللہ تجھے وہ

چیز نہ ملائے مسجدیں اس لئے نہ بنیں۔ (رواہ احمد و مسلم و ابن ماجہ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہما)

جب اتنی بات منع ہے تو بھیک مانگنی خصوصاً اکثر بلا ضرورت بطور پیشہ کہ خود ہی حرام

ہے یہ کیونکر جائز ہو سکتی ہے۔ ولہذا ائمہ دین نے فرمایا ہے جو مسجد کے مسائل کو ایک پیشہ دے

وہ ستر پیسے راہ خدا میں اور دے کہ اس پیسہ کے گناہ کا کفارہ ہوں۔ اور دوسرے محتاج کے

لیے امداد کو کہنا کسی ڈوینی کام کے لیے چندہ کرنا جس میں نہ غل نہ شور، نہ گردن پھلانگنا، نہ

کسی کی نماز میں خلل یہ بلاشبہ جائز بلکہ سنت سے ثابت ہے۔ اور بے سوال کسی محتاج کو دینا

بہت خوب اور مولیٰ علیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے ثابت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ

عبدالمذنب احمد رضا

عفی عنہ محمد بن المصطفیٰ ﷺ

مسئلہ ۶:۳۵ / محرم الحرام ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ آج کل لوگ خیرات اس قسم کی کرتے

ہیں کہ چھتوں اور کوٹھوں پر سے روٹیاں اور ٹکڑے روٹیوں کے اور بسکٹ وغیرہ پھینکتے ہیں اور

صدہا آدمی ان کو لوٹتے ہیں۔ ایک کے اوپر ایک گرتا ہے اور بعض کے چوٹ لگ جاتی ہے

اور وہ روٹیاں زمین میں گر کر پاؤں سے روندی جاتی ہیں بلکہ بعض اوقات غلیظ نالیوں میں

بھی گرتی ہیں۔ اور رزق کی سخت بے ادبی ہوتی ہے اور یہی حال شربت کا ہے کہ اوپر سے

آبخوروں میں وہ لوٹ مچائی جاتی ہے کہ آدھا آبخورہ بھی شربت کا نہیں رہتا اور تمام شربت

گر کر زمین پر بہتا ہے۔ ایسی خیرات اور لنگر جائز ہے؟ یا بوجہ رزق کے لیے بے ادبی کے گناہ

ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب: یہ خیرات نہیں، شرور و سیئات ہے۔ نہ ارادۂ وجہ اللہ کی یہ صورت ہے بلکہ ناموری اور دکھاوے کی، اور وہ حرام ہے۔ اور رزق کی بے ادبی اور شربت کا ضائع کرنا گناہ ہیں۔
واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ

عبدالمذنب احمد رضا
عفی عنہ محمد بن المصطفیٰ ﷺ

مسئلہ ۳۶: ۲۶ / محرم الحرام ۱۳۳۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے حقانی اس مسئلہ میں کہ جس مسجد میں درخت امرود، بیلہ، گلاب وغیرہ ہو اور بوجہ تعمیر ہونے حجرہ و غسل خانہ کے ان درختوں کو کاٹا جائے۔ تو کوئی شخص ان درختوں کو کھود اپنے مکان میں لگا سکتا ہے یا نہیں؟

دوسرے یہ کہ پیال یا لٹری موسم سرما میں جو مسجدوں میں ڈالی جاتی ہے اور بعد گذر جانے موسم سرما کے اس کو نکال کو پھینک دیتے ہیں۔ تو جو شخص اس پیال یا لٹری یا چٹائی کہنہ جو قابل پھینک دینے کے ہو اس کو اپنے صرف میں مثل پانی گرم کرنے کے لاسکتا ہے یا نہیں؟
تیسرے یہ کہ منڈیریا فیصل مسجد جس پر وضو کرتے ہیں یا اذان دیتے ہیں وہ مسجد کے حکم میں ہے؟ کیا مثل مسجد کے بات وغیرہ کرنے کی وہاں بھی ممانعت ہوگی؟ بینوا توجروا۔

الجواب: ان درختوں کو مسجد کے واجبی و مناسب قیمت پر مول لے کر لگا سکتا ہے۔ پیال یا چٹائی بیکار شدہ کہ پھینک دی جائے لے کر صرف کر سکتا ہے فیصل مسجد بعض باتوں میں حکم مسجد میں ہے۔ مختلف بلا ضرورت اس پر جا سکتا ہے۔ اس پر تھوکنے یا ناک صاف کرنے یا کوئی نجاست ڈالنے کی اجازت نہیں۔ یہودہ باتیں تہقہ سے ہنسنا وہاں بھی نہ چاہئے۔ اور بعض باتوں میں حکم مسجد میں نہیں۔ اس پر اذان دیں گے، اس پر بیٹھ کر وضو کر سکتے ہیں۔ جب تک مسجد میں جگہ باقی ہو اس پر نماز فرض میں مسجد کا ثواب نہیں دنیا کی جائز قلیل بات

جس میں نہ چپقلش ہو، نہ کسی نمازی یا اذکار کی ایذا، اس میں حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ

عبدالمذنب احمد رضا
عفی عنہ محمد بن المصطفیٰ ﷺ

مسئلہ ۳۷: ۱۰ ربیع الاول شریف ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بعض لوگ بعد دفن کر دینے میت کے حافظ قرآن کو اس کی قبر پر واسطے تلاوت سوم تک یا کچھ کم و بیش بٹھاتے ہیں اور وہ حافظ اپنی اجرت لیتے ہیں۔ پس اس طرح کی اجرت دے کر قبروں پر پڑھوانا چاہئے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: تلاوت قرآن عظیم پر اجرت لینا حرام ہے اور حرام پر استحقاق عذاب ہے نہ کہ ثواب پہنچے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ حافظ کو اتنے دنوں کے لیے معین داموں پر کام کاج کے لیے نوکر رکھ لیں۔ پھر اس سے کہیں ایک کام یہ کرو کہ اتنی دیر قبر پر پڑھ آیا کرو۔ یہ جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

عبدالمذنب احمد رضا
عفی عنہ محمد بن المصطفیٰ ﷺ

مسئلہ ۳۸: ۷ ربیع الآخر شریف ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بعض لوگ بیمار آدمی کے ساتھ کھاتے ہوئے پرہیز کرتے ہیں اور اس مریض کا کپڑا نہیں پہنتے اور کہتے ہیں بیماری ایک آدمی کی دوسرے شخص کو لگ جاتی ہے۔ آیات حدیث میں اس کی کوئی ممانعت آئی ہے یا نہیں؟
الجواب: یہ جھوٹ ہے کہ ایک کی بیماری دوسرے کو لگتی ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ لا عددی بیماری اڑ کر نہیں لگتی۔ اور فرماتے ہیں فمن اعدی الاول اس دوسرے کو تو

پہلے کی اڑ کر لگی اس پہلے کو کس کی لگی۔ جس مریض کے بدن سے نجاست نکلتی اور کپڑوں کو لگتی ہو۔ جیسے ترخارش یا معاذ اللہ جذام میں اس کا کپڑا نہ پہنا جائے۔ نہ اس خیال سے کہ بیماری لگ جائے گی نجاست سے احتیاط کے لیے۔ اور جہاں یہ نہ ہو کپڑا پہننے میں حرج نہیں۔ یونہی ساتھ کھانے میں، جب کہ ایمان قوی ہو کہ اگر معاذ اللہ بتقدیر الہی اسے مرض ہو جائے تو یہ نہ سمجھے کہ ساتھ کھانے یا اس کا کپڑا پہننے سے ہو گیا۔ ایسا نہ کرتا تو نہ ہوتا۔ اور اگر ضعیف الایمان ہے تو وہ ان مرض والوں سے بچنے جن کی نسبت متعدی ہونا عوام کے ذہن میں جما ہوا ہے جیسے جذام والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ یہ بچنا اس خیال سے نہ ہو کہ بیماری لگ جائے گی۔ کہ یہ تو مردود و باطل ہے۔ بلکہ اس خیال سے کہ عیاذ باللہ اگر بتقدیر الہی کچھ واقع ہوا تو ایمان ایسا قوی نہیں کہ شیطانی وسوسہ کی مدافعت کرے۔ اور جب مدافعت نہ ہو سکی تو فاسد عقیدہ میں مبتلا ہونا ہوگا۔ لہذا احقر از کرے ایسوں کو حدیث میں ارشاد ہوا فرعون المجدوم کما تفر من الاسد ”جدوم سے بھاگ جیسا کہ شیر سے بھاگتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

عبدالمذنب احمد رضا
عفی عنہ محمد بن المصطفیٰ ﷺ

مسئلہ ۳۹: ۲۰ / ربیع الآخر شریف ۱۳۳۸ھ

علمائے اہلسنت و جماعت کی خدمت میں گزارش ہے کہ اربعہ الآخر ۱۳۳۸ھ کو میں مسجد اسٹیشن جنکشن پر نماز ظہر پڑھنے گیا (کیونکہ اس چوکی پر میری تعیناتی تھی) مرزا صاحب امام مسجد نے بعد اذان ظہر صلوٰۃ کہی۔ ایک صاحب محمد نبی احمد ساکن سنہیل نے کہا یہ جو آپ نے صلوٰۃ کہی یہ بدعت ہے۔ بعد گفتگو کے وہ صاحب بہت تیز ہوئے اور کہا تمام شہروں میں گیا مگر یہ طریقہ جو آپ کے یہاں ہے نہیں دیکھا۔ مرزا صاحب نے کہا میں عالم نہیں ہوں جو آپ کو سمجھاؤں۔ اگر آپ اس مسئلہ کو سمجھنا چاہتے ہیں تو آپ میرے ہمراہ شہر میں چلئے۔ وہاں کے عالم آپ کا اطمینان کر دیں گے۔ اس پر وہ راضی نہ ہوئے اور بدعت بدعت کرتے

رہے اور کہا کہ کسی صحابہ رضی اللہ عنہ کے وقت میں یہ صلوٰۃ نہ تھی۔

میں نے اس شخص سے کہا کہ اکثر شہروں میں مثل رامپور وغیرہ کے بعد نماز صلوٰۃ ہوتی ہیں اور ہمارے سردار رسول نبی معظم ﷺ پر درود و سلام بھیجنے کو آپ بدعت کہتے ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے وقت میں یہ مدرسہ و سرائے وغیرہ نہیں تھی ان کو بھی آپ بدعت کہتے ہیں؟ تو جواب دیا کہ یہ بدعت مباح ہے میں نے کہا صلوٰۃ بدعت حسنہ ہے۔ جس کا ثواب ہم اہلسنت ہی کی قسمت میں اللہ عزوجل نے لکھ دیا ہے اور منکر اس ثواب سے محروم ہیں۔

اب گزارش یہ ہے کہ صلوٰۃ کب سے جاری ہے؟ اور اس کی قدرے تفصیل مع دلائل اور ایسا شخص جو ہمارے سردار معظم ﷺ پر درود و سلام بھیجنے کو بدعت کہے گراہی ہے یا کیا؟

الجواب: آپ نے ٹھیک جواب دیا اور جس امر کا اللہ عزوجل قرآن عظیم میں مطلق حکم دیتا ہو اور خود اپنے ملائکہ کا فعل بتاتا ہو اسے بدعت کہہ کر منع کرنا نہیں وہابیوں کا کام ہے۔ اور وہابیہ گمراہ نہ ہوں گے تو ابلیس بھی گمراہ نہ ہوگا کہ اس کی گمراہی ان سے ہلکی ہے۔ وہ کذب کو اپنے لئے بھی پسند نہیں کرتا۔ اسی لئے اس نے الاعبادک منہم المخلصین استثنا کر دیا تھا یہ اللہ عزوجل پر جھوٹ کی تہمت رکھتے ہیں۔ قاتلہم اللہ انی یوفکون۔

صلوٰۃ بعد اذان ضرور مستحسن ہے۔ ساڑھے پانچ سو برس سے زائد ہوئے بلا داد اسلام حرمین شریفین و مصر و شام وغیرہ میں جاری ہے۔ درمختار میں ہے۔

والتسلیم بعد الاذان حدث فی ریح الاخر ط سبع مائة واحدی
وثمانین فی عشاء لیلۃ الائنین ثم یوم الجمعة ثم
بعد عشر سنین حدث فی کل الاالمغرب ثم
فیہا مرتین۔ وہو بدعة حسنة۔

قول البدیع امام سخاوی ہے۔

والصوب انه بدعة حسنة یوجرفاعلم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

عبدالمذنب احمد رضا
عفی عنہ محمد بن المصطفیٰ ﷺ

۴۰:۲۹ رزیح الآخر شریف ۱۳۳۸ھ

کیا حکم ہے اہل شریعت کا کہ تمباکو کو کھانا حرام ہے یا مکروہ؟ جو لوگ تمباکو پان کھانے کے عادی ہوتے ہیں وہ اگر تمباکو پان کھا کر تلاوت قرآن عظیم و دیگر وظائف درود شریف وغیرہ پڑھیں تو کیسا ہے؟ بینوا تو جو روا۔

الجواب: بقدر ضرورت اختلاف حواس کھانا حرام ہے۔ اور اس طرح کہ منہ میں بو آنے لگے بار کھا کے کلیوں سے خوب منہ صاف کر دیں کہ بو آنے نہ پائے تو خالص مباح ہے۔
بو کی حالت میں کوئی وظیفہ نہ چاہئے۔ منہ اچھی طرح صاف کرنے کے بعد ہو اور قرآن عظیم تو حالت بد بو میں پڑھنا اور بھی سخت ہے۔ ہاں جب بد بو نہ ہو تو درود شریف و دیگر وظائف اس حالت میں بھی پڑھ سکتے ہیں کہ منہ میں پان تمباکو ہو اگرچہ بہتر صاف کر لینا ہے۔ لیکن قرآن عظیم کی تلاوت کے وقت ضرور منہ بالکل صاف کر لیں۔ فرشتوں کو قرآن عظیم کا بہت شوق ہے اور عام ملائکہ کو تلاوت کی قدرت نہ دی گئی۔ جب مسلمان قرآن شریف پڑھتا ہے فرشتہ اس کے منہ پر منہ رکھ کر تلاوت کی لذت لیتا ہے۔ اس وقت اگر منہ میں کھانے میں کی کسی چیز کا لگاؤ ہوتا ہے فرشتہ کو ایذا ہوتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

طیبوا افواہکم بالسواک فان افواہکم طریق القرآن۔

اپنے منہ مسواک سے ستھرے کرو کہ تمہارے منہ قرآن عزیز کا راستہ ہیں۔

رواہ السنجری من الابانہ بعض الصحبتہ رضی اللہ تعالیٰ

عنہم بسند حسن۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

اذا قام احدکم یصلی من اللیل فلیستک ان احدکم اذا قرافی

صلاته وضع ملك فاه على فيه ولا يخرج من فيه شئ
الادخل فم الملك۔ (رواه البيهقي في الشعب وتمام في
فوائده والضياء في المختارة عن جابر بن عبد الله رضي
الله تعالى عنهما وهو حديث صحيح۔

جب تم میں کوئی تہجد کو اٹھے سواک کر لے کہ جو نماز میں تلاوت کرتا ہے فرشتہ
اس کے منہ پر اپنا منہ رکھتا ہے جو اس کے منہ سے نکلتا ہے فرشتہ کے منہ داخل
ہوتا ہے۔

دوسری حدیث میں ہے:

ليس شئ اشد على الملك من ريع الثمر ما قام عبد الله صلى
قط الالتقم فاه ملك ولا يخرج من فيه اية الا يدخل في فم
الملك۔

فرشتہ پر کوئی چیز کھانے کی بو سے زیادہ سخت نہیں۔ جب کبھی مسلمان نماز کو کھڑا ہوتا
ہے تو فرشتہ اس کا منہ اپنے منہ میں لے لیتا ہے جو آیت کے منہ سے نکلتی ہے فرشتہ کے منہ میں
داخل ہوتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

عبد المذنب احمد رضا
عفی عنہ محمد بن المصطفیٰ رضی اللہ عنہ

مسئلہ ۴۱: ۳ جمادی الاولیٰ شریف ۱۳۳۸ھ

علمائے اہلسنت کی خدمت میں گزارش ہے مسلمان پڑوسی کا کیا حق ہے؟ اگر کافر یا
رافضی یا وہابی کسی مسلمان کے پڑوسی ہوں تو ان کا بھی وہی حق ہوگا جو مسلمان کا ہے؟ بینوا تو جروا
الجواب: مسلمان پڑوسی کے بہت حق ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

رواه البيهقي في السنن عن ام المؤمنين الصدقة رضي الله

تعالیٰ عنہما بسند صحیح۔

جبریل مجھ سے پڑوسی کے حق کی تاکیدیں بیان کرتے رہے۔ یہاں تک کہ مجھے گمان ہوا کہ اسے ترکہ کا وارث کر دیں گے۔

حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

حق الجار علی جارہ مرض عدتہ وان مات شیعتہ وان استقر ضک اقرضتہ وان اعور سترتہ وان اصابہ خیر ہناتہ وان اصابتہ مصیبة عزیزتہ ولا ترفع بناک فوق بنائہ فتسد علیہ الریح ولا تؤذیہ بریح قدرک الا ان تعزف لہ منها (رواہ الطبرانی فی الکبیر عن معویث بن حیدۃ القشیری رضی۔)

ہمسائے کا ہمسائے پر حق یہ ہے کہ (۱) بیماری پڑے تو تو اس کے پوچھنے کو جائے اور (۲) مرے تو اس کے جنازہ کو جائے اور (۳) وہ تجھ سے قرض مانگے تو اسے قرض دے (۴) اور اس کا کوئی عیب معلوم ہو جائے تو اسے چھپائے (۵) اور اسے کوئی بھلائی پہنچے تو تو اسے مبارک باد دے (۶) اور کوئی مصیبت پڑے تو اسے دلا سادے (۷) اور اپنی دیوار اس کی دیوار سے اتنی اونچی نہ کر کہ اس کے مکان کی ہوار کے (۸) اور اپنی دیگی کی خوشبو سے اسے ایذا نہ دے مگر یہ کہ اس کھانے میں سے اسے بھی حصہ دے (یعنی تو امیر ہے اور وہ غریب اور تیرے یہاں عمدہ کھانے پکتے ہیں، خوشبو سے پہنچے گی۔ وہ ان پر قادر نہیں اس سے ایذا پائے گا۔ لہذا اس میں سے اسے بھی دے کہ وہ ایذا خوشی سے مبدل ہو جائے)۔

رافضی وہابی کا کوئی حق نہیں کہ وہ مرتد ہیں۔ نہ کسی کافر غیر ذمی کا اور یہاں کے سب کافر ایسے ہی ہیں۔ ان کے بارے میں صرف اتنا ہی ہے کہ ان کے عذر و بد عہدی جائز نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ

عبدالمذنب احمد رضا
عفی عنہ محمد بن المصطفیٰ ﷺ

مسئلہ ۴۲: ۱۲ جمادی الاول شری ۱۳۳۸ھ

راہبران دین و مفتیان شرع متن کا کیا حکم ہے کہ نیاز اور فاتحہ میں کیا فرق ہے؟ اور نیاز فاتحہ دینے کا مستحب طریقہ۔ اور یہ کہ جس کی نیاز یا فاتحہ دلائی جائے اس کو ثواب کس طریقہ سے پہنچائے؟ اور سوائے اس کے اور مسلمانوں کو کس طرح کہہ کر ثواب؟ بینوا تو جو روا
الجواب: مسلمانوں کو دنیا سے جانے کے بعد جو ثواب قرآن مجید کا تنہا یا کھانے وغیرہ کے ساتھ پہنچاتے ہیں عرف میں اسے فاتحہ کہتے ہیں اس میں سورہ فاتحہ پڑھی جاتی ہے۔ اولیائے کرام کو جو ایصال ثواب کرتے ہیں اسے تعظیماً نذر و نیاز کہتے ہیں۔

سورہ فاتحہ وآیۃ الکرسی اور تین باریاسات باریا گیارہ بار سورہ اخلاص، اول آخر ۳-۳ یا زائد بار درود شریف پڑھیں۔ اس کے بعد دونوں ہاتھ اٹھا کر عرض کرے کہ الہی! میرے اس پڑھنے (اور اگر کھانا پکڑا وغیرہ بھی ہوں تو ان کا نام بھی شامل کرے اور اس پڑھنے اور ان چیزوں کے دینے پر) جو ثواب مجھے عطا ہوا سے میرے علم کے لائق نہ دے، اپنے کرم کے لائق عطا فرما اور اسے میری طرف سے فلاں ولی اللہ مثلاً حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں نذر پہنچا اور ان کے آبائے کرام اور مشائخ عظام و اولاد امجاد و مریدین و محبین اور میرے ماں باپ اور فلاں اور فلاں اور سیدنا آدم علیہ السلام سے روز قیامت تک جتنے مسلمان ہو گزرے یا موجود ہیں یا قیامت تک ہوں گے سب کو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

عبدالمذنب احمد رضا
عفی عنہ محمد بن المصطفیٰ ﷺ

مسئلہ ۴۳: ۲۴ جمادی الاولیٰ شریف ۱۳۳۸ھ

کیا حکم ہے علمائے اہلسنت کا کہ خضاب کا لگنا جائز ہے یا نہیں۔ بعض علماء جواز کا

فتویٰ دیتے ہیں۔ بینواتو جروا۔

الجواب: سرخ یا زرد خضاب اچھا ہے اور زرد بہتر اور سیاہ خضاب کو حدیث میں فرمایا کافر کا خضاب ہے۔ دوسری حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کا منہ کالا کرے گا۔ یہ حرام ہے جو از کا فتویٰ باطل و مردود ہے۔ ہمارا مفصل فتویٰ اس بارے مدت کا شائع ہو چکا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ

عبدالمذنب احمد رضا
عفی عنہ محمد بن المصطفیٰ ﷺ

مسئلہ ۴۴: ۳۰ / جمادی الاولیٰ شریف ۱۳۳۸ھ

رہبران دین و مفتیان شرع متن کیا فرماتے ہیں کہ ذبیحہ رافضی و وہابی اور قادیانی کا جائز ہے یا نہیں جب کہ بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرے؟ اور کفار اہل کتاب عیسائی یہودی کے ذبیحہ کا کیا حکم ہے جب کہ بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کریں؟ اور مسلمان عورت بھی ذبح کر سکتی ہے یا نہیں جب کہ کوئی مرد مکان میں نہ ہو؟ بینواتو جروا۔

الجواب: عورت کا ذبیحہ جائز ہے جب کہ ذبح صحیح طور پر کر سکے۔ یہودی کا ذبیحہ حلال ہے جب کہ نام الہی و عز و جلالہ لے کر ذبح کرے۔ یونہی اگر کوئی واقعی نصرانی ہونہ نیچری دہریہ جیسے آج کل کے عام نصاریٰ ہیں۔ کہ نیچری کلمہ گو مدعی اسلام کا ذبیحہ تو مردار ہے نہ کہ مدعی نصرانیت کا رافضی تہرائی، وہابی دیوبندی، وہابی غیر مقلد، قادیانی، چکڑالوی، نیچری ان سب کے ذبیحے محض نجس و مردار حرام قطعی ہیں۔ اگرچہ لاکھ بار نام الہی لیں اور کیسے ہی متقی پرہیزگار بنتے ہیں کہ یہ سب مرتدین ہیں۔ ولا ذبیحہ لمردتہاں غیر تہرائی یعنی تفضیلیہ کا ذبیحہ حلال ہے جب کہ ضروریات دین سے نہ کسی شے کا خود منکر ہونہ اس کے منکر رافضی وغیرہ کو مسلمان جانتا ہو واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ

عبدالمذنب احمد رضا

مسئلہ ۲۵: ۲۵ / جمادی الآخر ۱۳۳۸ھ

کیا حکم ہے اہل شریعت کا اس مسئلہ میں کہ ایک شخص رامپوری نے کمترین سے کہا کہ تم اعلیٰ حضرت سے دریافت کرنا کہ میں نے علماء کی زبانی سنا ہے کہ کافر کتابی سے نکاح جائز ہے اور رافضی، وہابی، تہرانی، قادیانی سے حرام بلکہ خالص زنا ہے تو کیا رافضی، وہابی، قادیانی کافر کتابی سے بدتر ہیں؟ رافضی تو خفائے کرام کو تہرا کہہ کر اور وہابی تو ہین رسالت ماب ﷺ سے اور قادیانی دعویٰ نبوت سے کافر ہوئے۔ لیکن کلمہ گو اور باقی افعال مثل نماز روزہ وغیرہ تو مسلمانوں کی طرح ہیں لیکن کافر کتابی تو سرے نہ حضور اکرم نبی معظم ﷺ کو مانتے ہیں نہ نماز روزہ اور سب ضروریات دین کے منکر ہیں۔ اگر رافضی، وہابی، قادیانی سے نکاح ناجائز ہے تو کافر کتابی سے بدرجہ اولیٰ ناجائز ہونا چاہیے۔ اور یہ بھی کہا کہ اگر مرد مسلمان ہو تو اس گمان پر رافضی، وہابی، قادیانی سے نکاح کرے کہ یہ میری محکوم رہے گی۔ میں سمجھا کہ جس طرح ہو سکے گا مسلمان کر لوں گا تو کیا حکم ہے؟

الجواب: اگر مسئلہ ۳۲ کو دیکھتے اس کا جواب واضح ہو جاتا۔ احکام دنیا میں سب سے بدتر مرتد ہے اور مرتدوں میں سب سے خبیث تر مرتد منافق۔ رافضی، وہابی، قادیانی، نیری، چکڑالوی کہ کلمہ پڑھتے، اپنے آپ کو مسلمان کہتے، نماز وغیرہ افعال اسلام بظاہر بجا لاتا ہے، بلکہ وہابی وغیرہ قرآن و حدیث کا درس دیتے لیتے اور دیوبندی کتب فقہ کے ماننے میں بھی شریک ہوئے بلکہ چشتی، نقشبندی وغیرہ بن کر پیری مرید کرتے اور علماء و مشائخ کی نقل اتارتے اور بایں ہمہ محمد رسول اللہ ﷺ ہی ہیں کرتے یا ضروریات دین سے کسی شے کا انکار رکھتے ہیں۔ ان کی اس کلمہ گوئی و ادعائے اسلام اور افعال و اقوال میں مسلمانوں کی نقل اتارنے ہی نے ان کو اجنب و اضر اور ہر کافر اصل یہودی، نصرانی، بت پرست، مجوسی سب سے بدتر کر دیا کہ یہ آکر پلٹے، دیکھ کر اٹھے، واقف ہو کر اندھے۔ قال اللہ تعالیٰ۔

ذٰلک باہم امنوا تم کفروا فطبع علی قلوبہم فہم لایفقہون ۵

یہ اس کا بدلہ ہے کہ وہ ایمان لا کر کافر ہوئے تو ان کے دلوں پر مہر کر دی گئی
تو اب ان کو اصلاً سمجھ نہ رہی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

عبدالمذنب احمد رضا
عفی عنہ محمد بن المصطفیٰ ﷺ

مسئلہ ۴۶: ۹ رجب ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے احناف اس مسئلہ میں کہ زید چند طریقہ سے صرائی کرتا ہے۔

- (۱) روپیہ کا کل نامہ چاندی کا دیتا ہے۔
- (۲) کل نامہ گلٹی کا۔
- (۳) پورے سولہ آنے پیسے
- (۴) چاندی گلٹی پیسے ملے ہوئے مگر سولہ آنے دیتا ہے۔
- (۵) ہر چہار طریقہ مذکورہ بالا میں ایک پیسہ کم۔
- (۶) اسی طریقہ سے نوٹ کا نامہ دیتا ہے یا تو ہر طریقہ میں پورا نامہ یا ہر ایک میں ایک ایک پیسہ کم۔
- (۷) اور ۱۰۰ نوٹوں کے ۹۹ روپیہ بھی فروخت کر لیتے ہیں اور خریدنے والے خوشی سے لے جاتے ہیں۔

آیا یہ سب طریقے جائز ہیں یا ناجائز؟ بینوا تو جو روا۔

الجواب: دونوں طرف نری چاندی ہو تو دو باتیں فرض ہیں۔ دونوں کانٹے کی تول ہموزن ہوں اور دونوں دست بدست اسی جلسہ میں ادا کی جائیں۔ بائع مشتری کو دے دے مشتری بائع کو۔ ان میں سے جو بات کم ہو گئی حرام ہے۔ اور اگر ایک طرف روپیہ ہے اور دوسری طرف نری چاندی نہیں، گلٹ یا پیسے یا نوٹ ہیں۔ یا روپیہ سے کم چاندی باقی پیسے یا گلٹ نوٹ۔ یا ایک طرف نوٹ ہے اور دوسری طرف چاندی یا گلٹ یا پیسے یا نوٹ تو صرف ایک

بات لازم ہے کہ ایک طرف کا قبضہ ہو جائے۔ اگر بیع و شرا کر لی اور نہ بائع نے مشتری کو بیع نہ مشتری سے بائع کو ثمن تو حرام ہے اور ایک طرف کا قبضہ ہو جائے تو جائز۔ اگرچہ دوسری طرف سے ابھی نہ ہو اور اس صورت میں پیسے دو پیسے خواہ زائد کی کمی یا سوکانوٹ ایک روپیہ، یا ایک روپیہ کا سو روپیہ کو برضا مندی بیچنا سب جائز ہے۔ یہ سب صورتوں کا جواب ہو گیا۔ یہ احکام بیع میں ہیں۔ اگر روپیہ یا گلٹ یا پیسے یا نوٹ قرض دیئے اور یہ ٹھہرا لیا کہ ایک پیسہ زائد لیا جائے گا تو حرام قطعی اور سود ہے۔ قال اللہ تعالیٰ واحل اللہ البیع و حرم الربوا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ

عبدالمذنب احمد رضا
عفی عنہ محمد بن المصطفیٰ ﷺ

مسئلہ ۴۷: ۱۵/۱۱ رجب المرجب ۱۳۳۸ھ

کیا حکم ہے علمائے اہلسنت و جماعت کا کہ دیہات میں اکثر یہ رواج ہے کہ مسلمان بکرے کو ذبح کر کے چلا جاتا ہے۔ باقی گوشت پوست سب ہندو چک بنا کر فروخت کرتے ہیں ایسا گوشت مسلمانوں کو کھانا چاہیے یا نہیں؟ بینوا تو جو روا۔

الجواب: حرام ہے کافر کا یہ کہنا کہ یہ وہی بکر ہے جو مسلمان نے ذبح کیا تھا مسموع نہیں اذا لا قول له فی الدیانات (ہاں اگر وقت ذبح سے وقت خریداری تک مسلمانوں کی نگاہ سے غائب نہ ہوا ہو۔ کوئی نہ کوئی مسلمان جب سے اب تک اسے دیکھا رہا ہو جس سے اس پر اطمینان ہے کہ یہ وہی جانور ہے جو مسلمان نے ذبح کیا تھا تو خریداری جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

عبدالمذنب احمد رضا
عفی عنہ محمد بن المصطفیٰ ﷺ

مسئلہ ۲۸: ۲۸ / رجب ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ والدین کا بھی اولاد کے اوپر کچھ حق ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب: والدین کا حق اولاد پر اتنا ہے کہ رب عزوجل نے اپنے حقوق عظیمہ کے ساتھ گناہ ہے ان اشکر لی ولو الیدیک حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا (واللہ تعالیٰ اعلم)

کتبہ

عبدالمذنب احمد رضا

عفی عنہ محمد بن المصطفیٰ ﷺ

مسئلہ ۳۹: کیا حکم ہے اہل شریعت کا اس مسئلہ میں کہ رافضیوں کی مجلس میں مسلمانوں کو جانا اور مرثیہ سننا، ان کی نیاز کی چیز لینا، خصوصاً آٹھویں محرم کہ جبکہ ان کے یہاں حاضری ہوتی ہے کھانا جائز ہے یا نہیں؟ محرم میں بعض مسلمان ہرے رنگ کے کپڑے پہنتے ہیں اور سیاہ کپڑوں کی بابت کیا حکم ہے؟ بینوا تو جروا۔

الجواب: جانا اور مرثیہ سننا حرام ہے۔ ان کی نیاز کی چیز نہ لی جائے۔ ان کی نیاز نہیں اور وہ غالباً نجاست سے خالی نہیں ہوتی۔ کم از کم ان کے ناپاک قلین کا پانی ضرور ہوتا ہے اور وہ حاضری سخت ملعون ہے اور اس میں شرکت موجب لعنت۔

محرم میں سیاہ اور سبز کپڑے علامت سوگ ہیں اور سوگ حرام ہے۔ خصوصاً سیاہ کہ شعار رافضیان لنام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

عبدالمذنب احمد رضا

عفی عنہ محمد بن المصطفیٰ ﷺ

مسئلہ ۵۰: ۱۱ / محرم الحرام ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و خلیفہ مرسلین مسائل ذیل ہیں:

- (۱) بعض اہلسنت وجماعت عشرہ محرم میں نہ تو دن بھر روٹی پکاتے اور نہ جھاڑ دیتے ہیں۔ کہتے ہیں بعد دن تعزیرہ روٹی پکائی جائے گی۔
- (۲) ان دس دن میں کپڑے نہیں اتارتے۔
- (۳) ماہ محرم میں کوئی بیاہ شادی نہیں کرتے۔
- (۴) ان ایام میں سوائے امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کے کسی کی نیاز فاتحہ نہیں دلاتے..... یہ جائز ہے یا ناجائز؟ بینواتوجروا۔

الجواب: پہلی تینوں باتیں لوگ ہیں اور سوگ حرام ہے۔ اور چوتھی بات جہالت ہے۔ ہر مہینے میں ہر تاریخ ہو ولی کی نیاز اور ہر مسلمان کی فاتحہ ہو سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

عبدالمذنب احمد رضا
عفی عنہ محمد بن المصطفیٰ رضی اللہ عنہما

مسئلہ ۵۱: ۱۵ / محرم الحرام ۱۳۳۸

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی سید صاحب سر پر بال اس طرح رکھیں کہ وہ کاکل یا گیسو کہے جاسکیں۔ تو ایسے بال ان سید صاحب کو بڑھانا جائز ہیں یا نہیں؟ سنا گیا ہے کہ امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے گیسو تھے جو شانوں پر لٹکتے تھے۔

الجواب: شانوں میں گیسو جائز ہیں بلکہ سنت سے ثابت ہیں۔ اور شانوں سے نیچے بال کرنا عورتوں سے خاص اور مرد کو حرام ہے۔ قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لعن اللہ تعالیٰ المتشبهن بالنساء۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ

عبدالمذنب احمد رضا
عفی عنہ محمد بن المصطفیٰ رضی اللہ عنہما

مسئلہ ۵۲: ۲۱/ محرم الحرام ۱۳۳۸ھ

کیا حکم ہے اہل شریعت کا اس مسئلہ میں کہ امامت کس کس شخص کی جائز ہے اور کس کس کی ناجائز اور مکروہ؟ اور سب سے بہتر امامت کس شخص کی ہے؟ بینوا تو جروا۔
الجواب: قرأت غلط پڑھتا ہو جس سے معنی فاسد ہوں یا وضو یا غسل صحیح نہ کرتا ہو یا ضروریات دین سے کسی چیز کا منکر ہو، جیسے وہابی، رافضی، غیر مقلد، نیچری، قادیانی، چکڑالوی وغیرہ ہم۔ ان کے پیچھے نماز باطل محض ہے۔

اور جس کی گمراہی حد کفر تک نہ پہنچی ہو، جیسے تفضیلیہ کہ مولیٰ علی کو شیخین سے افضل بتاتے ہیں رضی اللہ عنہم یا تفسیفیہ کہ بعض صحابہ کرام مثل امیر معاویہ و عمرو بن عاص و ابو موسیٰ اشعری وغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہم کو برا کہتے ہیں ان کے پیچھے نماز بکراہت شدیدہ مکروہ ہے کہ انہیں امام بنانا حرام، اور ان کے پیچھے نماز پڑھنی گناہ اور جتنی پڑھی ہوں سب کا پھیرنا واجب۔
 اور انہیں کے قریب ہے فاسق معطن۔ مثلاً ڈاڑھی منڈا، یا خشخاشی رکھنے والا، یا کتروا کر حد شرع سے کم کرنے والا یا کندھوں سے نیچے عورتوں کے سے بال رکھنے والا، خصوصاً وہ جو چوٹی گندھوائے اور اس میں موباف ڈالے، یا ریشمی کپڑا پہنے، یا مغرق ٹوپی، یا ساڑھے چار ماشہ سے زائد کی انگٹھی یا کئی نگ کی انگٹھی یا ایک نگ کی دو انگٹھی اگر چہ مل کر ساڑھے چار ماشہ سے کم وزن کی ہوں یا سود خور یا ناچ رکھنے والا۔ ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔

اور جو فاسق معطن نہیں، یا قرآن عظیم میں وہ غلطیاں کرتا ہے جن سے نماز فاسد نہیں ہوتی، یا نابینا یا جاہل یا غلام یا ولد الزنا یا خوبصورت امر دیا جذامی یا برص والا جس سے لوگ کراہت و نفرت کرتے ہوں اس قسم کے لوگوں کے پیچھے نماز مکروہ تزییمی ہے کہ پڑھنی خلاف اولیٰ اور پڑھ لیں تو حرج نہیں۔

اگر یہی قسم اخیر کے لوگ حاضرین میں سب زائد مسائل نماز طہارت کا علم رکھتے ہوں تو انہیں کی امامت اولیٰ ہے۔ بخلاف ان سے پہلی دو قسم والوں سے اگرچہ عالم بقبح ہو وہی حکم کراہت رکھتا ہے مگر جہاں جمعہ یا عیدین ایک ہی جگہ ہوتے ہوں اور ان کا امام بدعتی یا

فاسق معلن ہے اور دوسرا امام نہ مل سکتا ہو واں ان کے پیچھے جمعہ و عیدین کا امام ہو اور کوئی مسلمان امامت کے لیے نہ مل سکے تو جمعہ و عیدین کا ترک فرض ہے جمعہ کے بدلے ظہر پڑھے اور عیدین کے کچھ عوض نہیں۔

امام اسے کیا جائے جو سنی صحیح العقیدہ، الطہارت، صحیح قرآنہ ہو، مسائل نماز و طہارت کا عالم غیر فاسق ہو۔ نہ اس میں کوئی ایسا جسمانی یا روحانی عیب ہو جس سے لوگوں کو شکر ہو۔ یہی اس مسئلہ کا اجمالی جواب اور تفصیل موجب تطویل و اطناب، واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہ

عبدالمذنب احمد رضا
عفی عنہ محمدن المصطفیٰ ﷺ

مسئلہ ۵۳: یکم صفر ۱۳۳۹ھ

کیا ارشاد ہے اہل شریعت کا اس مسئلہ میں کہ عورت پر مرد کے اور مرد پر عورت کے کیا حق ہیں؟

الجواب: مرد پر عورت کا حق نان و نفقہ دینا، رہنے کو مکان دیا، مہر وقت پر ادا کرنا اس کے ساتھ بھلائی کا برتاؤ رکھنا، اسے خلاف شرع باتوں سے بچانا۔ قال تعالیٰ:

وعاشروهن بالمعروف۔

اور ان کے ساتھ اچھی گزران کرو۔

وقال تعالیٰ:

یا ایہا الذین امنوا اقوا انفسکم و اہلیکم نارا۔

اے وہ لوگوں جو ایمان لائے ہو، اپنے آپ اور اپنے اہل کو دوزخ کی آگ سے

بچاؤ۔

اور عورت پر مرد کا حق امور متعلقہ زوجیت میں اللہ و رسول کے بعد تمام حقوق حتی کہ

ماں باپ کے حق سے زائد ہے۔ ان امور میں اس کے احکام کی اطاعت، اس کے ناموس کی نگہداشت عورت پر فرض اہم ہے۔ بے اس کے اذن کے محارم کے سوا کہیں نہیں جاسکتی اور محارم کے یہاں بھی ماں باپ کے یہاں آٹھویں دن، وہ بھی صبح سے شام تک کے لیے اور بہن بھائی، چچا، ماموں، خالہ، پھوپھی کے یہاں سال بھر بعد اور شب کو کہیں نہیں جاسکتی۔ نبی ﷺ فرماتے ہیں ”اگر میں کی کو کسی غیر خدا کے سجدہ کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے“۔ اور ایک حدیث میں ہے ”اگر شوہر کے نتھنوں سے خون اور پیپ بہہ کر اس کی ایڑیوں تک جسم بھر گیا اور عورت اپنی زبان سے چاٹ کر اسے صاف کرے تو اس کا حق ادا نہ ہوگا“۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

عبدالمذنب احمد رضا
عفی عنہ محمدن المصطفیٰ ﷺ

مسئلہ ۵۴: ۲۹ / صفر ۱۳۳۹ھ

کیا حکم ہے اہل شریعت کا اس مسئلہ میں کہ بعض لوگ ننگے سر نماز پڑھتے اور پڑھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم اللہ جل شانہ کے سامنے عاجزی کرتے ہیں۔ اس میں کوئی حرج تو نہیں ہے اور نماز میں کسی طرح کی کراہت تو نہ ہوگی؟ بینوا تو جو وا۔
الجواب: اگر بہ نیت عاجزی ننگے سر پڑھتے ہیں تو کوئی حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

عبدالمذنب احمد رضا
عفی عنہ محمدن المصطفیٰ ﷺ

مسئلہ ۵۵: ۶ / ربیع الاول شریف ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جس جانور کو ذبح کیا اور بسم اللہ اللہ اکبر کہنے کے ساتھ ہی پہلی دفعہ میں اس کی گردن اس کے جسم سے علیحدہ ہوگئی، اس کا کھانا

جائز ہے یا نہیں؟ اور اس کی کھال اس کے سر سے کچھ لگی رہی تو کیا حکم ہے؟
 الجواب: دونوں صورتوں میں جائز ہے واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

عبدالمذنب احمد رضا
 عفی عنہ محمد بن المصطفیٰ ﷺ

مسئلہ ۵۶: ۱۲ ربیع الاول شریف ۱۳۳۹ھ

کیا حکم ہے علمائے اہل سنت کا اس مسئلہ میں کہ جنوں پر جو سوئم کی فاتحہ کے قبل کلمہ طیبہ پڑھا جاتا ہے ان کے کھانے کو بعض شخص مکروہ جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قلب سیاہ ہوتا ہے آیا یہ صحیح ہے؟ اگر صحیح ہے تو ان کو کیا کرنا چاہیے؟ اسی طرح فاتحہ کے کھانے کو جو عام لوگوں کی ہوتی ہے کہتے ہیں۔

ایک موضع میں ان سوئم کے پڑھے ہوئے جنوں کو مسلمان اپنا اپنا حصہ لے کر مشرک چماروں کو دے دیتے ہیں وہاں یہی رواج ہمیشہ سے چلا آتا ہے لہذا ان کلمہ طیبہ کے پڑھے ہوئے جنوں کو مشرک چماروں کو دینا چاہیے یا نہیں۔ بینوا تو جو روا۔
 الجواب: یہ چیزیں غنی نہ لے فقیر لے۔ اور وہ جو ان کا منتظر رہتا ہے ان کے ملنے سے خوش ہوتا ہے، اس کا قلب سیاہ ہوتا ہے۔ مشرک یا چمار کو ان کا دینا گناہ، گناہ، گناہ۔ فقیر لے کر خود کھائے اور غنی لے ہی نہیں۔ اور لے لئے ہوں تو مسلمان فقیر کو دے۔

یہ حکم عام فاتحہ کا ہے نیاز اولیائے کرام طعام موت نہیں۔ وہ تبرک ہے۔ فقیر و غنی سب لیں جبکہ مانی ہوئی نذر بطور شرعی نہ ہو۔ شرعی نذر پھر غیر فقیر کو جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

عبدالمذنب احمد رضا
 عفی عنہ محمد بن المصطفیٰ ﷺ

مسئلہ ۵: ۱۵ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید مذبح میں گاوڑی کرتا ہے اور ہر ایک ذبیحہ پر دو پیسے ایک ایک لیتا ہے اور وہی زید امامت بھی کرتا ہے اور گاہ گاہ اجرت ذبیحہ میں گوشت بھی لیتا ہے۔ اب علمائے دین فرمائیں کہ ذبیحہ پر اجرت لینا جائز ہے یا نہیں؟ اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ اور اس کا امامت کرنا درست ہے یا نہیں؟

اور بعض شخص کہتے ہیں کہ گوشت کھانا کسی آیت حدیث سے ثبوت نہیں بعض شخص کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے اپنے زمانہ میں گاوڑی کھائی اور اس کا گوشت چکوا کر اس میں اپنی انگشت مبارک کر کے چوس لیا ہے۔ سو یہ بھی تب کیا تھا کہ حضور اقدس ﷺ کوئی دن کا فاقہ تھا۔ جب سے گوشت کھانا لوگوں نے اپنے مزے کی خاطر جاری کر لیا ہے اب جناب قبلہ سے امیدوار ہوں کہ اس کا پورا پورا ثبوت مع آیت و حدیث شریف کے تحریر فرما کر عطا فرمائیں۔

الجواب: ذبح پر اجرت لینے میں کوئی حرج نہیں لانہ لیس بمعصیۃ ولا واجب متبعین علیہ ہاں یہ ٹھہرانا کہ اسے ذبح کرتا ہوں اس میں اتنا گوشت اجرت میں لوں گا یہ ناجائز ہے۔ لانہ کفیز الطحان جو جائز ذبح پر جائز اجرت لے۔ اس کے پیچھے نماز میں اس وجہ سے کوئی حرج نہیں۔ اس کی امامت درست ہے۔ جب کہ کوئی مانع شرعی نہ رکھتا ہو۔ گوشت کھانا بلاشبہ قرآن و حدیث و اجماع امت سے ثابت ہے۔

قال اللہ تعالیٰ فکلوا منها واطعموا البائس الفقیر وقال اللہ تعالیٰ فمنہار کوبہم ومنہایا کلون وقال اللہ تعالیٰ و مالکم الا تاکلوا مما دکر اسم اللہ علیہ۔

وہ بے سرو پا حکایت جو کسی نے بیان کی محض کذب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

عبدالمذنب احمد رضا
عفی عنہ محمد بن المصطفیٰ ﷺ

مسئلہ ۵۸: ۲۷ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے شجرہ خوانی دام تزویر ہے۔ اور اس پر بہارستان مولانا جامی سے یہ عبارت نقل کرتا ہے۔

از حضرت سید بہاؤ الدین صاحب نقشبند رحمۃ اللہ علیہ پرسیدند۔ کہ از حضرت شجرہ شاپست فرمودند کہ کسے از شجرہ خوانی بجائے نرسد۔ پس خدائے عزوجل را بیگانگی می شناسیم۔ وہمہ انبیاء و اولیاء ایمان آریم۔ و مقید سلسلہ عیسیم۔ یہ قول صحیح ہے یا غلط؟

حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں نے دریافت کیا کہ حضرت جناب کا شجرہ کیا ہے جناب نے ارشاد فرمایا کہ صرف شجرہ خوانی سے کوئی کسی مقام پر نہیں پہنچتا پس ہم اللہ تعالیٰ کو بے مثلیت کے ساتھ پہنچاتے ہیں اور تمام انبیاء اور اولیاء پر ایمان رکھتے ہیں اور کسی ایک سلسلہ کے ہم پابند نہیں ہیں۔

الجواب: یہ قول محض باطل ہے۔ اور اس میں ہزار ہا اولیائے کرام پر حملہ ہے اور بہارستان سے جو عبارت نقل کی ہے۔ ساتھ ہے اس میں شجرہ خوانی یا شجرہ کا لفظ کہیں نہیں۔ اور پس خدائے عزوجل سے آخر تک ساری عبارت اپنی طرف سے بڑھائی ہوئی ہے۔ بہارستان میں نہیں۔ شجرہ حضور سید عالم ﷺ تک بندے کے اتصال کی سند ہے۔ جس طرح حدیث کی اسنادیں امام عبدالرشید بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کہ اولیاء و علماء و محدثین و فقہاء سب کے امام ہیں فرماتے ہیں:

لولا الاسناد لقال فی الدین فی من شاء ما شاء۔

اگر سند کا سلسلہ نہ ہوتا تو شخص چاہتا دین میں اپنی مرضی کی بات کرتا پھرتا۔
شجرہ خوانی کے متعدد فوائد ہیں۔

اولاً رسول اللہ ﷺ تک اپنے اتصال کی سند کا حفظ۔
 دوم صالحین کا ذکر کہ موجب نزول رحمت ہے۔
 سوم نام بنام اپنے آقا یا نعت کو ایصال ثواب کہ ان کی بارگاہ سے موجب نظر عنایت ہے

چہارم جب یہ اوقات سلامت میں ان کا نام لیوا رہے گا وہ اوقات مصیبت میں اس کے دستگیر ہوں گے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

تعرف الى الله في لر خاء يعرفك في الشدة۔

آرام کی حالت میں خدا کو پہچان وہ تجھے سختی میں پہچانے گا۔

رواه ابو القاسم من بشران في امالية عن ابى هريرة عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم بسند حسن۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ

عبدالمنذوب احمد رضا

عفی عنہ محمد بن المصطفیٰ ﷺ

مسئلہ ۵۹: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں مسجد کے اندر کھانا پینا جائز ہے۔ یا مکروہ یا حرام؟ کیا وہ شخص جو نفل اعتکاف کی نیت کر کے مسجد میں داخل ہو کھانی سکتا ہے۔ یا نہیں؟ اگر کھانی سکتا ہے تو کیا ذکر الہی کرنے کے بعد۔ یا داخل ہوتے ہی فوراً کھانی سکتا ہے؟
 بیوا تو جروا۔

الجواب: مسجد میں ایسا کھانا پینا کہ مسجد میں گرے۔ اور مسجد آلودہ ہو۔ مطلقاً حرام ہے۔ معتکف ہو یا غیر معتکف اسی طرح ایسا کھانا جس سے نماز کی جگہ گھرے۔ اور اگر یہ دونوں باتیں نہیں تو غیر معتکف کو مکروہ۔ اور معتکف کو مباح۔ کہ اگر واقعی اسے اعتکاف منظور ہی تھا جب تو نیت کرتے ہی معاً کھانی سکتا ہے۔ اور اگر اعتکاف کی نیت اس لیے کی۔ کہ کھانا پینا جائز ہو جائے۔ تو پہلے کچھ ذکر الہی کرے پھر کھائے۔

کتبہ

عبدالمذنب احمد رضا
عفی عنہ محمد بن المصطفیٰ ﷺ

مسئلہ ۶۰: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے ایک عورت کے ساتھ نکاح کیا۔ اور اس کی حیات میں اسکی چھوٹی بہن سے نکاح کیا۔ نکاح دوم جائز ہے یا ناجائز؟ اور ان دونوں عورتوں سے جو اولاد ہوگی۔ وہ کیسی ہوگی؟ اور زید کا متروکہ پانے کی مستحق ہے یا نہیں؟ اور یہ دونوں عورتیں مہر پانے کی مستحق ہیں۔ یا نہیں؟ بینوا تو جو روا
الجواب: زوجہ جب تک زوجیت یا عدت میں ہے۔ اس کی بہن سے نکاح حرام قطعی ہے۔
قال اللہ تعالیٰ وان تجمعوا بین الاختین اس سے جو اولاد ہوگی۔ شرعاً اولاد حرام ہے مگر ولد الزنا نہیں۔ اسے ولد حرام بمعنی ولد الزنا کہنا جائز نہیں۔ جب تک اس دوسری کو ہاتھ نہ لگایا تھا پہلی حلال تھی۔ اس وقت تک کے جماع سے جو پہلی سے ہوئی۔ والد حلال ہے۔ اور بعد کے جماع سے جو اولاد ہو بھی شرعاً اولاد حرام ہے۔ مگر ولد الزنا نہیں دونوں عورتوں کی سب اولادیں کہ زید سے ہوئیں۔ زید کا ترکہ پائیں گی کہ نسب ثابت ہے۔ ہاں زوجہ ثانیہ ترکہ نہ پائے نکاح فاسد ہے۔ دونوں عورتیں مہر کی مستحق ہیں۔ پہلی مطلقاً اور دوسری اس صورت میں کہ حقیقتاً اس سے جماع کیا ہو۔ فقط خلوت کافی نہیں پھر بھی اپنا پورا مہر پائے گی۔ اور دوسری مہر مثل اور جو مہر بندھا تھا۔ ان دونوں میں سے جو کم ہو وہ پائے گی۔

در مختار میں ہے:

يجب مهر المثل في نكاح فاسد وهو الذي فقد شرط من
شرائط الصحة كشهو دو مثلہ تزوج الاختين معا ونكاح
الاخت في عدة الاخت اه ش بالوطء لا بغيره كالخلوط ولم
يزد مهر المثل على المسمى لرضاها بالخط ولو كان دون
المسمى لزوم مهر المثل۔

واجب ہوگا مہر مثلی نکاح فاسد میں یعنی وہ نکاح جس میں شرائط صحت نکاح میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے مثلاً گواہ اور اسی طرح ہے دو بہنوں کا اکٹھا

نکاح اور ایک بہن کی عدت میں دوسری بہن کا نکاح اس مذکورہ بالا صورت میں مہر و طہنی کرنے سے واجب ہوگا و طہنی کے بغیر خلوت وغیرہ سے مہر لازم نہیں ہوگا اور مہر مثل مہر مسمی پر زائد بھی نہ ہو کیونکہ کمی پر عورت راضی ہو چکی ہے اور اگر یہ مہر مسمی سے کم ہو تو مہر مثلی لازم ہوگا۔

ہدایہ باب النکاح الرقیق میں ہے:

بعض القما صد فی انکاح الفاسد حاصل کالنسب و وجوب المہر والعدۃ۔

بعض مقاصد نکاح فاسد میں حاصل ہیں جیسے ثبوت نسب اور وجوب مہر اور

عدت

در مختار میں ہے:

یستحق الارث بنکاح صحیح فلا توارث بفاسد ولا باطل
اجماعاً واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

آدمی مستحق اور وراثت صحیح نکاح سے ہی ہوگا پس نکاح فاسد اور باطل سے کوئی ایک دوسرے کا وارث نہیں ہو سکتا اجماعاً۔

کتبہ

عبدالمذنب احمد رضا
عفی عنہ محمد بن المصطفیٰ ﷺ



احکام شریعت

(حصہ دوم)

بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کا قول ہے وقت مغرب بہت قلیل ہے اس وجہ سے چھوٹی سورۃ مغرب میں پڑھتے ہیں اور بعد دو سنت و نفل مغرب کا وقت نہیں رہتا یا پانچ، چھ منٹ اور رہتا ہے عمر و کہتا ہے نماز مغرب اول وقت پڑھنا اور چھوٹی سورت کا پڑھنا یہ سب مستحب ہے مغرب کا وقت جب تک سرخی شفق کی رہتی ہے باقی رہتا ہے بلکہ آدھ گھنٹے سے زائد رہتا ہے لہذا گزارش ہے کہ وقت مغرب کی پہچان کہ کب تک رہتا ہے اور کتنی دیر تک رہتا ہے اور زید و عمرو کے قول کی تصدیق اور یہ سرخی کے بعد جو سفیدی رہتی ہے اگر اس وقت کوئی شخص نماز مغرب ادا کرے تو جائز ہے یا نہیں۔ اور بلا کراہت کس وقت تک پڑھنا جائز ہے؟

الجواب: زید کا قول محض غلط ہے اس نے اپنی طبیعت سے یہ بات گھڑی ہے جیسی تو وہ شک کی حالت میں ہے خود کبھی کہتا ہے نہیں رہتا پھر کہتا ہے پانچ یا چھ منٹ اور رہتا ہے یہ سب اس کے باطل خیالات ہیں جن کو شرعی معاملات میں استعمال کرنا حرام ہے بلکہ مغرب کا وقت اس سفیدی کے ڈوبنے تک رہتا ہے جو عرضاً یعنی جانب مغرب میں شمالاً جنوباً سفیدہ صبح کی طرح پھیلی ہوتی ہے اس کے بعد جو سفیدی نہ جنوباً شمالاً بلکہ آسمان میں اوپر کی طرف کو طولاً صبح کا ذب کی طرح باقی رہے اس کا اعتبار نہیں۔ غروب آفتاب سے اس سفیدی ڈوبنے جو تک عرضاً پھیلی ہوتی ہے اس بلا میں کم از کم ایک گھنٹہ ۱۸ منٹ وقت ہوتا ہے اور زائد سے زائد ایک گھنٹہ ۵۳ منٹ، ۱۸ سے ۳۵ منٹ تک وقت بدلتا رہتا ہے کہ بعض دنوں میں سفیدی ایک گھنٹہ ۱۸ منٹ بعض دنوں میں ایک گھنٹہ ۱۹ منٹ تک بعض میں ۲۰ سی طرح ۳۵ منٹ بعد غروب ہوتی ہے تحت قول

ماتن الشفق هو الحمرة عندهما وبه قالت واليه رجع الامام

فرمایا والمحقق في الفتح باه لا يساعده رواية ولا دراية الخ

وقال تلميذه العلامة قاسم في صحيح القدوري ان رجوعه لم يثبت لمانقله الكافة من لدن الائمة الثلاثة الى اليوم من حكاية القولين ودعوى عمل عامة الصحابة بحلافه خلاف المنقول قال في الاختيار الشفق البياض وهو مذهب الصديق الخ

ہاں مغرب کی نماز جلدی پڑھنا مستحب ہے اور بلاعذر دو رکعتوں کے قدر دیر لگانا مکروہ تنزیہی یعنی خلاف اولیٰ ہے در مختار میں ہے:

والمستحب التعجيل في المغرب مطقا وتاخير قدر ركعتين بكرة تغزيها۔

اور بلاعذراتی دیر لگانا جس میں کثرت سے ستارے ظاہر ہو جائیں مکروہ تحریمی وگناہ ہے اسی میں

والمغرب الى اشتباك النجوم امي كثرتها كره تحريما
الابعد۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲: کیا حکم ہے علماء اہلسنت وجماعت کا مسائل ذیل میں:

(الف) زیور نقرئی یا طلائی روزانہ پہنا جاتا ہو یا رکھا ہے کیا دونوں پر زکوٰۃ ہے؟
(ب) حساب قیمت کا جس وقت زیور بنوایا تھا وہ رہے گا یا نرخ بازار جو بروقت دینے زکوٰۃ کے ہو؟

(ج) جو روپیہ تجارت میں مثلاً پارچہ یا کرایہ وغیرہ خرید لیا ہے اس پر زکوٰۃ کس حساب سے دینا ہوگی؟

(د) فی صدی کیا زکوٰۃ کا دینا ہوگا؟

(ه) زکوٰۃ کا روپیہ کافر، مشرک، وہابی، رافضی، قادیانی وغیرہ کو دینا چاہئے یا نہیں؟

(و) زکوٰۃ کا دینا اولیٰ کس کو ہے، بھائی، بہن، والدین جو صاحب نصاب نہ ہوں ان کو دینا چاہئے یا نہیں؟

(ز) چھپن روپیہ جس شخص کے پاس ہو صاحب نصاب ہے اب وہ زکوٰۃ کا کیا دے؟
 (ح) قربانی کس پر ہے اور واجب ہے یا فرض؟
 (ط) آج کل ہندوستان میں گائے کی قربانی کو بعض مسلمان مشرکوں کی خوشنودی کیلئے منع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بکری کی قربانی کرو تو کس کی قربانی کی جائے؟ بینواتو جروا
 الجواب: (الف) زیور مطلقاً زکوٰۃ ہے ہر وقت پہننے رہیں خواہ کبھی نہ پہنیں، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(ب) سونے کے عوض سونا اور چاندی کے عوض چاندی زکوٰۃ میں دی جائے جب تو نرخ کی کوئی حاجت ہی نہیں ورنہ چالیسواں حصہ دیا جائے گا، ہاں! اگر سونے کے بدلے چاندی یا چاندی کے بدلے سونا دینا چاہیں تو نرخ کی ضرورت ہوگی نرخ بنوانے کے وقت کا معتبر ہوگا نہ وقت ادا کا سال تمام سے پہلے یا بعد ہو بلکہ جس وقت یہ مالک صاحب نصاب ہوا تھا وہ ماہ عربی وہ تاریخ اور وہ وقت جب عود کریں گے اس پر زکوٰۃ کا سال تمام ہوگا اس وقت کا نرخ لیا جائے گا واللہ تعالیٰ اعلم۔

(ج) سال تمام پر بازار کے بھاؤ سے جو اس مال تجارت کی قیمت ہے اسکا چالیسواں حصہ دینا ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(د) آسانی اسی میں ہے کہ فی صد ڈھائی روپے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(ہ) ان کو دینا حرام ہے اور اگر ان کو دے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(و) یہ جن کی اولاد میں ہے جیسے ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی، اور جو اس کی اولاد ہیں جیسا بیٹا بیٹی، پوتا، پوتی، نواسا، نواسی، ان کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے اور بہن بھائی مصرف زکوٰۃ ہوں تو ان کو دینا سب سے افضل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(ز) چھپن (۵۶) روپیہ کا چالیسواں حصہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(ح) صاحب نصاب جو اپنی حوائج اصلیہ سے فارغ چھپن (۵۶) روپیہ کے مال کا مالک ہو اس پر قربانی واجب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(ط) مشرکوں کی خوشنودی کے لئے گائے کی قربانی بند کرنا حرام سخت حرام اور جو بند کرے گا جہنم کے عذاب شدید کا مستحق ہوگا اور روز قیامت مشرکوں کے ساتھ ایک رسی

میں باندھا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں جس شخص کے ذمہ نماز قضا دس یا بارہ یا چودہ سال کی ہو۔ وہ شخص کس طریقہ سے نماز قضا پھیرے جو طریقہ آسان ہو اور قیام فرمائیے مع نیت و وتر کے کہ نماز وتر قضا پڑھی جائے گی یا نہیں۔ جواب عام فہم ہو۔

بیّنوا تو جروا۔

الجواب: قضا ہر روز کی نماز کی بیس رکعتیں ہوتی ہیں دو فرض فجر کے چار ظہر چار عصر تین مغرب چار عشاء کے اور تین وتر اور قضا کی نیت یوں کرنی ضرور ہے ”نیت کی میں نے سب سے پہلی یا سب سے پچھلی فجر کی جو مجھ سے قضا ہوئی یا پہلی یا پچھلی ظہر کی جو مجھ سے قضا ہوئی اور ابھی تک میں نے اسے ادا نہ کیا۔“ اسی طرح ہر نماز میں کیا کر اور جس پر قضا نمازیں کثرت سے ہیں وہ آسانی کیلئے اگر یوں بھی ادا کرے تو جائز ہے کہ ہر رکوع اور سجدہ میں تین تین بار

سبحان ربی العظیم، سبحان ربی الاعلیٰ

کی جگہ صرف ایک ایک بار کہے مگر یہ ہمیشہ ہر طرح کی نماز میں یاد رکھنا چاہئے کہ جب آدمی رکوع میں پورا پہنچ جائے اس وقت سبحان کی سین شروع کرے اور جب عظیم کا میم ختم کرے اس وقت رکوع سے سر اٹھائے اسی طرح سجدہ میں۔ ایک تخفیف کثرت قضا والے کے لیے یہ ہو سکتی ہے دوسری تخفیف یہ کہ فرضوں کی تیسری اور چوتھی رکعت میں الحمد شریف کی جگہ فقط سبحان اللہ تین بار کہہ کر رکوع میں چلا جائے مگر وتروں کی تینوں رکعتوں میں الحمد اور سورۃ دونوں ضرور پڑھی جائیں تیسری تخفیف یہ کہ پچھلی التحیات کے بعد دونوں درودوں اور دعا کی جگہ اللهم صلی علی محمد والہ کہہ کر سلام پھیر دے چوتھی تخفیف یہ کہ وتروں کی تیسری رکعت میں دعائے قنوت کی جگہ اللہ اکبر کہہ کر فقط ایک بار یا تین بار ”ربی اغفر لی“ کہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴: کیا حکم ہے شرع مطہر کا اس مسئلہ میں کہ تین بھائی ایک مکان میں رہتے تھے کچھ عرصہ بعد تین قطعے ہو گئے دو مکانوں کا دروازہ ایک ہی رہا اور تیسرے قطعہ کا دروازہ علیحدہ

دوسری جانب کو بنایا گیا مگر اس مکان میں ایک کھڑکی پچھلے دونوں قطعوں میں آمد و رفت کے واسطے رہی جس کے باعث سے تینوں بھائیوں کے مکان ایک ہی سمجھے جاتے ہیں اس تیسرے قطعہ یعنی کھڑکی والے مکان کے ساکن کا انتقال ہو گیا تو مرحوم کی بی بی ایام عدت میں اس کھڑکی سے پچھلے دونوں قطعوں میں جاسکتی ہے یا نہیں اور پچھلے قطعوں کے مالک بھی مرحوم ہی تھے۔ بیوا تو جروا۔

الجواب: جب کہ میت کا مکان سکونت وہ تھا عورت اس میں عدت پوری کرے اور کھڑکی دو مکانوں کو ایک نہیں کر سکتی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے نکاح کیا بعد رخصت کے یہ معلوم ہوا کہ عورت امراض سخت میں مبتلا ہے اور اولاد کی اس سے قطعاً ناامیدی ہے اور کاروبار خانہ داری سے بالکل مجبور ہے۔ دو سال تک زید نے اپنی عورت کا علاج کیا مگر کچھ افاقہ نہیں ہوا مجبوراً زید نے دوسرا نکاح کیا۔ زوجہ اولیٰ کے والدین نے اپنی لڑکی کو اپنے مکان پر روک لیا اور زید کے یہاں بھیجنے سے انکار کیا چند بار زید اپنی بیوی کے لینے کے واسطے گیا اور بہت خوشامد کی مگر زوجہ اولیٰ کے والدین کسی طرح رضامند نہیں ہوئے زید اس کے بلانے کی کوشش میں ہے ایسی حالت میں زید کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ بیوا تو جروا۔

الجواب: اگر یہ صورت واقعہ میں زید کا قصور کیا ہے اس کے پیچھے نماز بے تکلف روا ہے اگر اور شرائط امامت رکھتا ہے قال اللہ تعالیٰ لا تزروا زرة و زرا خوری۔ (سورہ نجم ۳۸)۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید ایک بازاری عورت طوائف کا بیٹا ہے بچپن سے زید کی طبیعت علم کی طرف مائل تھی حتیٰ کہ وہ عالم ہو گیا نماز اس کے پیچھے پڑھنا جائز ہے یا نہیں کیونکہ اس کے والد کا پتہ نہیں کہ کون تھا۔ بیوا تو جروا۔

الجواب: نماز جائز ہونے میں کلام نہیں بلکہ جب وہ عالم ہے اگر عقیدے کا سنی ہو اور کوئی وجہ اس کے پیچھے منع نماز کی نہیں ہو تو وہی امامت کا مستحق ہے جب کہ حاضر کی میں اس سے زیادہ کسی کو مسائل نماز و طہارت کا علم نہ ہو

کما فی الدر المختار وغیرہ من الاسفار۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
مسئلہ ۷: کیا حکم ہے شریعت مطہر کا اس میں کہ دعوت طعام کوئی سنت ہے اور کسی دعوت
طعام سے انکار کرنا اور قبول نہ کرنا گناہ ہے بالتحقیق ارشاد ہو۔ بیوا تو جروا۔

الجواب: دعوت ولیمہ کا قبول کرنا سنت موکدہ ہے جب کہ وہاں کوئی معصیت مثل مزامیر
وغیرہ نہ ہو۔ نہ کوئی مانع شرعی ہو اور اس کا قبول وہاں جانے میں ہے کھانے نہ کھانے کا اختیار
ہے باقی عام دعوتوں کا قبول کرنا افضل ہے جب کہ نہ کوئی مانع ہو نہ کوئی اس سے زیادہ اہم
کام ہو اور خاص اس کے کوئی دعوت کرے تو قبول نہ کرنے کا اسے مطلقاً اختیار ہے میں ہے:

دعی الی ولیمة هی طعام العرس وقیل الولیمة اسم لكل طعام
وفی الہندیة عن التمر تاشی اختلف فی اجابة الدعوی قال
بعضہم واجبة لایسع ترکھا وقال العامة هی سنة والافضل
ان یجیب اذا کالت ولیمة والافہو منخیر والاجابة افضل
لان فیہا ادخال السرور فی قلب المؤمن واذا اجاب فعل
ما علیہ اکل الا والافضل ان یاکل لو غیر صائم وفی البناية
اجابة الدعوة سنة ولیمة واغیرھا واما دعوة یقعدبھا النظاؤل
او انشاء الحمد او ما شہہ فلا ینبغی اجابتھا لاسیما اهل
العلم اہ ملخصا وفی الختیار ولیمة العرس سنة قدیمة ان لم
یجبھا ثم وجفالا لانه استہزاء المضيف اہ مومقتضاه انہا سنة
موکدہ بخلاف غیرھا وصرح شراح الہدایة بانہا قریب من
الواجب وفی التاتارخالیة عن الینابیع لودعی الی دعوتہ
فالواجب الا اجابة ان لم یکن هناك معصیة ولا بدعة
والامتناع اسلم فی زماننا الا اذا علم یقینا ان لا بدعة
ولا معصیة اہ والظاهر حملہ علی غیر الولیمة لما مر تامل اہ۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۸: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں:

(الف) حضور سرور عالم ﷺ نے شب معراج براق پر سوار ہوتے وقت اللہ تعالیٰ سے وعدہ لے لیا ہے کہ روز قیامت جب کہ سب لوگ اپنی اپنی قبروں سے اٹھیں گے ہر ایک مسلمان کی قبر پر اسی طرح ایک ایک براق بھیجوں گا جیسا کہ آج آپ ﷺ کے واسطے بھیجا گیا ہے یہ مضمون صحیح ہے یا نہیں؟ کیونکہ کتاب معارج النبوة سے لوگ اس کو بیان کرتے ہیں۔

(ب) کتاب معارج النبوة کیسی کتاب ہے اور اس کے مصنف عالم اہل سنت معتبر محقق تھے یا نہیں؟

(ج) طوائف جس کی آمدنی صرف حرام ہے اس کے یہاں میلاد شریف پڑھنا اور اس کی اسی حرام آمدنی کی منگائی ہوئی شیرینی پر فاتحہ کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(د) مجلس میلاد شریف میں بعد بیان میلاد شریف کے ذکر شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ اور واقعات کر بلا پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(ه) خاتون جنت بتول زہرا رضی اللہ عنہا کی نسبت یہ بیان کرنا کہ روز محشر وہ برہنہ سر و پا ظاہر ہوں گی اور امام حسین رضی اللہ عنہ اور امام حسن رضی اللہ عنہ کے خون آلود اور زہر آلودہ کپڑے کاندھے پر ڈالے ہوئے اور نبی کریم ﷺ کا دندان مبارک جو جنگ احد میں شہید ہو گیا تھا ہاتھ لئے ہوئے بارگاہ الہی میں حاضر ہوں گی اور عرش کا پایا پکڑ کر ہلائیں گی اور خون کے معاوضہ میں امت کی بخشوائیں گی صحیح ہے یا نہیں؟

(و) مجلس میلاد شریف پڑھنے کے لیے بیشتر ٹھہرا لینا کہ ایک روپیہ دو تو ہم پڑھیں گے اور اس سے کم پر نہیں پڑھیں گے اور وہ بھی اس سے پیشگی بطور بیعانہ یا سائی جمع کر لینا جائز ہے یا نہیں؟

(ز) حضور اقدس ﷺ کا شب معراج عرش الہی پر نعلین مبارک تشریف لے جانا صحیح ہے یا نہیں؟ اللہ کے حضور حاضر ہونا کہنا چاہئے نہ کہ تشریف لے جانا مولف یعنی معہ

تعلین عرش پر جانا ۲۲ مولف۔

(ح) رافضیوں کے یہاں محرم میں ذکر شہادت و مصائب شہدائے کربلا و سوز خوانی و

مرثیہ مصنفہ انیس و دبیر پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(ط) بیان کیا جاتا ہے کہ شب معراج حضور انور ﷺ کو آپ کے والدین رضی اللہ عنہما کا

عذاب دکھایا گیا اور ارشاد باری ہوا کہ اے حبیب ﷺ یا ماں باپ کو بخشو الے یا امت کو

آپ ﷺ نے ماں باپ کو چھوڑ کر امت اختیار کی صحیح ہے یا نہیں؟

(ی) زید باوجود اطلاع پانے جو بات سوالات مذکور الصدر کے اگر اپنے قول و افعال

مذکورہ بالا سے باز نہ آئے اور تائب نہ ہو اور ان جو بات کو جھوٹا تصور کرے اور یہی بیانات

اور طریقے جاری رکھے تو اس سے مجلس شریف پڑھوانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: (الف) بے اصل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(ب) سنی و اعظمتھے۔ کتاب میں رطب و یابس سب کچھ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(ج) اس مال کی شیرینی پر فاتحہ کرنا حرام ہے مگر جب کہ اس نے مال بدل کر مجلس کی ہو

اور یہ لوگ جب کوئی کار خیر کرنا چاہتے ہیں تو ایسا ہی کرتے ہیں اس کے لئے کوئی شہادت کی

حاجت نہیں اگر وہ کہے کہ میں نے قرض لے کر یہ مجلس کی ہے اور وہ قرض اپنے مال حرام

سے ادا کیا ہے تو اس کا قول مقبول ہوگا کما نص علیہ فی الہند و غیرہا بلکہ اگر شیرینی

اپنے مال حرام ہی سے خریدی اور خریدنے میں اس پر عقد و نقد جمع نہ ہوئی یعنی حرام روپیہ دکھا

کر اس کے بدلے خرید کر وہی روپیہ دیا اگر ایسا نہ ہو تو مذہب مفتی بہ پردہ شیرینی بھی حرام نہ

ہوگی۔ جو شیرینی اسے خاص اجرت زنا یا غنا میں ملی یا اس کے کسی آشنا نے تحفہ میں بھیجی یا اس

کے خریداری میں عقد و نقد مال حرام پر جمع ہوئے وہ شیرینی حرام ہے۔ اور اس پر فاتحہ حرام

ہے۔ یہ حکم تو شیرینی و فاتحہ کا ہوا تو مگر اس کے یہاں جانا اگر مجلس شریف پڑھنے کے لیے ہو

معصیت یا مظنہ معصیت یا تہمت یا مظنہ تہمت سے خالی نہیں اور ان سب سے بچنے کا حکم

ہے۔ حدیث میں ہے:

من کان یومن باللہ اولیوم الاخر فلا یقص مواقع التہم۔

ترجمہ: جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو۔ وہ ہرگز تہمت کی جگہ نہ کھڑا ہو۔
 اول تو ان کی چوکی اور فرش اور ہر استعمالی چیز انہیں احتمالات حباثت پر ہی ہے جو
 اہل تقویٰ انہیں، اسے ان کے ساتھ قرب آگ اور بارود کا قرب ہے اور جو اہل تقویٰ ہے اس
 کیلئے وہ لوہار کی بھٹی ہے کہ کپڑے جلے نہیں تو کالے ضرور ہوں گے پھر اپنے نفس پر اعتماد
 کرنا اور شیطان کو دور سمجھنا احمق کا کام ہے۔

ومن وقع حول الحی او شک ان يقع فیہ۔

ترجمہ: جو رمنے کے گرد چرائے گا کبھی اس میں پڑ بھی جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
 (د) علمائے کرام نے مجلس میلاد شریف میں ذکر شہادت سے منع فرمایا ہے کہ وہ مجلس
 سرور ہے ذکر حزن مناسب نہیں۔

(ه) یہ سب محض جھوٹ اور افتراء اور کذب اور گستاخی و بے ادبی ہے مجمع اولین و آخرین
 میں ان کا برہنہ سر تشریف لانا جن کو برہنہ سر کبھی آفتاب نے بھی نہ دیکھا وہ کہ جب صراط پر
 گزر فرمائیں گی زیر عرش سے منادی ندا کرے گا اے اہل محشر اپنے سر جھکا لو اور اپنی آنکھیں
 بند کر لو کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بیٹی محمد ﷺ کی صراط سے گزر فرماتی ہیں پھر وہ نور الہی ایک برق کی
 طرح ستر ہزار حوریں جلوے میں لئے ہوئے گزر فرمائیں گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(و) اللہ عزوجل فرماتا ہے: لا تشتر و ابایتی ثمنا قليلا۔ یہ ممنوع ہے اور ثواب
 عظیم سے محرومی مطلق۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(ز) یہ محض جھوٹ اور موضوع ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(ح) حرام ہے ع کندہم جنس باہم جنس پرواز۔ حدیث میں ارشاد ہوا "لا تجالسوہم"
 ان کے پاس نہ بیٹھو دوسری حدیث میں فرمایا "من کثر سواد قوم فہو منہم" جو کسی قوم کا
 مجمع بڑھائے وہ انہیں میں سے ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(ط) محض جھوٹ افتراء اور کذب و بہتان ہے اللہ و رسول پر افتراء کرنے والے فلاح
 نہیں پاتے جل و علا ﷺ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(ی) جو بعد اطلاع احکام شرعیہ نہ مانے اور انہیں افعال پر مصر رہے اور فتویٰ شریعت کو

جھوٹا تصور کرے وہ گمراہ ہے اس سے مجلس شریف پڑھوانا یا اس کا سننا اس سے امید ثواب رکھنا اس کی تعظیم کرنا سب ناجائز ہے جب تک تائب نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۹: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے اگر ہجرت ہی کرنا ہے تو بجائے کابل کے مدینہ منورہ کو ہجرت کروں گا کم از کم یہ تو ہوگا کہ مسجد نبوی شریف میں ایک نماز پڑھنے سے پچاس ہزار نماز کا ثواب ملے گا اور کہتا ہے دین مدینہ منورہ سے نکلا ہے اور پھر اس طرف پلٹ جائے گا پس اس جگہ سے کون جگہ افضل ہوگی اور اس زمانہ میں جب کہ نصاریٰ کا قبضہ اس جگہ ہے کابل سے ہزار درجہ اس جگہ ہجرت کو افضل کہتا ہے اور اپنے لئے باعث سلامتی دین و شفاعت تصور کرتا ہے زید کا یہ خیال درست ہے یا نہیں۔ اور ہجرت اس درست ہوگی یا نہیں۔ اور اگر ہجرت میں یہ نیت کرے کہ جب تک بیت اللہ شریف اور مدینہ منورہ پر کفار کا قبضہ ہے اتنی مدت اپنے وطن میں نہ آئے گا ایسی نیت اس کی درست ہوگی یا نہیں۔ بینوا تو جروا۔

الجواب: زید کے بالائی خیالات سب صحیح ہیں بے شک مدینہ منورہ سے کسی شہر کو نسبت نبی ہو سکتی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ ”والمدينة خیر لہم لو کانو یعلمون“ ”مدینہ منورہ ان کے لئے سب سے بہتر ہے اگر وہ جانیں“۔ مگر مدینہ منورہ میں مجاورت ہمارے ائمہ کے نزدیک مکروہ ہے کہ حفظ آداب نہیں ہو سکے گا اور قبضہ کفار کا بیان غلط اور ہو تو یہ نیت کہ ان کے قبضے تک وہیں رہے گا الٹی نیت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۰: خدمت والا میں گزارش ہے کہ براہ کرم امور ذیل کا جواب مرحمت فرما کر خادم کی تسلی فرمائیں۔

- (۱) مسائل خلافت اسلامیہ و ہجرت عند الہند کے متعلق مولوی عبدالباری فرنگی محلی و ابوکلام آزاد وغیرہ نے جو کچھ آواز اٹھائی ہے یہ حدود اسلامیہ و شرعیہ کے موافق ہے یا خلاف۔
 - (۲) ہر لحاظ سے جناب والا کی خاموشی کن مصالح کی بناء پر ہے اگر موافق ہے تو کیوں ان اصحاب کی تائید میں آواز نہیں اٹھاتے اور اگر خلاف ہے تو دوسرے مسلمانوں کو خطرناک ہلاکت سے کیوں نہیں روکا جاتا جناب والا نے اپنے لئے کیا راہ تجویز فرمائی ہے۔
- بینوا تو جروا۔

الجواب: مقصد بتایا جاتا ہے اما کن مقدسہ کی حفاظت اس میں کون مسلمان خلاف کر سکتا ہے اور کاروائی کی جاتی ہے کفار سے اتحاد مشرک لیڈروں کی غلامی و تقلید قرآن شریف و حدیث شریف کی عمر کو بت پرستی پر نثار کرنا۔ مسلمانوں کا قشقہ لگوانا کافروں کی جے بولنا رام پچھمن پر پھول چڑھانا اور امین کی پوجا میں شریک ہونا مشرک کے جنازہ اپنے کندھوں پر اٹھا کر اس کی جے بول کر مرگھٹ کو لے جانا کافروں کو مسجد میں لے جا کر مسلمانوں کا واعظ بنانا شعار اسلام قربانی گاؤ کو کفار کی خوشامد میں بند کرنا ایک ایسے مذہب کی فکر میں ہونا جو اسلام و کفر کی تمیز اٹھا دے اور بتوں کے معبد پر آگ کو مقدس ٹھہرائے اور اسی طرح کے بہت اقوال احوال و افعال جن کا پانی سر سے گذر گیا جنہوں نے اسلام پر یکسر پانی پھیر دیا کون مسلمان ان میں موافقت کر سکتا ہے۔ ان حرکات خبیثہ کے رد میں فتوے لکھے گئے۔ اور لکھے جا رہے ہیں اس سے زیادہ کیا اختیار ہے پاکی ہے اسے جو مقلب القلوب والابصار ہے۔

وحسبنا اللہ ونعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی
العظیم۔ واللہ تعالیٰ العلیم۔

مسئلہ ۱۱: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو پتیا درخت بوجہ غفلت تسبیح گر جاتا ہے یا جانور ذبح کر دیا جاتا ہے تو پھر بعد سزا غفلت ان کا تسبیح میں مشغول ہونا ثابت ہے یا نہیں؟ بیوا تو جروا۔
الجواب: رب عزوجل فرماتا ہے:

تسبح له السموات السبع والارض ومن وفيهن وان من شیء
الا یسبح بحمده ولكن لا تفقهون تسبیحهم۔

ترجمہ: ”اس کی تسبیح کرتے ہیں آسمان اور زمین اور جو کوئی ان میں ہیں اور کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح نہ کرتی ہو مگر تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے۔“
یہ کلیہ عامہ جمیع اشیاء عالم کو شامل ہے ذی روح ہو یا بے روح۔ اجسام محضہ جن کے ساتھ کوئی روح نباتاتی بھی قائم نہیں دائم تسبیح ہیں کہ ان میں شیئی کے دائرہ سے خارج نہیں مگر

ان کے تسبیح بے منصب ولایت نہیں مسموع نہ مفہوم اور وہ اجسام جن سے روح انسی یا ملکی یا جنی یا حیوانی یا نباتی متعلق ہے ان کی دو تسبیحیں ہیں ایک تسبیح جسم کہ اس روح متعلق کے اختیاری نہیں وہ اسی ان من شئی کے عموم میں اس کی اپنی ذاتی تسبیح ہے۔

دوسری تسبیح روح نہ ارادی و اختیاری ہے اور برزخ میں ہر مسلمان کو مسموع و مفہوم۔ اس تسبیح ارادی میں غفلت کی سزا حیوان و نباتات کو قتل و قطع سے دی جاتی ہے اور اس کے بعد یا جب جانور مر جائے یا نبات خشک ہو جائے منقطع ہو جاتی ہے ولہذا ائمہ دین نے فرمایا ہے کہ ترگھاس مقابر سے نہ اکھیڑیں۔

فانہ مادام رطبایسبح اللہ تعالیٰ فیونس المیت۔

”کہ وہ جب تک تر ہے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے تو میت کا دل بہلتا ہے۔“ مگر قتل و قطع و موت کے بعد بھی وہ تسبیح کہ نفس جسم کی تھی جب تک اس کا ایک جزو ”لا تجزی“ باقی رہے گا منقطع نہ ہوگی۔ ”ان من شئی الایسبح بحمدہ“ اسے روح سے تعلق نہ تھا کہ تعلق روح نہ رہنے سے منقطع ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۲: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اہل سنت و جماعت اس مسئلہ میں کہ ایک مولوی صاحب وعظ میں اس طرح کہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کو اپنے کلام پاک میں ”یوں ارشاد فرماتے ہیں“ اور کبھی اس طرح کہتے تھے ”ارشاد فرماتا ہے“ کہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اور کہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ایسے کلام کے کہنے سے انسان پر کفر و شرک تو لازم نہیں آتا گنہگار ہوتا ہے یا نہیں اور کتابوں کے مصنف نے اللہ فرماتے ہیں کیوں نہیں لکھا اور فرماتا ہے لکھا اس کی کیا وجہ ہے؟ بیٹو اتو جروا۔

الجواب: اللہ عزوجل کو ضماّر مفرد سے یاد کرنا مناسب ہے کہ وہ واحد فرد وتر ہے اور تعظیماً ضماّن جمع میں بھی حرج نہیں اس کی نظیر قرآن عظیم میں ضماّر متکلم میں تو صد ہا جگہ ہے

انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحفظون۔

اور ضماّر خطاب میں صرف ایک جگہ ہے وہ بھی کلام کافر سے کہ عرض کرے گا ”رب ارجعون اعمل صالحا“ اس میں علماء نے تاویل فرمادی ہے کہ ارجع کی جمع باعتبار تکرار

ہے یعنی ”ارجع ارجع ارجع۔“ ہاں ضما نر غیبت میں ذکر مرجع صیغہ جمع فارسی اور اردو میں بکثرت بلا تکثیر رائج ہیں۔

آسمان بار امانت نتوانست کشید
قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند!
ع سعدیاروز ازل جنگ تمبر کاں دادند

زرویت ماہ تاباں آفریدند
زقدت سرد بستاں آفریدند

ایسی جگہ لوگ قضا و قدر کو مرجع بتاتے ہیں بہر حال یوں ہی کہنا مناسب ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مگر اس میں کفر و شرک کا حکم کسی طرح نہیں ہو سکتا نہ گناہ ہی کہا جائے گا بلکہ خلاف اولیٰ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۳: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اکثر قاعدہ ہے جب لڑکا چار برس چار ماہ چار دن کا ہوتا ہے تو بسم اللہ شریف اس کو پڑھاتے ہیں اور خوشی کرتے مٹھائی وغیرہ بانٹتے ہیں اس کا کیا حکم ہے جائز ہے یا نہیں سنت ہے یا مستحب کیا یہی ضروری ہے کہ جب لڑکے کی عمر مذکور بالا ہو جب ہی پڑھائی جائے یا کم و بیش پر بھی پڑھا سکتا ہے اور کسی عالم کے پاس لے جائے یا ہر شخص صحیح عقیدہ پڑھا سکتا ہے نیز مسنون طریقہ ارقام فرمائیے۔

الجواب: طریقہ مذکورہ جائز ہے اور اتنی عمر ضروری نہیں کم و بیش بھی ہو سکتی ہے عالم کو پڑھانا بہتر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۴: حضرات کرام اہل سنت و ارث علوم شریعت کیا فرماتے ہیں کہ زید سنی ایک بزرگوار کا مرید ہے ابھی تھوڑا ہی زمانہ گزرا ان بزرگوار کا انتقال ہو گیا اب زید اور کسی عالم سے بیعت ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: تبدیل بیعت بلا وجہ شرعی ممنوع ہے اور تجدید جائز ہے بلکہ مستحب ہے اور جو سلسلہ

عالیہ قادریہ میں نہ ہو اور شیخ سے انحراف کیے بغیر اس سلسلہ عالیہ میں بیعت کرے، وہ تبدیل بیعت نہیں بلکہ تجدید بیعت ہے کہ جمیع سلاسل اسی سلسلہ اعلیٰ کی طرف راجع ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۵: کیا فرماتے ہیں اعلیٰ حضرت مجدد مائتہ وفاضل بریلوی مولانا احمد رضا خان صاحب ادا م اللہ بالبر والا احسان اس مسئلہ میں کہ جمعہ کی نماز پڑھ کر اس کے بعد نماز ظہر پڑھنی چاہئے یا نہیں؟

الجواب: ہندوستان بفضلہ دار لسلام ہے یہاں کے شہروں میں جمعہ صبح ہے اس کے بعد نماز ظہر کی حاجت نہیں ہاں جاہلوں نے جو دیہات میں جمعہ نکال لیا ہے وہاں اگر کوئی جمعہ پڑھے تو اس پر ظہر پڑھنا ضرور لازم ہے کہ دیہات میں جمعہ نہیں ہوتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۶: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں اگر کسی داڑھی منڈے سے ملاقات ہو اور یہ شناخت نہ ہو کہ مسلمان ہے یا ہندو اس کو سلام کرنا چاہئے یا نہیں اور اس صاحب کو سلام کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ بینواتو جروا۔

الجواب: جو شخص پہچان میں نہ آئے کہ مسلمان ہے یا کافر اس سے ابتداء سلام جائز نہیں کہ ابتداء سلام مسلمان کے ساتھ سنت ہے اور کافر کے ساتھ حرام ہے اور فعل جب سنت و حرام میں مترود ہونا جائز رہے گا کمافی الخلاصۃ الدر مختار وغیرہما واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۷: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عبداللہ بن ہاشم بن عبدمناف چاروں پشت پر فاتحہ درود پڑھنا چاہئے یا نہیں؟ بینواتو جروا۔

الجواب: ہمارے نزدیک صحیح و ریح یہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے آباؤ اہمات حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ و حضرت آمنہ رضی اللہ عنہما سے حضرت آدم علیہ السلام و حضرت حوا علیہا السلام تک سب اہل توحید و اسلام و نجات ہیں تو انہیں ایصال ثواب میں حرج نہیں البتہ اختلاف علماء سے بچنے کے لئے مناسب یہ ہے کہ ثواب نذر بارگاہ بیکس پناہ حضور اقدس ﷺ کرے اور حضور اقدس ﷺ کے طفیل میں حضور ﷺ کے علاقہ والوں کو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۸: کیا فرماتے ہیں علمائے اہل سنت اس مسئلہ میں کہ ازوائے فرمان اللہ عزوجل و رسول ﷺ یزید بخشا جائے گا یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب: یزید پلید کے بارے میں ائمہ اہل سنت کے تین قول ہیں امام احمد و اکابر رضی اللہ عنہم سے کافر جانتے ہیں تو ہرگز بخشش نہ ہوگی اور امام غزالی رضی اللہ عنہ وغیرہ مسلمان کہتے ہیں تو اس پر کتنا عذاب ہو بالآخر بخشش ضرور ہے اور ہمارے امام سکوت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نہ مسلمان کہیں نہ کافر لہذا یہاں بھی سکوت کریں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۹: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو چیز خالص لوجہ اللہ ذی جاتی ہے اس کا کھانا امیر غنی کو کیسا ہے؟ بینوا تو جروا۔

الجواب: صدقہ واجبہ جیسے زکوٰۃ و صدقہ فطر غنی پر حرام ہے اور صدقہ ناقلہ جیسے حوض و سقاہ کا پانی یا مسافر خانہ کا مکان غنی کو جائز ہے مگر میت کی طرف سے جو صدقہ ہو غنی کو دے غنی لے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۰: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ فرشتہ پر فاتحہ درود پڑھنا چاہئے یا نہیں؟

الجواب: درود جیسے علیہ السلام یہ تو ملائکہ کیلئے ہے یہی ایصال ثواب بھی کر سکتے ہیں۔

لان السنکة اهل الثواب كما ذكره امام الرازي وفي رد المحتار
للملئكة فضائل علينا في الثواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۱: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کوئی کہے یعنی منت مانے کہ جان کا بدلہ صدقہ مسجد میں لے جائیں گے اور اسی کو بعض یوں کہتے ہیں کہ جان بیچ جائے کام بن جائے تو نذر اللہ مصلیٰ کو کھلائیں گے کوئی کہے کہ ہمارا کام ہو جائے تو مسجد میں شیرینی لے جا کر مصلیٰ کو کھلائیں گے تو یہ چیز ہر ایک کو کھانا جائز ہے یا نہیں خوانہ امیر ہو یا غریب۔ بینوا تو جروا۔

الجواب: مسجد میں شیرینی لے جائیں گے یا نمازیوں کو کھلائیں گے، یہ کوئی نذر شرعی نہیں جب تک کہ خاص فقراء کے لئے نہ کہے اسے امیر فقیر جس کو دے سب کھا سکتے ہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۱: (ب) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مردہ کے نام کا کھانا جو امیر و غریب کو کھلاتے ہیں کس کو کھانا چاہئے اور کس کو نہیں اور یوں بھی کہتے ہیں کہ مردہ کے نام کا کھانا مصلیٰ امیر غریب سب کو کھلاتے ہیں جائز ہے یا نہیں۔ بینواتو جروا۔

الجواب: مردہ کا کھانا صرف فقراء کے لئے ہے عام دعوت کے طور پر جو کرتے ہیں یہ منع ہے غنی نہ کھائے۔

کما فی فتح القدیر و مجمع البرکات۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۲: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سورج کدو یعنی پیٹھا کھانا جائز ہے یا نہیں؟ بینواتو جروا۔

الجواب: پیٹھا حلال ہے۔ خلق لکم مافی الارض۔ (البقرہ ۳۶)۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۳: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ختنہ کی تقریب میں جو کھانا کھلایا جاتا ہے وہ درست ہے یا نہیں؟ بینواتو جروا۔

الجواب: درست ہے کہ یہ سرور ہے اور سرور میں دعوت سنت ہے بخلاف طعام موت کے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۴: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص منت کسی قسم کی نماز، روزہ، حج، صدقہ مانے اور بغیر ادا کیے ہوئے مر گیا اس کے اس حق کے ادا کی کیا صورت ہے؟ بینواتو جروا۔

الجواب: اگر وصیت کر گیا ادا واجب ہے اور وصیت تہائی مال میں نافذ ہوگی حج کرائیں، صدقہ دیں، نماز، روزہ کا فدیہ دیں اور اگر وصیت نہ کی اور وارث بالغ اس کی طرف سے حج کرے یا کرائے اور اپنے حصہ میں سے فدیہ دے تو بہتر و موجب اجر ہے ورنہ مطالبہ نہیں میت نے اگر ادا میں تقصیر کی تو اس پر مطالبہ ہے ورنہ اس پر بھی نہیں جو ہرہ نیرہ در مختار میں ہے۔

ادامات من علیہ زکوٰۃ او فطراو کفارة او نذر لم توخذ من ترکہ

عندنا لا يتبرع ورثته بذلك وهم من اهل التبرع ولم

يجبروا و اعليه وان اوصى تنفيذ من ثلث - والله تعالى اعلم -

مسئلہ ۲۵: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ دو بھائی کافر ہیں ایک مسلمان ہو گیا تو اب وہ بھائی کافر اس کو حق نہیں دیتا ہے اور کہتا ہے کہ تم ہمارے مذہب سے نکل گئے تمہارا حق کیا ہے تو اس مسلمان بھائی کا حق ہو گا یا نہیں؟ بیوا تو جروا۔

الجواب: اگر باپ کا ترکہ دونوں بھائیوں نے پایا تھا اب ایک مسلمان ہو گیا تو وہ اپنے حصہ کا مالک ہے مسلمان ہونے سے ملکیت نہیں زائل ہوتی ہاں اس کے اسلام کے بعد ان کافروں میں سے جو مر اس کا ترکہ اسے نہیں ملے گا۔ لاختلاف الدین۔ واللہ تعالیٰ واعلم۔

مسئلہ ۲۶: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بزرگوں کے مزار پر عرسوں میں یا اس کے علاوہ عورتیں جاتی ہیں پاکی یا ناپاکی کی حالت میں بھلائی کی طلب و حاجت برائی کے لئے اور وہاں پیٹھتی ہیں تو اس قبرستان میں ان کا ٹھہرنا جائز ہے یا نہیں۔ اگر یہ باتیں بری ہیں تو اس بزرگ میں تصرف و قوت اس کے روکنے کی ہے یا نہیں اور جو بعض لوگ کہتے ہیں کہ بزرگ لوگ اپنے مزار سے تصرف نہیں کر سکتے ہیں اور یہ دلیل لاتے ہیں کہ اگر وہ تصرف کر سکتے ہیں تو وہاں رنڈیاں گاتی بجاتی ناچتی ہیں عورتیں غیر محرم رہتی ہیں ان کے بچے پیشاب کرتے ہیں تو کیوں نہیں روکتے یہ کہنا ان لوگوں کا اور ان کی یہ دلیل صحیح ہے یا نہیں اور اس کا کیا جواب ہے؟ بیوا تو جروا۔

الجواب: عورتوں کا مزارات اولیاء و مقابر عوام دونوں پر جانے کی ممانعت ہے اولیائے کرام کا مزارات میں تصرف کرنا بیشک حق ہے اور بیہودہ دلیل محض باطل اصحاب مزارات دائرہ تکلیف میں نہیں وہ اس وقت محض احکام تکوینیہ کے تابع ہیں سینکڑوں نا حفاظیاں لوگ مسجد میں کرتے ہیں اللہ عزوجل تو قادر مطلق ہے کیوں نہیں روکتا حاضران مزار مہمان ہوتے ہیں مگر عورتیں ناخواندہ مہمان ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۷: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ قوالی جو عرسوں میں یا ان کے علاوہ

ہوتی ہے جس میں سوانعتیہ غزلیات کے عاشقانہ آلات یعنی مزامیر کے ساتھ بجائے جاتے ہیں جائز ہیں یا نہیں بزرگ لوگ جو اس میں شریک ہوتے ہیں بلکہ بعض کی نسبت وصال ہو جانا بھی سنا جاتا ہے یہ فعل مان کا کیسا ہے اگر یہ برا ہے تو خانقاہوں میں پشتہا پشت سے ہوتی چلی آتی ہے خلاف ہے یا نہیں اور ایسی خانقاہوں میں جانا اور ارادت کرنا اور انہیں بہتر سمجھنا اور ان کے سامنے سر نیا زخم کرنا کیسا ہے جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب: خالی توالی جائز ہے اور مزامیر زیادہ غلو اب مقسبان سلسلہ عالیہ چشتیہ کو ہے اور حضرت سلطان المشائخ محبوب الہی رضی اللہ عنہ فوائد انوار شریف میں فرماتے ہیں مزامیر حرام است حضرت مخدوم شرف المملۃ والدین یحییٰ منیری قدس سرہ نے مزامیر کو زنا کے ساتھ شمار کیا ہے اکابر اولیاء نے ہمیشہ فرمایا کہ مجرد شہرت پر نہ جاؤ جب تک میزان شرع پر مستقیم نہ دیکھ لو پیر بتانے کے لیے جو چار شرطیں لازم ہیں اس میں ایک بھی کہ مخالفت شرع مطہر آدمی خود اختیار نہ کرے نا جائز فعل کو نا جائز ہی جانے اور ایسی جگہ کسی ذات خاص سے بحث نہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۸: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بزرگوں کے مزار سے جو چراغ کی روشنی غنی ہوتی ہے یہ کیسی ہے اور اس سے صاحب مزار کی بزرگی ثابت ہوتی ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب: اگر منجانب اللہ ہے تو ضرور بزرگی ثابت ہوتی ہے اور اگر بزرگی ثابت ہے تو منجانب اللہ ہے ورنہ امر محتمل ہے شیطان ایسے کرشمے دکھاتا ہے حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی ازواج مطہرات سے ایک بی بی جب اندھیرے میں جاتیں ایک شمع روشن ہو جاتی۔ ایک روز حضور نے ملاحظہ فرمایا اسے بچھا دیا اور فرمایا یہ شیطان کی جانب سے ہے پھر ایک ربانی نور ان کے ساتھ فرمایا کما بھجة الاسرار و معدن الانوار۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۹: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ قبر پر درخت لگانا اور دیوار کھینچنا یا قبرستان کی حفاظت کے لئے اس کے چار طرف کھود کر جس میں قدیم قبریں بھی ہیں محاصرہ

کرنا جائز ہے یا نہیں؟ بینواتو جروا۔

الجواب: حفاظت کے لئے حصار بنانے میں حرج نہیں اور درخت اگر سایہ زائرین کے لئے ہوں تو اچھا ہے مگر قبر سے جدا ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۰: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ظاہر ولی اللہ یعنی زندہ اور صاحب مزار ولی اللہ کے مابین ظاہر طریقہ سے ہم کلام ہونے کی کوئی خبر ہے یا نہیں؟ بینواتو جروا۔

الجواب: بکثرت ہیں کہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی شرح الصدور وغیرہ میں مذکور ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۱: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اللہ عزوجل کے کتنے نام ہیں اور شہنشاہ دو جہاں رضی اللہ عنہما کے کتنے؟ بینواتو جروا۔

الجواب: اللہ عزوجل کے ناموں کا شمار نہیں اس کی شانیں غیر محدود ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے پاک بھی بکثرت ہیں کہ کثرت اسماء شریف مسمی سے ناشی ہے آٹھ سو سے زیادہ مواہب و شرح مواہب میں ہیں اور فقیر نے چودہ سو پائے اور حصر ناممکن۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۲: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سورہ فاتحہ و سورہ اخلاص میں خدا ہی کی تعریف ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی؟ بینواتو جروا۔

الجواب: سورہ فاتحہ میں حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صریح مدح ہے ”الصراط المستقیم“ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ حضرت ابو بکر صدیق و عمر رضی اللہ عنہما ”العتیم علیہم“ کے چاروں فرقوں کے سردار انبیاء ہیں انبیاء کرام کے سردار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں شیخ محقق نے اخبار الاخبار میں بعض اولیاء کی ایک تفسیر بتائی جس نے انہیں ہر آیت کو نعت کر دیا ہے اس میں سورہ اخلاص بھی داخل ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۳: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو بزرگ عالم حیات میں اپنے معتقدوں کو تعلیم دینے ہیں اگر بعد وصال کے بھی خواب میں تعلیم کریں تو اس پر یعنی خواب کی باتوں پر شرع کی رو سے چلنا کیسا ہے؟ بینواتو جروا۔

الجواب: اچھے خواب پر عمل خوب ہے اور اچھا وہ کہ موافق شرع ہو۔ واللہ تعالیٰ واعلم۔

مسئلہ ۳۴: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ نے لال کافر کو مارا اور وہ بھاگا اور ہنوز زندہ ہے آیا اس کی خبر حدیث سے ہے اور کب تک زندہ رہے گا اور پھر ایمان لائے گا یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب: یہ بے اصل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۵: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام مسئلہ میں کہ حنا نہ لکڑی جو آپ ﷺ کے فراق میں نالاں تھی قیامت کے دن اس کا کیا حال ہوگا؟ بینوا تو جروا۔

الجواب: وہ جنت کا ایک درخت کیا جائے گا کمانی الحدیث۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۶: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حضرات منصور تمبر دسرمد نے ایسے الفاظ کہے جن سے خدائی ثابت ہوتی ہے تو دار پر آئے اور کھال کھنچی گئی لیکن وہ ولی اللہ گنے جاتے ہیں اور فرعون، شداد، نمرود نے دعویٰ کیا تو مخلد فی النار ہوئے اس کی کیا وجہ ہے؟

الجواب: ان کافروں نے خود کہا اور ملعون ہوئے اور انہوں نے خود نہیں کہا اس نے کہا جسے کہا شایاں ہے آواز بھی انہیں سے مسوع ہوئی جیسے موسیٰ علیہ السلام نے درخت سے سنا "انی انا الیہ۔" میں ہی ہوں اللہ رب سارے جہاں کا" کیا درخت نے کہا تھا ش بلکہ اللہ نے یو ہیں یہ حضرات اس وقت شجر موسیٰ علیہ السلام ہوتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ واعلم۔

مسئلہ ۳۷: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جس زمین سے مال گزاری مالک لیتا ہے اور میں اگر پانی ٹھہرا اور مچھلی ٹھہری تو مالک کہتا ہے کہ یہ مچھلی ہماری ہے اگر رعایا ناہ دے تو گناہ گار تو نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب: مباح مچھلی جو پکڑ لے اسی کی ہے مالک کو اس پر دعویٰ نہیں پہنچتا۔ واللہ تعالیٰ واعلم۔

مسئلہ ۳۸: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ:

(الف) طول قیام کثرت رکوع سجود سے واجب ہے یا نہیں؟

(ب) نماز کے اندر اگر نوپا گر جائے تو اٹھانا چاہئے یا نہیں؟

(ج) امام قرات یا رکوع کو کسی مقتدی کے واسطے دراز کر سکتا ہے یا جب کہ مقتدی وضو کر رہا ہو یا مسجد میں آگیا ہو اور یہ امام کو معلوم ہو گیا کہ کوئی شخص ہے کہ عنقریب شریک ہونا چاہتا ہے بایں صورت رکوع میں کچھ دیر کر رہا ہے تو جائز ہے یا نہیں؟

(د) وتر میں قبل دعائوت کے سہو رکوع کیا اور دو ایک تسبیح بھی پڑھ چکا ہے اب خیال ہوا اور کھڑ ہو کر دعائے قنوت پڑھی تو اس صورت میں سجدہ سہو لازم ہے یا نہیں؟

(ه) ایک آیت ”ما یجوز بہ الصلوۃ“ کی کتنی مقدار ہے؟

الجواب: (الف) ہاں طول قیام احب ہے، میں ہے المذہب المعتمد ان طول القیام احب اسی میں ہے ”المذہب المعتمد ان طول قیام احب“ اسی میں ہے ”قول الام سوا صحیح بل هو قول الكل۔“

(ب) اٹھالینا افضل ہے جب کہ بار بار نہ گئے اور اگر تذلیل وانکسار کی نیت سے سر پر برہنہ رہنا چاہئے تو نہ اٹھانی افضل در مختار میں ہے

سقطت قلنسوتہ فاعادتها افضل الا اذا احتاجت

بکتیر او عمل کثیر۔ الظاهر ان افضلیتہ اعادتها حیث لم

یقصد بتر کھا التذلل۔

(ج) اگر خاص کسی شخص کی خاطر اپنے کسی علاقہ خاصہ یا خوشامد کے لیے منظور ہو تو ایک بار تسبیح کی قدر بھی بڑھانکی ہرگز جائز نہیں بلکہ ہمارے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ شخصی علیہ امر عظیم یعنی اس پر شرک کا اندیشہ ہے کہ نماز میں اتنا عمل اس نے غیر اللہ کے لئے کیا اور اگر خاطر خوشامد منظور نہ ہو بلکہ عمل حسن پر مسلمان کی اعانت، (اور یہ اس صورت واضح میں ہوتی ہے کہ یہ اس آنے والے کو نہ پہچانے یا پہچانے اور اس کا کوئی تعلق خاص اس سے نہ ہو کوئی غرض اس سے انگی ہو) تو رکوع میں دو ایک تسبیح کی قدر بڑھا دینا جائز بلکہ اگر حالت یہ ہو کہ ابھی سراٹھائے لیتا ہے تو وہ رکوع میں شامل ہونے نہ ہونے میں شک میں پڑھا جائے گا تو بڑھا دینا مطلوب اور جو ابھی نماز میں نے ملے گا مسجد میں آیا وضو وغیرہ کر لے یا وضو کر

رہا ہے اس کے لئے مسنون پر نہ بڑھائے بلکہ اگر بڑھانا موجب ثقل حاضرین نماز ہوگا تو سخت ممنون، ناجائز ہے

المسألة واردة في الكتب وبسطها الشامي في صفة الصلوة
وما قلته عطر التحقيق۔

(د) تسبیح پڑھ چکا ہو یا ابھی کچھ پڑھنے پایا ہو اسے قنوت کے لئے رکوع چھوٹنے کی اجازت نہیں اگر قنوت کیلئے قیام کی طرف عود کیا گناہ کیا پھر قنوت پڑھے یا نہ پڑھے اس پر تجدد ہو ہے درمختار میں ہے۔

لونسى القنوت ثم تزكوه فى الركوع لا يقنت فيه لفوات
محله ولا يعود الى القيام فان اعادة وقت ولم بعد الركوع لم
تفسد صلاته ويسجد للسهو وقت اول الزواله عنه محله اه
اقول وقوله ولم بعد الركوع اى ولولم يعده لانه لم يرتفص
بالعود للقنوت لكان لو اعاده فسدت لان زيادة مادون ركعة
لا تفسد نعم لا يكفيه اذن بسجود السهو لانه اخر السجدة
بهذا الركوع عمدته فعليه الاعادة سجد للسهو اولم يسجد۔

(ه) وہ آیت کہ چھ حرف سے کم نہ ہو اور بہت نے اس کے ساتھ یہ شرط لگائی کہ صرف ایک کلمہ کی نہ ہو تو ان کے نزدیک ”مدہا متن“ اگرچہ پوری آیت اور چھ حرف سے زائد ہے جواز نماز کو کافی نہیں۔ اسی کو مدیہ و ظہیریہ و سراج و ہاج و فتح القدر و بحر الرائق و درمختار و غیرہا میں اصح کہا اور امام الاجل علی اسبجانی و امام ملک العلماء و ابو بکر مسعود کاشانی نے فرمایا ہے کہ ہمارے امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک صرف مدہا متن سے بھی نماز جائز ہے اور اس میں اصلاً ذکر خلاف نہ فرمایا درمختار میں ہے۔

اقلها سنة احرف ولو تقديرا كلم يلد اذا كانت كلمة فالاصح

عدم الصحة۔

ہندیہ میں ہے

الاصح انه لا يجوز كذافي شرح الجمع لابن ملك
وهكذافي الظهير والسراج الوهاج وفتح القدير۔
فتح القدير میں ہے۔

لو كالت كلمة نحو مدھامتن، ض، ق، ن، فان هذه آيات
عند بعض القراء الاصح انه لا يجوز لانه يسمي عاد الاقارما۔
بحر الرائق میں اسے ذکر کر کے فرمایا:

كذاد كره الشارحون وهو مسلم في ص ونحوه اما في
مدھامتن فر كبر الاسيحيابي وصاحب البدائع انه يجوز على
قول ابي حنيفة من غير ذكر خلاف بين المشائخ۔
بدائع میں ہے:

في ظاهر الرواية قدر ادنى المفروض بالاية التامة كقوله
تعالى مدھامتن وما قاله ابو حنيفة اقيس۔ اقول۔

اظہر یہی ہے مگر جب کہ ایک جماعت اسے ترجیح دے رہی ہے تو احتراز ہی میں
احتیاط ہے خصوصاً اس حالت میں کہ اس کی ضرورت نہ ہوگی مگر مثل فجر میں جبکہ وقت قدر
واجب سے کم رہا ہو ایسے وقت ”ثم نظر“ کہ بالا جماع ہمارے امام کے نزدیک ادائے فرض
کو کافی ہے۔ ”مدھامتن“ سے جلد ادا ہو جائے گا کہ اس میں حرف بھی زائد ہیں اور ایک
متصل ہے جس کا ترک حرام ہے ہاں جسے یہی یاد ہو اس کے بارے میں وہ کلام ہوگا اور
احواطا عاده۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۹: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر عورت حج کو جانا چاہتی ہے اور
شوہر اس کا اس کو منع کرے کسی عذر سے تو جاسکتی ہے بغیر اجازت شوہر کے یا نہیں؟ بینوا تو جروا
الجواب: اگر محرم ساتھ ہے اور حج اس پر فرض ہے تو جائے گی ورنہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
مسئلہ ۴۰: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شوہر کسی کام کے کرنے کا حکم کرے

اور وقت نماز اتنا ہے کہ اگر اس کے حکم کی تعمیل کرے تو پھر نماز کا وقت باقی نہیں رہے گا تو اس صورت میں عورت نماز پڑھے یا حکم شوہر بجلائے؟ بینو تو جروا۔

الجواب: نماز پڑھے ایسا حکم ماننا حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۱: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے قیام میلاد شریف اگر مطلقاً ذکر خیر کی وجہ سے کیا جاتا ہے تو اول وقت سے کیوں نہ کیا جاتا اس لئے کہ اول سے خیر ہی ہوتا ہے اور اگر اس خیال سے کیا جاتا ہے کہ حضور ﷺ رونق افروز ہوتے ہیں تو کیا حضور ﷺ اول وقت رونق افروز نہیں ہوتے اگر ہوتے ہیں تو ابتدائے مجلس مبارک قیام ہی سے کیوں نہیں کرتے اور اگر نہیں کیا تو فظہرہ فولد (ﷺ) ہی کے وقت جلوہ افروز ہوتے اور تا قیام تشریف فرما رہتے اور فوراً لوگوں کے بیٹھے ہی تشریف لے جاتے ہیں تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور کا آنا لوگوں کے قیام نیز میلاد خواں کے فظہرہ فولد کہنے پر موقوف ہے کیا یہ زید کا کہنا لغو ہے یا نہیں اور اس کا کافی جواب کیا ہے؟ بینو تو جروا۔

الجواب: زید کی یہ سب حماقتیں جہالتیں سفاہتیں ہیں مہمل ولا یعنی ستوق اپنی طرف سے ایجاد کئے اور جو وجہ حقیقی ہے اس کی طرف اسے ہدایت نہ ہوئی تعظیم ذکر اقدس مثل تعظیم ذات انور ہے ﷺ تعظیم ذات باختلاف حالات مختلف ہوتی ہے معظم کے قدم کے وقت قیام کیا جاتا ہے اور اس کے حضور کے وقت بادب اس کے سامنے بیٹھنا تعظیم ہے ذکر شریف میں بھی قدم کی تعظیم قیام سے ہے اور باقی وقت کی تعظیم بادب قعود سے۔

ولکن ولوہابیہ قوم لایعقلون۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۲: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ زید معاذ اللہ یہ کہے کہ میں عیسائی یا وہابی یا کافر ہو جاؤں گا۔ نام ایک فرقہ کا لیا آیا وہ انہیں میں سے ہو گا یا نہیں یا یہ کہے کہ جی چاہتا ہے کہ غیر مقلد ہو جاؤں یا یہ کہے کہ غیر مقلد ہونے کو جی چاہتا ہے یہ قول کیسا ہو گا اگرچہ کسی کو چھیڑنے مذاق کی غرض سے کہے؟ بینو تو جروا۔

الجواب: جس نے جس فرقہ کا نام لیا اس فرقہ سے ہو گیا مذاق سے کہے یا کسی دوسرے وجہ

سے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اس پر کوئی کہے کہ ہم نے کہا کہ مٹھائی کھاؤں گا تو کہنے سے ہم نے کھایا تو نہیں اسی طرح سے اگر ہم کسی فرقہ باطلہ کا نام لیں (کہ اس فرقہ سے ہو جاؤں گا) تو اس فرقہ سے نہ ہونا چاہئے (ج) صرف کہنے سے آدمی کھاتا تو نہیں اور کفر و دین اسلام کہنے سے ہو جاتی ہیں (س) اس سے لازم آتا ہے کہ اگر کافر کہے کہ مسلمان ہو جاؤں گا تو مسلمان ہو جائے گا حالانکہ نہیں (ج) کافر کے اس قول سے صرف اسلام کا پسند کرنا لازم آتا ہے اور پسند سے مسلمان نہیں ہوتا جب تک اسلام نہ لائے اور مسلمان کا دوسرا فرقہ باطلہ کو پسند کرنا لازم خود کفر ہے لہذا یہاں کفر پایا جائے گا وہاں اسلام نہیں پایا جائے گا جب تک اسلام نہ لائے۔

مسئلہ ۴۳: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو شخص نماز میں تعدیل ارکان نہ کرے یعنی رکوع کے بعد سیدھا نہ کھڑا ہو سجدہ کے بعد بیٹھے نہ پائے کہ دوسرا سجدہ کرے بلکہ ایسا دیکھا گیا ہے کہ اول سجدہ سے ایک دو بالشت سر اٹھایا بعد دوسرے سجدہ کر لیا ایسے شخص کی نماز ہوگی یا نہیں؟

الجواب: ایسی نماز قریب نہ ہونے کے ہے اور اس کا پھیرنا واجب ہے اور پڑھنا گناہ۔ حدیث میں فرمایا کہ اگر ساٹھ برس ایسی نماز پڑھے گا قبول نہ ہوگی۔ دوسری حدیث میں ہے:

انا نخاف لومت علی ذلك لمت علی غیر الفطرة ای غیر دین محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

”ہم خوف کرتے ہیں اگر تو اس حال پر مر تو محمد ﷺ کے دین پر نہ مرے گا۔“ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۴: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عورت بغیر اجازت شوہر کے مرید ہو سکتی ہے یا نہیں۔ اگر بغیر اجازت ہوگئی تو کیا حکم ہے؟ بینوا تو جروا۔

الجواب: جامع شرائط کے پیر کے ہاتھ ہو سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۵: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ لڑکی بالغ ہوگئی اور فی الحال کوئی کفو نہیں ملتا کہ جس کے یہاں نکاح ہو، غیر کفو ملتے یعنی کم حیثیت والے یا لڑکی کے والدین

سے زائد حیثیت کے ملتے ہیں مگر ذاتاً کامل اچھے نہیں مثلاً لڑکے کے آباؤ اجداد اچھے تھے لیکن ان کے جور و طوائف تھی بعد نکاح اس سے یہ لڑکا ہوا تو دونوں میں کس کے یہاں کرنا بہتر ہے یا کفو کا منتظر رہے۔ بیوا تو جروا۔

الجواب: فقط مالی حیثیت میں کم ہونا مانع کفایت نہیں۔ کفو وہ نہیں ہے جس کے ساتھ عورت کا نکاح اس کے اولیاء کیلئے باعث تنگ و عار ہو باپ اگر شریف القوم ہے اور طوائف سے بعد اس نے نکاح کیا تو اس سے بچے کے نسب پر حرف نہیں آتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۶: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اول رکعت میں ایک رکوع یا سورہ پڑھی دوسری رکعت میں اگر اس سے مقدم کی سورہ یا رکوع زبان سے سہوا جاری ہو جائے تو اسی کو پڑھے یا موخر کی سورہ یا رکوع پڑھے اس کو چھوڑ دے اگر پڑھ کر نماز تمام کر لی تو ہوئی یا نہیں؟ بیوا تو جروا۔

الجواب: زبان سے سہوا جس سورہ کا ایک کلمہ نکل گیا اسی کا پڑھنا لازم ہو گیا مقدم ہو خواہ موخر خواہ نکر۔ ہاں قصداً تبدیل ترتیب گناہ ہے اگرچہ نماز جب بھی ہو جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۷: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) یہ کہ بعد اذان ثانی کے پہلے اردو اشعار پڑھ لئے جائیں بعد وہ فوراً خطبہ شروع کر دیا جائے۔

(۲) یہ کہ بعد خطبہ پڑھنے کے فوراً اردو پڑھیں بعد وہ نماز کو کھڑے ہوں۔ بیوا تو جروا۔
الجواب: دونوں صورتیں خلاف سنت ہیں غیر عربی کا خطبہ ملانا ترک سنت متوارثہ ہے نہ ترک واجب۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۸: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ قصر نماز کے لئے کہاں تک حد رکھی گئی ہے بذریعہ ریل دو شب دو دن کے سفر میں قصر روزہ نماز ہو گا یا نہیں اگر نہیں تو کتنے دن کے سفر میں قصر چاہئے؟ بیوا تو جروا۔

الجواب: ساڑھے ستاون میل مدت سفر ہے ریل میں خواہ پیادہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
مسئلہ ۴۹: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بوقت زوال آفتاب قرآن پڑھنا چاہئے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب: آفتاب نکلنے ڈوبنے اور ٹھیک دوپہر کو قرآن کی تلاوت کی جگہ اور ذکر الہی درود شریف وغیرہ پڑھیں دو تین وقت تلاوت کے لائق نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
مسئلہ ۵۰: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ آیت لا ۵ پر ٹھہرنا یا رکوع یا وقف کرنا کیسا ہے کیا قباحت ہے اگر جس آیت پر لا ۵۰ رکوع کر دیا جائے تو جائز ہے یا نہیں مثلاً اوپر سے پڑھتا آیا ہے اور ”صم بکم عی لایرجعون“ پر رکوع میں چلا گیا تو جائز ہے یا نہیں کچھ حرج بھی ہے؟ بینوا تو جروا۔

الجواب: ہر آیت پر وقف مطلقاً بلا کراہت جائز ہے بلکہ سنت سے مروی ہے رہا رکوع اگر معنی تمام ہو گئے جیسے آیہ مذکورہ میں کہ اس کے بعد دوسری تمثیل مستقل ارشاد ہوئی ہے جب تو اصلاً حرج نہیں اور اگر معنی بے آیت آئندہ کے نا تمام ہیں تو نہ چاہئے خصوصاً امثال ”قویل للمصلین“ میں کہ نہایت قبیح ہے اور ”ثم رددنا اسفل سافلین“ قبیح اس سے کم ہے نماز بہر حال ہو جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۱: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ سوائے شراب کے بھنگ۔ افیون۔ تازی۔ چرس کوئی شخص اتنی مقدار میں پئے کہ اس سے نشہ نہ آئے تو وہ شخص حرام کا مرتکب ہوایا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب: نشہ بذاتہ حرام ہے نشہ کی چیزیں پینا جس سے نشہ بازوں کی مشابہت ہو اگرچہ حد نشہ تک نہ پہنچے یہ بھی گناہ ہے یہاں تک کہ علماء نے تصریح فرمائی ہے کہ خالص پانی دور شراب کی طرح پینا بھی حرام ہے ہاں اگر دوا کے لئے کسی مرکب میں افیون یا بھنگ یا چرس کا اتنا جز ڈالا جائے۔ جس کا عقل پر اصلاً اثر نہ ہو حرج نہیں بلکہ افیون میں اس سے بھی بچنا چاہئے کہ اس خبیث کا اثر ہے کہ معدے میں سوراخ کر دیتی ہے جو افیون کے سوا کسی بلا سے

نہیں بھرتے تو خواہی نحواہی بڑھانی پڑتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۲: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک شخص سامنے سے گذرا دوسرے سے کہا صلوة ہوگے اور جماعت تیار ہے اس نے کہا نماز پڑھنے والے پر لعنت بھیجتا ہوں جب یہ ذکر ایک تیسرے شخص کے سامنے ہوا اور لوگوں نے کہا یہ کلمہ کفر ہے تو اس نے کہا کہ ایسی باتوں سے کفر نہیں عائد ہوا کرتا حالانکہ یہ شخص عاقل بالغ ہے اس شخص کا کیا حکم ہے؟ بینوا تو جروا۔

الجواب: کہنے والا وہ شخص کافر ہو گیا اس کی عورت نکاح سے نکل گئی اور یہ تیسرا بھی نئے سرے سے کلمہ اسلام پڑھے اور اپنی عورت سے اس کے بعد نکاح کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۳: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے بعد مکان چھوڑنے اپنے دو سال کے ایک خط صرف بنام وارث زوجہ اپنی کے اس مضمون کا لکھا کہ ہم نے اپنی زوجہ کو طلاق دیتے ہیں اب اس کو چاہئے کہ گھر سے میرے سے چلی جائے اب ہمازا آنا نہ ہوگا اور اس کا نشان و پتہ نہیں کہ کہاں چلا گیا حروف اس خط کا اس کے دوسرے خطوں کے ساتھ ملتا جلتا ہے شبہ کو دخل نہیں۔ آیا طلاق ہوئی یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب: اگر عورت باور کرتی ہے کہ یہ خط اس کے شوہر ہی کا ہے تو اسے اختیار ہے کہ بعد عدت جس سے چاہے نکاح کر لے۔

کمانص علیہ فی الہندیۃ عن محیط السرخسی۔ واللہ تعالیٰ

اعلم

مسئلہ ۵۴: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اسلام اس مسئلہ میں کہ ایام حمل میں طلاق دینا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو مدت اس کی کیا ہے؟ بینوا تو جروا۔

الجواب: حمل میں طلاق نہ دی جائے اگر دے گا ہو جائے گی عدت وضع حمل ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۵: کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین دریں مسئلہ میں کہ امام نے سورہ الم پورے رکوع یعنی ”ولہم عذاب عظیم“ تک پڑھی جس میں الم ذلك الکعب

لا ريب فيه هدى للمتقين ه الذين يومنون بالغيب و يقيمون الصلوة و مما رزقنهم ينفقون تک ٹھیک پڑھی بعدہ بجائے والدین یومنون بما انزل الیک کے ”والذین یومنون بالغیب“ پڑھ کر آگے بڑھ گئے اور آگے بجائے ”ان الذین“ کے ”والذین“ پڑھی اور سجدہ سہو بھی کیا نماز ہوئی یا نہیں صرف آیات مذکورہ کے پڑھنے سے نماز ہوگی یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب: نماز ہوگی سجدہ سہو کی کوئی حاجت نہیں تھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۶: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کسی پٹواری یا کسی سرمہ فروش کو دس یا پانچ روپے کوئی شخص دے اور اس سے کہے جب تک میرا روپیہ تمہارے ذمہ ہے مجھے پان بقدر خرچ روزانہ کے دیا کرو اور جب روپیہ واپس دو گے تو مت دینا یہ صورت جائز ہے یا نہیں ناور نہیں تو جواز کی کوئی صورت ہے۔ بینوا تو جروا۔

الجواب: یہ صورت خاص سود اور حرام ہے سود کے جواز کی کوئی شکل نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۷: کیا فرماتے علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نصاب کیلئے یہ بھی شرط ہے کہ ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا بمقدار اس کے روپیہ موجود ہوں اگر ایک شخص کے پاس ساٹھ روپیہ کی بھینس یا بیل ہے تو اس پر قربانی وہ ہے یا نہیں کسی شخص کو ہزار روپیہ ماہوار کی آمدنی ہے لیکن بزمانہ قربانی ایک روپیہ قربانی بھی اس کے پاس موجود نہیں تو کیا وہ شخص قرض لے کر قربانی کرے یا نہیں۔ علیٰ ہذا القیاس کاشت فروخت کر کے قربانی کرے یا نہیں۔ بینوا تو جروا۔

الجواب: قربانی واجب ہونے کے لئے صرف اتنا ضروری ہے کہ وہ ایام قربانی میں اپنی تمام اصلی حاجتوں کے علاوہ چھین روپیہ کے مال کا مالک ہو چاہے وہ مال نقد ہو یا بیل بھینس یا کاشت کاشتکار کے ہل کے بیل اس کی حاجت اصلیہ میں داخل ہیں ان کا شمار نہ ہو۔ ہزار روپیہ ماہوار کی آمدنی والا شخص قربانی کے دن چھین روپے کا مالک نہ یہ صورت خلاف واقعہ ہے اور اگر ایسا فرض کیا جائے کہ اس وقت وہ فقیر ہے تو اس پر قربانی واجب ناہ ہوگی اس

وقت نقد اس کے پاس نہیں وہ چاہے قرض لے کر کرے یا اپنا کچھ مال بیچے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
مسئلہ ۵۸: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ امام کو تین آیتوں کے بعد معنی میں فساد ہو گیا جیسا کہ سورہ یوسف کے شروع میں چار آیات کے بعد ”رایتھم“ کی جگہ ”رایتھم“ پڑھا سا حالت میں نماز ہوگی یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب: فساد معنی اگر ہزار آیت کے بعد ہو نماز ہو جاتی ہے مگر یہاں ”رایتھم“ میں ت کا زیر پڑھنا مقصد نماز نہیں ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۹: کیا فرماتے ہیں علمائے دین سا مسئلہ میں کہ اگر اذان نہ ہوئی ہو یا ہو مگر غلط تو نماز میں کیا خرابی ہے جب کہ ان صورتوں میں نماز پڑھی۔ نماز تراویح حافظ نابالغ پڑھا سکتا ہے یا نہیں۔ نابالغ اذان دے سکتا ہے یا نہیں۔ اگر دے تو لوٹانی چاہئے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔
الجواب: (۱) بغیر اذان کے جماعت کرنا مکروہ ہے اور نماز مکروہ ہوگی اور اذان اگر ایسی غلط ہوئی کہ شرعاً اذان نہ ٹھہری تو وہ بھی بغیر اذان ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) نابالغ کے پیچھے بالغ کی کوئی نماز نہیں ہو سکتی اگرچہ تراویح یا نفل محض ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) نابالغ اگر عاقل ہے کہ اس کی اذان اذان سمجھی جائے تو حرج نہیں اور اگر اس کی اذان کو اذان نہ سمجھیں نقل گمان کریں گے تو لوٹانی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶۰: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے بعد ختم ہوتے وقت سحری کے حقہ پیا بگمان شب کے یعنی وقت سحری کے تو اس روزہ ہوایا نہیں؟ بینوا تو جروا۔
الجواب: اگر بعد طلوع صبح صادق پیا روزہ نہ ہوا ہے پورا کرے اور قضا رکھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۶۱: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سونے چاندی۔ پیتل کانسہ وغیرہ کی انگٹھی یا بٹن یا گھڑی کی زنجیر کو پہننا مرد کو جائز ہے یا نہیں اور ان کو پہن کر نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب: چاندی کی ایک انگٹھی ایک نگ کی ساڑھے چار ماشہ سے کم وزن کی مرد کو پہننا

جائز ہے اور دو انگوٹھیاں یا کئی نگ ایک انگوٹھی یا ساڑھے چار ماشہ خواہ زائد چاندی کی سونے کانے پیتل لوہے تانبے کی مطلقاً ناجائز ہے گھڑی کی زنجیر سونے چاندی کی مرد کو حرام اور دھاتوں کی ممنوع ہے اور جو چیزیں ممنوع کی گئی ہیں ان کو پہن کر نماز اور امامت مکروہ تحریمی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶۲: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سونے چاندی کے بلا زنجیر کے بٹن مرد کو درست ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب: بے زنجیر بٹن سونے چاندی کے مرد کو جائز ہیں اور زنجیر دار منع ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶۳: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص چاندی کے زنجیر دار بٹن بہ نیت زیبائش نہ پہنے بلکہ اس خیال سے پہنے کہ دوسری قسم کے بٹن جلد ٹوٹ جاتے ہیں تو پہننا درست ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب: اس نیت سے ناجائز جائز نہیں ہو سکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶۴: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ وہ شخص جس نے سنتیں فجر کی نہ پڑھیں ہوں اور دس بارہ منٹ طلوع میں باقی ہوں تو وہ نماز پڑھا سکتا ہے یا نہیں اسی طرح ظہر کی سنتیں بغیر پڑھے امامت کر سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب: اگر وقت بقدر فرض ہی باقی ہے تو آپ ہی سنتیں چھوڑے گا پھر اگر جماعت میں کسی نے ابھی نہ پڑھیں یا جس نے پڑھیں وہ قابل امامت نہیں تو جس نے نہ پڑھیں وہی امامت کرے گا اور ناگروقت میں وسعت ہے تو سنت قبلہ کا ترک کرنا گناہ ہے اور اس کی امامت مکروہ۔ دس بارہ منٹ میں سنتیں اور فرض دونوں ہو سکتے ہیں سنتیں پڑھ کر نماز پڑھائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶۵: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نماز کے واسطے سوتے آدمی کو جگانا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب: ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶۶: کیا فرماتے ہیں علمائے احناف اس مسئلہ میں کہ تکبیر کھڑے ہو کر سننا مسنون ہے یا بیٹھ کر؟

الجواب: بیٹھ کر سنے کھڑے ہو کر سننا مکروہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶۷: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ امام رکوع میں ہے اور ایک شخص صرف ایک تکبیر کہہ کر شامل جماعت ہو گیا تو یہ تکبیر تحریمہ یعنی اولیٰ ہوئی یا مسنونہ اس صورت میں نماز اس مقتدی کی ہوگی یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب: اگر اس نے تکبیر تحریمہ کہہ کر یعنی سیدھے کھڑے ہوئے تکبیر کہی کہ ہاتھ پھیلائے تو زانوں تک ناہ جائے تو نماز ہوگی اور اگر تکبیر انتقال یعنی جھکتے ہوئے تکبیر کہی تو نماز نہ ہوگی اسے دو تکبیر کہنے کا حکم ہے تکبیر تحریمہ اور تکبیر انتقال۔ پہلی تکبیر تحریمہ قیام کی حالت میں اور دوسری تکبیر انتقال رکوع کو جاتے ہوئے درمختار میں ہے:

ولروجد الامام را کعاف کبر من خسیان الی القیام اقرب صح

ولعنت لیتہ تکبیرة الرکوع۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶۸: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کو غسل کی حاجت ہے اگر وہ غسل کرتا ہے تو فجر کی نماز قضا ہوئی جاتی ہے تو ایسی حالت میں کیا کرے؟ بینوا تو جروا۔

الجواب: تمیم کر کے نماز پڑھ لے اور غسل کر کے پھر اعادہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶۹: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ڈاڑھی منڈوانے اور حنجی کرنے والا اور حد شرعی طے کم رکھنے والا فاسق ہے یا نہیں اور اس کے پیچھے نماز فرض خواہ تراویح پڑھنا چاہئے یا نہیں اور حدیث شریف میں نبی اکرم ﷺ نے اس کے حق میں کیا ارشاد فرمایا ہے اور وہ حشر کے دن کس گروہ میں اٹھے گا؟ بینوا تو جروا۔

الجواب: ڈاڑھی منڈوانے اور کترانے والا فاسق ملعن ہے اسے امام بنانا گناہ ہے فرض ہو یا تراویح کسی نماز میں اسے امام بنانا جائز نہیں۔ حدیث میں اس پر غضب اور ارادہ قتل وغیرہ کی وعیدیں وارد ہیں اور قرآن عظیم میں اس پر لعنت ہے نبی ﷺ کے مخالفوں کے ساتھ حشر ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۷۰: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ داڑھی کی شرعی کتنی مقدار ہونی چاہئے؟ بینوا تو جروا۔

الجواب: ٹھوڑی سے نیچے چار انگل چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۷۱: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ طلوع آفتاب سے کتنی دیر بعد نماز قضا پڑھنے کا حکم ہے؟ بینوا تو جروا۔

الجواب: طلوع کے بعد کم از کم ۲۰ منٹ انتظار واجب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۷۲: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ قبروں کا پختہ بنانا روا ہے یا نہیں؟

الجواب: میت کے گرد پختہ نہ ہو اور پر کا حصہ پختہ کر دیں تو حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۷۳: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی سنی مسلمان کسی وہابی یا

یہودی یا نصرانی یا کسی کافر سے بات چیت کرتا یا کسی کے پاس نوکری کرے تو یہ مسلمان کافر ہو گیا یا نہیں اور اگر کافر نہ ہو تو دوسرا شخص اس کو کافر کہے اس کیلئے کیا حکم ہے؟ بینوا تو جروا۔

الجواب: کافر اصلی غیر مرتد کی نوکری جس میں کوئی امر ناجائز شرعی کرنا نہ پڑے جائز ہے

اور دینی معاملہ کی بات چیت اس سے کرنا اور اس لئے کچھ دیر اس کے پاس بیٹھنا منع

نہیں اتنی بات پر کافر بلکہ فاسق بھی نہیں کہا جاسکتا ہاں مرتد کے ساتھ یہ سب مطلقاً منع ہیں

اور کافر اس وقت بھی نہ ہوگا مگر یہ کہ اس کے مذہب و عقیدہ کفر پر مطلع ہو کر اس کے کفر میں

شک کرے تو البتہ کافر ہو جائے گا بجز ثبوت وجہ کفر کے مسلمان کو کافر کہنا سخت گناہ عظیم ہے

بلکہ حدیث میں فرمایا کہ وہ کہتا اسی کہنے والے پلٹ آتا ہے والعیاذ باللہ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۷۴: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید اپنی زوجہ کو اس کے والدین

کے یہاں جانے کو اس وجہ سے منع کرتا ہے کہ ایک مکان ہے جس کا دروازہ اور صحن بھی ایک

ہے جس میں زید کی زوجہ کے والدین ہیں اور دو غیر شخص کر ایہ دار ہیں ایسی صورت میں زید کو

اپنی زوجہ کے شرعاً روک لینے کا حکم ہے یا نہیں اگر بلا اجازت زید کی زوجہ چلی جائے تو زید کیا

سزا دے سکتا ہے؟

الجواب: اگر وہاں شرعی پردہ کا بندوبست ہو سکتا ہے تو زید اس کا بندوبست کرے اور عورت

کو آٹھویں دن ماں باپ کے پاس صرف دن میں جانے کی اجازت دے رات کو وہاں نہ رہے ایسی حالت میں اتنے جانے سے نہیں روکے اور اگر روکے تو عورت آٹھویں دن بلا اجازت بھی بندوبست پردہ کے ساتھ دن کے دن جا کر واپس آسکتی ہے زید اگر اتنی بات پر سزا دے گا۔ ظالم ہوگا۔ اور وہاں اگر شرعی پردہ کا بندوبست نہیں ہو سکتا تو بلاشبہ زید روک سکتا ہے بلکہ روکنے کا حکم ہے۔ اور عورت اگر بلا اجازت چلی جائے تو جب تک واپس نہ آئے اس کا نان نفقہ ساقط ہے اور زید اسے جائز سزا دے سکتا ہے کہ اولاً سمجھائے۔ نہ مانے تو اس سے الگ سوئے نہ مانے تو مارے مگر نہ مونہہ پر نہ ایسا کہ ضرب شدید ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۷۵: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ذکر جلی کرنا جائز ہے یا نہیں اور آواز کس قدر بلند کر سکتا ہے کوئی حد معین ہے یا نہیں، حلقہ باندھ کر ذکر کرتے کرتے کھڑے ہو جانا اور سینہ پر ہاتھ مارنا، ایک دوسرے پر گر پڑنا، لپیٹ جانا، رونا، زاری کی دھوم مچنا کیسا ہے؟ بینواتو جروا۔

الجواب: ذکر جلی جائز ہے حد معین یہ ہے کہ اتنی آواز نہ ہو جس سے اپنے آپ کو ایذا ہو یا کسی نمازی یا مریض یا سونے کو تکلیف پہنچے اور ذکر کرتے کرتے کھڑا ہو جانا، وغیرہ افعال مذکورہ اگر بحالت وجد ہوں صحیح ہیں کوئی حرج نہیں اور معاذ اللہ ریا کے لئے بناوٹ ہیں تو حرام بینہا وسط الابد کر للحرام۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۷۶: کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ ایک شخص نماز نہیں جانتا اور نہ کلمہ یاد ہے اور جو اس سے کہا جاتا ہے کہ کلمہ یاد کرو اور نماز سیکھو تو کہتا ہے کہ ہم نہیں سیکھیں گے اور نہ ہم سے یاد ہوگا اور نہ ہم سے ہو سکے گا۔ پس شرعاً کیا حکم ہے بتفصیل تحریر فرمائیے اور وہ ایک انگریز کے یہاں ملازم ہے؟ بینواتو جروا۔

الجواب: اس کو نئے سرے سے مسلمان ہونا چاہئے جس سے کلمہ طیبہ پڑھنے کو کہا جائے اور وہ انکار کرے اس کی نسبت علمائے حکم کفر لکھا ہے نہ کہ جو کلمہ سیکھنے سے انکار کرے۔ والعیاذ باللہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۷۷: کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ برائے تعلیم مناظرہ دوستی۔ ایک سنی اور ایک

وہابی بن کر مباحثہ کریں ایک وہابیہ کے اعتراضات یا ان کی طرف سے جوابات پیش کرے دوسرا سنیوں کی طرف سے تو جائز و بہتر ہے یا نہیں علیٰ ہذا القیاس دوسرے بد مذہبوں کے مباحثہ مجلس عام نہ ہوگی۔ طلب ہوں گے اگرچہ مبتدی؟ بینوا تو جروا۔

الجواب: بلکہ اکراہ وہابی بننا وہابی ہوتا ہے کافر بننا کافر ہوتا ہے مناظرہ کا تمرن سانگ ٹھیر نہیں کہ وہابی بن کر ہو وہاں اگر وہابی بننا نہ ہو اور تمرن کیلئے وہابیہ کے شبہات ایک دوسرے پر پیش کر کے جواب سنے اور بحث کرے تو تین شرطوں سے جائز ہے:

(الف) یہ شبہات پیش کرنے والا مستقل مستقیم متصلب سنی ہو ایسا نہ ہو کہ کوئی شبہ خود اس کے قلب میں خدشہ ڈال کر متزلزل کر دے کہ بحث بالائے طاق ایمان ہی جائے۔

(ب) جب جواب ثانی پالے بات نہ پالے کہ عناد مطلقاً حرام ہے نہ کہ ایسی صورت میں۔

(ج) وہاں طلبہ خواہ غیر کوئی ایسا نہ ہو جس پر اس سے فتنہ و تذبذب کا اندیشہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۷۸: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اکثر مسلمان اپنی لاعلمی سے مشرکین کی بابت کہتے ہیں۔ فلاں شخص فلاں کام میں یا اخلاق میں اچھا ہے یہ کہنا مسلمان کا کس حد تک جائز ہے اور کیا گناہ اس کے ذمے عائد ہوتا ہے؟ بینوا تو جروا۔

الجواب: کسی دینیوی کام کہنا مثلاً کہنا تیرنا اچھا ہے یا گھوڑے پر اچھا چڑھتا ہے یا اچھا تولتا ہے حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۷۹: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک طالب علم جس کا عرصہ قریب تین سال کا ہوا انتقال ہو گیا اس کی تجھیز و تکفین اہل محلہ کی جانب سے ہوئی تھی اس کے پاس کچھ سامان جو کہ اس کا ذاتی تھا کنجی بستر و کتابیں اور چار روپیہ نقد نکلے جو کہ اہل محلہ میں سے ایک شخص کے پاس امانتاً اب تک جمع ہے اس سامان وغیرہ کی بابت اس کے ورثہ کو مدبرہ منظر اسلام کے طالب علموں کے ذریعے سے اطلاع دی گئی لیکن اس وقت تک ان کی طرف

سے کوئی جواب نہیں پایا لہذا اس سامان کو کسی دوسرے طالب علم کے صرف میں لانا جائز ہے یا نہیں؟ بینواتو جروا

الجواب: تلاش و رشہ میں کوشش کی جائے جب ناامیدی ہو جائے کسی غریب سنی طالب علم کو دے دیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۸۰: کیا فرماتے ہیں علمائے دین کثر ہم اللہ تعالیٰ و نصر ہم وابد ہم واید ہم اس مسئلہ میں کہ ایک سنیوں کے محلہ میں بکر قادیانی آکر بسا زید سنی نے مردوں عورتوں کو اس کے گھر میں جانے سے اس خلا ملا میل جول بجز رکھنے سے منع کیا ہندہ جس کے بیٹے وغیرہ سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت ہیں اس نے کہا کہ بڑے نمازیں پڑھ کر ملا ہو گئے ہم عذاب ہی بھگت لیں گے اس بے چارے قادیانی کو دوق کر رکھا ہے تو اب ہندہ کا کیا حکم ہے؟ بینواتو جروا۔

الجواب: ہندہ نے نماز کی تحقیر کرنے اور عذاب الہی کو ہلکا ٹھہرانے اور قادیانی کو اس فعل مسلمانان سے مظلوم جاننے اور اس سے میل جول چھوڑنے کو ظلم ناحق سمجھنے کے سبب اسلام سے خارج ہو گئی۔ اپنے شوہر پر حرام ہو گئی جب تک نئے سرے سے مسلمان ہو کر اپنے ان کلمات سے توبہ نہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۸۱: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ابک قادیانی مذہب ایسی جگہ آباد ہو جہاں بالکل قطعاً مسلمان رہتے ہیں وہ قادیانی مسلمانوں کو بہکاتا ہے نیز ان کے یہاں کا اصول بھی یہی ہے کہ تا سمجھ مسلمانوں کو اخلاق و نرمی سے اپنی طرف کھینچ کر بہکالیتے ہیں اس خوف سے جمیع مسلمانوں نے اس سے علیحدگی اختیار کر لی اور کسی نے اس سے میل جول نہ رکھا مگر اسی محلہ کا ایک سقہ اس قادیانی سے مانوس ہو گیا اس کی بی بی نے اپنے شوہر سقہ کو منع کیا اور کہا ہم کو تم کو خدا اور رسول سے کام پڑے گا۔ ایسے بد مذہب سے علیحدہ رہو اور پانی بھی اس کے یہاں نہ بھرو ایک روپیہ مہینہ نہ سہی اور پر وہ سقہ اپنی بی بی کو طلاق دینے کیلئے تیار ہو گیا اور کہنے لگا تو میرے مکان سے نکل جا میں تو اس قادیانی سے ایسا ہی ملوں گا اور پانی بھروں گا کہ کیرے تمام ٹھکانے چھوٹ جائیں مگر میں اس کو نہ چھوڑوں گا ہاں اگر سارے

شہر کے بہشتی ایسا ہی کریں تو میں بھی چھوڑ دوں گا ورنہ میں اس کو نہیں چھوڑ سکتا۔ بلکہ اگر وہ قادیانی سو رکھائے گا تو میں بھی سو رکھاؤں گا۔

سوال یہ ہے کہ جن مسلمانوں نے اس سے ترک سلام و کلام کر دیا ہے ان کے واسطے از روئے شریعت کیا جزا ملے گی اور سقہ کی واسطے شریعت پاک کا کیا حکم ہے؟ بینواتو جروا۔
الجواب: مسلمانوں کے واسطے ثواب عظیم اور اس فعل سے اللہ و رسول کی رضا ہے جل جلالہ و **مستحکم** اور وہ سقہ اشد گناہگار و مستحق عذاب نار ہے سقاؤں اور ان کے چودھری کو لازم ہے کہ اگر وہ توبہ نہ کرے تو اس برادری سے نکال دیں اللہ عز و جل فرماتا ہے

ولا تتركوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۸۲: کیا ارشاد ہے کہ شریعت مقدسہ کا اس مسئلہ میں کہ زید بد مذہبوں کے یہاں کا کھانا علانیہ کھاتا ہے بد مذہبوں سے میل جول رکھتا ہے مگر خود سنی ہے اسکے پیچھے نماز کیسی ہے اور اس کی تراویح سننا کیسا ہے؟ بینواتو جروا۔

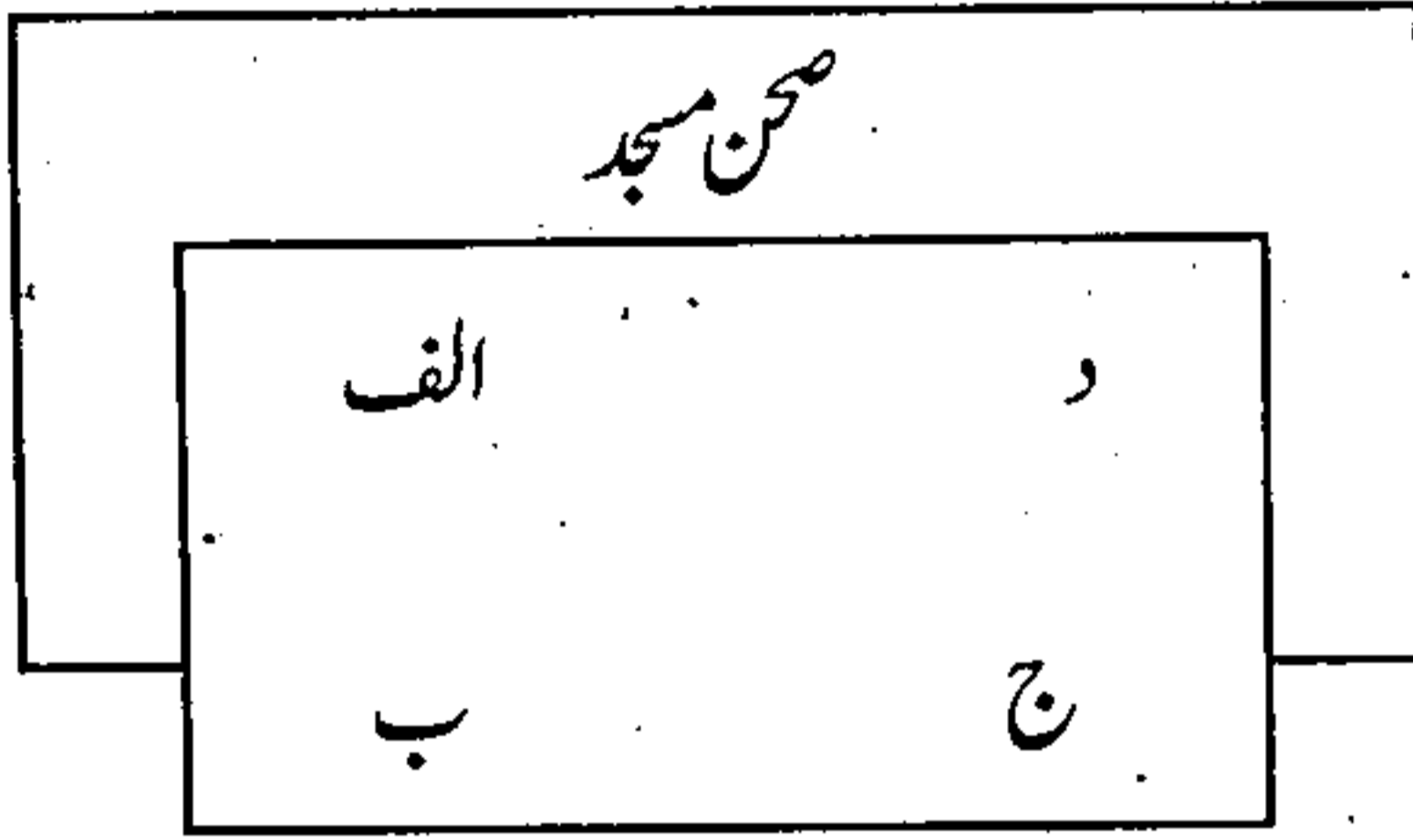
الجواب: اس صورت میں فاسق مغلن ہے اور امامت کے لائق نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۸۳: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں کہ جہیز کس کا حق ہوتا ہے لڑکی والوں کا یا لڑکے والوں کا بعد وفات زوجہ کے اس کے جہیز میں تقسیم فرائض ہوگی یا نہیں۔ زید جو سلیمہ کا شوہر تھا سلیمہ کے مرنے کے بعد کہتا ہے کہ میں نے اس کو کھلایا پلایا ہے لہذا جہیز میرا حق ہے یہ قول زید کا صحیح ہے یا باطل اگر باطل جہیز میں تقسیم فرائض نہ ہو تو آیا صرف والدین کو ملے گا یا اور کس کس کو۔ بینواتو جروا۔

الجواب: جہیز عورت کی ملک ہے اس کے مرنے کے بعد حسب شرائط فرائض ورثہ پر تقسیم ہوگا زید کا دعویٰ باطل محض ہے نفقہ کے عوض میں کچھ نہیں لے سکتا کہ نفقہ اس پر شرعاً واجب تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۸۴: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک مسجد کا حوض اس طرح ہے کہ نصف حوض کے داہنے بائیں صحن مسجد ہے اور نصف حوض کے ارد گرد صرف زمین مقام الف

میں سیڑھیاں ہیں زید کو مرض ہے کہ اگر ڈھیلہ لے کر فوراً علی الاصل پانی سے استنجانہ پاک کرے تو قطرہ آجاتا ہے اب وہ استجا کرتا ہوا آیا پانی حوض میں بہت نیچا تھا اور ادھر ادھر لوٹوں میں وضو کا بچا ہوا پانی رکھا ہے مقام ب سے فصل مقام الف تک ہاتھ میں ڈھیلہ ہے درحالیکہ رزائی یا چادر وغیرہ اوڑھے ہو جا کر پانی لاسکتا ہے یا نہیں؟ بینو تو جروا۔
نقشہ یہ ہے۔



الجواب: جب کہ فصیل ہی پر گیا اور چادر اوڑھے ہے صحن مسجد میں قدم نہ رکھایوں جا کر پانی لے آیا اور غسل خانہ میں جا کر استنجانہ کیا تو اصلاً کسی قسم کا حرج نہیں فصیل حوض مسجد سے خارج ہے وہ لہذا اس پر وضو اذان بلا کر اہت جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۸۵: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ رشتہ داروں کی کن کن عورتوں سے نکاح کر سکتے ہیں اور کن کن سے ناجائز ہے مفصل تحریر فرمائیں۔ بینو تو جروا۔

الجواب: یہ شخص جن کی اولاد میں ہے جیسے باپ دادا نانا یا جو اس کی اولاد میں ہو جیسے بیٹا پوتا نو اسان کی بیبیوں سے نکاح حرام اور خسر کی بی بی سے بھی حرام ہے جب کہ وہ اپنی زوجہ کی حقیقی ماں ہو باقی رشتہ داروں کی بیبیوں سے ان کی موت یا طلاق و انقضائے عدت کے بعد نکاح جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۸۶: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اہل سنت کو رافضیوں سے ملنا جلنا کھانا پینا اور رافضیوں سے سودا سلف خریدنا جائز ہے یا نہیں۔ اور جو شخص سنی ہو کر ایسا کرتا ہے اس کی نسبت شرعاً کیا حکم ہے وہ شخص دائرہ اہلسنت و جماعت سے خارج ہے یا نہیں اور شخص مذکورہ بالا سے تمام مسلمانوں کو اپنے دینی و دنیوی تعلقات منقطع کرنا چاہئے یا نہیں؟

بینواتو جروا۔

الجواب: روافض زمانہ علی العموم مرتد ہیں مکابیناہ فی رد الرفضہ ان سے کوئی معاملہ اہل اسلام کا سا کرنا حلال نہیں اس سے میل جول نشست برخاست سلام کلام سب حرام ہے۔ قال اللہ تعالیٰ:

واما ينسبك الشيطان فلا تقعد بعد الذكري مع القوم
الظلمين۔ (سورہ انعام ۶۸)

حدیث میں نبی پاک ﷺ فرماتے ہیں:

سیاتی قوم لهم نیزیقال لهم الرافضة يطمعون السلف
لا يشهدون جمعة ولا الجماعة فلا تجالسوهم ولا توادكلوهم
ولا تشاربوهم ولا تناكحوهم واذا مرضوا فلا تعودوهم
واذا ماتوا فلا تشهدوهم ولا تصلوا عليهم ولا تصلوا معهم۔

”عنقریب کچھ لوگ آنے والے ہیں ان کا ایک بد لقب ہوگا انہیں رافضی
کہا جائے گا۔ سلف صالح پر طعن کریں گے اور جمعہ و جماعت میں حاضر نہ
ہوں گے ان کے پاس نہ بیٹھنا ان کے ساتھ نہ کھانا نہ ان کے پاس پانی
پینا نہ ان کے ساتھ شادی بیاہ کرنا بیمار پڑیر تو انہیں پوچھنے نہ جانا مر
جائیں تو ان کے جنازے پر نہ جانا نہ ان پر نماز پڑھنا نہ ان کے ساتھ نماز
پڑھنا۔“

جو سنی ہو کر ان کے ساتھ میل جول رکھے اگر خود رافضی نہیں تو کم از کم اشد فاسق
ہے۔ مسلمانوں کو اس سے بھی میل جول ترک کرنے کا حکم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۸: تبارک صرف رب شریف میں ہو سکتی ہے یا جب چاہیں کر لیں اور اگر میت پر
اتنی قضا نمازیں یا روزے ہیں کہ اس کے غریب ورثا ہر نماز کے بدلے ۱۷۵-۲۱۲ روپیہ بھر
گیوں نہ دے سکیں تو اسقاط کا کیا طریقہ ہے۔ بینواتو جروا۔

الجواب: تبارک ہر مہینہ میں ہو سکتی ہے یہ تعینات و یاد دہانی ہوتے ہیں اومیت کے ورثا جس قدر پر قادر ہوں مسکین کو بہ نیت کفارہ دے کر قابض کر دیں اور بعد قبضہ اپنی طرف سے وارث کو ہبہ کر دے اور وارث بعد قبضہ پھر بہ نیت کفارہ مسکین کو دے اسی طرح دور کریں یہاں تک کہ مقدار مطلوب ادا ہو جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۸۸: علمائے دین و مفتیان عظام اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ ایفون کی تجارت اور اس کی دکان کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب: ایفون کی تجارت دوا کے لئے جائز اور ایفونی کے ہاتھ بیچنا جائز ہے۔

لان المعصية تقوم بعينه و كل ما كان كذلك كره بيعه
كما في تنوير الابصار۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۸۹: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ (۱) پیر سے پردہ ہے یا نہیں (۲) ایک بزرگ عورتوں سے بغیر حجاب کے حلقہ کراتے ہیں اور حلقہ کے بیچ میں بزرگ صاحب بیٹھتے ہیں توجہ ایسی دیتے ہیں عورتیں بے ہوش ہو جاتی ہیں اچھلتی کودتی ہیں اور ان کی آواز مکان سے دور سنائی دیتی ہے ایسی بیعت ہونا کیسا ہے؟ بینوا تو جروا۔

الجواب: پیر سے پردہ واجب ہے جبکہ محرم نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم (۲) یہ صورت محض خلاف شرع و خلاف حیا ہے ایسے پیر سے بیعت نہ چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۹۰: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زندگی کا بیمہ کرنا شرعاً جائز ہے یا حرام صورت اس کی یہ ہے کہ جو شخص زندگی کا بیمہ کرنا چاہتا ہے اس سے یہ قرار پا جاتا ہے کہ ۵۵ سال تک یا ۶۰ سال یا ۵۰ سال کی عمر تک مبلغ دو ہزار روپیہ چار یا چھ روپیہ ماہوار کے حساب سے تنخواہ سے وضع ہوتے رہیں گے اگر وہ شخص ۵۵ سال تک زندہ رہا تو خود اس کو اور اگر معیار مقرر کر کے اندر مر گیا تو اس کے ورثا کو دو ہزار روپیہ یکمشت ملے گا خواہ وہ بیمہ کرانے کے بعد اس کی منظوری آنے کے بعد فوراً ہی مر جائے اور اگر معیار مقرر تک زندہ رہا تو بھی وہی دو ہزار ملے گا۔ بیمہ گورنمنٹ کی جانب سے ہو رہا ہے کسی کمپنی وغیرہ کو اس سے

تعلق نہیں۔ بیوا تو جروا۔

الجواب: جب کہ یہ بیمہ صرف گورنمنٹ کرتی ہے اور اس میں اپنے نقصان کی کوئی صورت نہیں تو جائز ہے کوئی حرج نہیں مگر شرط یہ ہے کہ اس کے سبب اس کے ذمہ کسی خلاف شرع اختیاط کی پابندی نہ عائد ہوتی ہو جیسے روزوں یا حج کی ممانعت۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۹۱: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کا دادا پٹھان تھا دادی اور والدہ سیدانی اس صورت میں زید سید ہے یا پٹھان۔ بیوا تو جروا۔

الجواب: شرع مطہر میں نسب باپ سے لیا جاتا ہے جس کے باپ دادا پٹھان مغل یا شیخ ہوں وہ انہیں قوموں سے ہوگا اگر اس کی ماں اور دادی اور پردادی سب سیدانیاں ہوں نبی ﷺ نے صحیح حدیث میں فرمایا ہے:

من ادعی الی غیر ایہ فعلیہ لعنة الله والملئكة والناس
اجمعین لا یقبل الله منہ یوم القیمة صرفا ولا عدلا هذا
مختصرا۔

”جو اپنے باپ کے سوا دوسرے کی طرف اپنے آپ کو نسبت کرے اس پر
خدا اور سب فرشتوں اور آدمیوں کی لعنت ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن
اس کا نہ فرض قبول کرے گا نہ نفل۔“

بخاری و مسلم و ابوداؤد و ترمذی و نسائی و غیر ہم نے یہ حدیث مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ
سے روایت کی ہاں اللہ تعالیٰ نے یہ فضیلت خاص امام حسن و امام حسین اور ان کے حقیقی
بھائیوں بہنوں کو عطا فرمائی ﷺ کہ رسول اللہ ﷺ کے بیٹے ٹھہرے پھر جوان کی
خاص اولاد ہے ان میں سے بھی وہی قاعدہ عام جاری رہے گا کہ اپنے باپ کی طرف منسوب
ہوں اس لئے سبطین کریمین کی اولاد سید ہیں نہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہما کی اولاد کہ وہ اپنے والدوں
ہی کی طرف نسبت کی جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۹۲: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس امر میں کہ صفر کی اخیر چہار شنبہ کے متعلق عوام

میں مشہور ہے کہ اس روز حضرت محمد ﷺ نے مرض سے صحت پائی تھی بنا بر اس کے اس روز کھانا شیرینی وغیرہ تقسیم کرتے ہیں اور جنگل کی سیر کو جاتے ہیں علیٰ ہذا القیاس مختلف جگہوں میں مختلف معمولات ہیں کہیں اس روز کو نجس و مبارک جان کر گھر کے پرانے برتن گلی میں توڑ ڈالتے ہیں اور تعویذ و چھلہ چاندی کے اس روز کی صحت بخشی جناب رسول پاک ﷺ میں مریضوں کو استعمال کراتے ہیں یہ جملہ امور بر بنائے صحت پانے رسول اللہ ﷺ عمل میں لائے جاتے ہیں لہذا اصل اس کی شرع میں ثابت ہے کہ نہیں اور فاعل عامل اس کا بر بنائے ثبوت یا عدم مرتکب معصیت ہو گا یا نہیں قابل ملامت و تادیب۔ بینوا تو جروا۔

الجواب: آخری چہار شنبہ کی کوئی اصل نہیں نہ اس دن صحت یابی حضور سید عالم ﷺ کا کوئی ثبوت بلکہ مرض اقدس جس میں وفات مبارک ہوئی اسکی ابتداء اسی دن سے ہوئی اور ایک حدیث مرفوع میں آیا ہے۔

اخرا ربعا من الشهر يوم نحس مستمر۔

اور مروی ہوا ابتدائی ابتلائے سیدنا ایوب علی نبینا علیہ السلام ۸۰ دن تھی اور اسے نحس سمجھ کر مٹی کے برتن توڑ دینا گناہ و اضعاف مال ہے بہر حال یہ سب باتیں بے اصل و بے معنی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۹۳: نماز کے وقت مسجد میں تمام نمازی کسی شخص کے آنے پر تعظیماً کھڑے ہونا اور حد مثل سجدے کے قدموں پر سر رکھ کر بوسہ دینا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب: عالم دین اور سلطان الاسلام اور علم دین میں اپنا استاذان کی تعظیم مسجد میں بھی کی جائے گی اور مجالس خیر میں بھی اور تلاوت قرآن عظیم میں بھی عالم دین کے قدموں پر بوسہ دینا سنت ہے اور قدموں پر سر رکھنا جہالت۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۹۴: کیا فرماتے ہیں مفتیان دین اس مسئلہ میں کہ اگر زوجہ کے نان و نفقہ وغیرہ کے اخراجات کا بار زوج کا والد یا کئی عزیز دار اٹھاتا ہو اور وہ عورت کو والدین کے یہاں جانے کی اجازت دے تو خاوند زوجہ کو روک سکتا ہے اور عورت بلا اجازت خاوند کے جانے سے گناہگار ہوگی یا زوج کو روکنا جائز نہیں ہے اور زوجہ جانے سے گناہگار نہ ہوگی۔ بینوا تو جروا۔

الجواب: اگر مہر متجل نہ تھا یا جس قدر متجل تھا ادا ہو گیا تو چند مواضع حاجت شرعیہ جن کا استثناء فرمادیا گیا مثلاً والدین کے یہاں آٹھویں دن دیگر محارم کے یہاں سال پیچھے دن کو جانا اور شب شوہر کے ہی یہاں رہنا وغیرہ ذلک ان کے سوا کسی جگہ عورت بے اذن شوہر جانے کی اجازت نہیں اگر جائے گی گناہ گار ہوگی شوہر روکنے کا اختیار رکھتا ہے اگرچہ نفقہ کا باز دوسرا شخص اٹھاتا اور وہ دوسرا عورت کو جانے کی اجازت دیتا ہو اس کی اجازت مہمل ہوگی اور شوہر کی ممانعت واجب العمل علماء تصریح فرماتے ہیں کہ بعد اداے مہر متجل عورت مطلقاً پابند شوہر ہے اس میں کوئی قید و تخصیص اداے نفقہ متجل و تکفل خوانج نہیں فرماتے۔

در مختار میں ہے:

لها الخروج من بيت زوجها للحاجة ولها زيادة اهلها بلا اذنه
 ما لم تقبض المعجل فلا تخرج الا لحق لها او عليها او زيادة
 ابويها كل جمعة مرة او المحارم كل سنة ولكونها قابلة
 او غاسلة لا فيما عدا ذلك۔

رد المحتار میں ہے:

قوله فلا تخرج جواب شرط مقداری فان قبضه فلا تخرج
 الخ۔

والد کا متکفل نفقہ پسر و زن پسر ہونا تو ہمارے بلاد میں معمول ہے اور دیگر بعض اعزا بھی تبر تکفل کریں تو یہ ضرور نہیں کہ شوہر نفقہ دینے سے منکر ہو علمائے کرام تو اس صورت میں کہ شوہر نے ظلماً اتفاق سے دست کشی کی یہاں تک کہ عورت محتاج نالش ہوئی تا آنکہ شوہر کو نفقہ دینے پر مجبور کرنے کیلئے جس کی درخواست کی اور حاکم نے شوہر کا نفقہ دیکھ کر اسے قید کر دیا اس صورت میں تصریح فرماتے ہیں کہ عورت شوہر ہی کے گھر رہے بلکہ عورت پر واقعی اندیشہ فساد ہو تو شوہر قید خانہ میں اپنے پاس رکھنے کی درخواست کر سکتا ہے اور مجلس میں مکان تنہائی ہو تو حاکم عورت کو حکم دیگا کہ وہیں اس کے پاس رہے۔ ہندیہ میں ہے:

لو فرض الحاکم التفقة على الزوج فامنع من

دفعها وهو موسر وطلبت المرأة حبه له ان يحسه كذافي
 البدائع واذا حسه لا تسقط عنه النفقة وتومر بالاستدانة حتى
 ترجع على الزوج فان قال للقاضي لا يحسها معه
 ولكنها تصبر في منزل الزوج ويحس الزوج لها كذافي
 المحيط۔

در مختار میں ہے:

وفي البحر عن مال الفتاوى ولو خيف عليهما الفساد تجس
 معه عند المتأخرين۔

تو جب صریح ظلماً نفقہ نہ دینے پر بھی عورت پابند شوہر ہی رہی و ت صورت حال
 سوال میں کیونکر خود مختار ہو سکتی ہے نفقہ نہ دینا رافع پابندی ہو تو نفقہ نہ دینا مسقط نفقہ ہو
 جمائے اور عورت کو ہرگز دعویٰ نفقہ کا اختیار نہیں رہے کہ نفقہ جزائے پابندی ہے جب پابندی
 نہیں نفقہ کس بات کا۔ در مختار میں ہے:

النفقة جزاء الاحتباس و كل محبوس لمنفعة غيره يلزمه
 نفقة كمفت وقاض ووصى۔ زيلعي الخ اقول و اياك ان
 تتوهم ان النفقة اذا كالت جزاء الحبس فاذا اعدمت عدم
 وذلك لان وجوبها متفرع عنه فوجوب الاحتباس
 عليها متقدم على وجوب النفقة عليه لان الاحتباس متفرع
 على الانفاق فان عدم عدم وبالجملة ان كان اللازم فوجوب
 الانفاق لا وقوعه فبرفع لا يرتفع الملزوم۔ والله تعالى
 واعلم۔

مسئلہ ۹۵: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کاشتکاروں پر بابت بقایا لگان یا
 کسی قرض دار پر بابت قرض نالش کرنے پر جو خرچ کچھری بابت مختانہ وغیرہ علاوہ اصل رقم

کے دلا دے وہ لینا سوائے سود کے کیسا ہے؟

(ب) زید سے خالد پندرہ ہزار روپیہ تجارت کے لئے مانگتا ہے کہ میں سو روپیہ ماہوار نفع دوں گا خواہ نفع ہو یا نہ ہو۔ زید کو یہ نفع لینا کیسا ہے سود تو نہ ہوگا اس طرح نفع لینے کے جواز کی کوئی صورت شرعاً ہو سکتی ہے یا نہیں؟ بینوا تو جرؤا۔

الجواب: (الف) خرچہ جو مدعی کو دلا یا جاتا ہے اسے لینا حرام ہے۔ والمسئلۃ فی المعقود الدریتہ ہاں قرض دار کاشت کار یا کفار ہوں تو لے سکتا ہے۔ لعدم العصمتہ۔ واللہ تعالیٰ واعلم۔

(ب) یہ صورت قطعی حرام اور خالص سود ہے نفع لینا چاہے تو مضاربت کرنے کہ اتنے روپیہ تمہیں دیئے ان سے تجارت کرو جو نفع ہو وہ نصف یا ٹکٹ یا ربع یا اس قدر جو حصہ نامعین قرار پایا مجھے دیا کرو جو اسے نفع ہوگا اتنا حصہ اسے دینا ہوگا۔ واللہ تعالیٰ واعلم۔

مسئلہ ۹۶: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کی منکوحہ عورت خالد کے ساتھ بھاگ گئی اور آٹھ دس برس کے بعد چند بڑے لڑکیاں لے کر آئی زید کا انتقال ہو گیا وہ اولاد زید کی اولاد شرعاً متصور ہو کر زید کا ترکہ پائے گی یا بوجہ اولاد الزنا ہونے کے ترکہ سے محروم رہیں گے؟ بینوا تو جرؤا۔

الجواب: بچہ اپنی ماں کا یقینی جز ہے جس میں شک و احتمال کو اصلاً گنجائش نہیں یہ کہہ سکتے ہیں کہ جو بچہ اس عورت کے پیٹ سے پیدا ہوا شاید کسی دوسرے کا ہو اور باپ کی جزیت جب تک خارج سے کوئی دلیل قاطع مثل اخبار خدا اور رسول جل وعلا و ﷺ قائم ہو نظر بہ حقیقت ظنی ہے اگرچہ بحسب حکم شرعی و عرفی کا لقطعی ہے جس میں تشکیک منخول و نامقبول۔

الولد للفرأش والناس امناء علی انسابہم۔

ولہذا نسب نسب پر شہادت بتسامع و شہرت روا ہے پھر بھی اسی فرق حقیقی کا ثمرہ ہے کہ روز قیامت شان ستارے جلوہ فرمائے گی اور لوگ اپنی ماؤں کے نسبت کر کے پکارے جائیں گے۔ یہی فرق ہے کہ قرآن عظیم نے امہات کے حق میں تو اخبار فرمایا "ان امہتہم الالی ولدتہم" ان کی مائیں تو وہی ہیں جن سے وہ پیدا ہیں حق آباء میں صرف انشاء فرمایا

”ادعوہم لابانہم ہوا قسط عند اللہ“ ”انہیں ان کے باپ کی طرف نسبت کر کے پکارو یہ زیادہ انصاف کی بات ہے اللہ کے یہاں۔“ نیز اس فرق کے ثمرات سے ہے کہ جانوروں میں نسب ماں سے ہے زید کا گھوڑا اور عمرو کی گھوڑی ہو تو بچہ عمرو کی ملک ہوگا نہ زید کی ”وان کان منا وجہ اخوانہ ینفصل منھا حیوانا ومنہ ماء مہینا۔“ مگر کرامت انسان کے لئے رب عزوجل نے نسب باپ سے رکھا ہے کہ بچہ محتاج پرورش ہے محتاج تربیت ہے محتاج تعلیم ہے اور ان باتوں پر مردوں کو قدرت ہے نہ عورتوں کو جن کی عقل ناقص اور دین بھی ناقص اور خود دوسرے کی دست نگر و لہذا بچہ پر رحمت کے لئے اثبات نسب میں ادنیٰ بعید سے بعید ضعیف سے ضعیف احتمال پر نظر رکھی کہ آخر امر فی نفسہ الناس محتمل قطع کی طرف انہیں راہ نہیں غایت درجہ وہ اس پر یقین کر سکتے ہیں کہ فلاں عورت نے جماع کیا اس نذر اور بھی سہی کہ اس کا نطفہ اس کے رحم میں گرا پھر اس سے بچہ اس کا ہونے پر یقین ہو ہزار بار جماع ہوتا ہے نطفہ رحم میں گرتا ہے اور بچہ نہیں بنتا تو عورت جس کے پاس اور جس کے زیر تصرف ہے اس میں بھی احتمال ہی ہے اور شوہر کہ دور ہو احتمال اس کی طرف سے بھی قائم ہے ممکن ہے کہ وہ طی ارض پر قدرت رکھتا ہو کہ ایک قدم میں دس ہزار کوس جائے اور چلا آئے ممکن کہ اس کے تابع ہوں۔ ممکن کہ صاحب کرامت ہو۔ ممکن کہ کوئی عمل ایسا جانتا ہو۔ ممکن کہ روح انسانی کی طاقتوں سے کوئی باپ اس پر کھل گیا ہو۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ یہ احتمالات عادتاً بعید ہیں مگر وہ پہلا احتمال شرعاً و اخلاقاً بعید ہے زنا کے پانی کے لئے شرع میں کوئی عزت نہیں تو بچے اولاد زانی نہیں ٹھہر سکتے اولاد اس کی قرار پائی ایک عمدہ نعمت ہے جسے قرآن عظیم نے بلفظ بہہ تعبیر کیا کہ ”بہب لمن یشاء اذکوراً“ اور زانی اپنی زنا کے باعث مستحق غضب و سزا ہے نہ کہ مستحق ہبہ و عطا لہذا ارشاد ہوا وللعاهر الحجر۔ زانی کے لئے پتھر تو اگر احتمال بعید از روئے عادت کو اختیار نہ کریں بے گناہ بچے ضائع ہو جائیں گے کہ ان کا کوئی باپ مربی معلم پرورش کنندہ نہ ہوگا لہذا ضرور ہوا کہ دو احتمالی باتوں میں کہ ایک کا احتمال عادتاً قریب اور شرعاً و اخلاقاً بہت بعید سے بعید اور دوسری کا احتمال عادتاً بعید اور شرعاً و

اخلاقاً بہت قریب سے قریب اسی احتمال ثانی کو ترجیح بخشیں اور بعد عادی کے لحاظ سے بعد شرعی و اخلاقی کو کہ اس سے بدرجہا بدتر ہے اختیار نہ کریں اس میں کونسا خلاف عقل و روایت ہے بلکہ اس کا عکس ہی خلاف عقل و شرع و اخلاق و رحمت ہے لہذا عام حکم ارشاد ہوا کہ الوالد للفراش وللعاهر الحجر۔

لہذا اگر زید اقصیٰ مشرق میں ہے اور ہندہ مستہائے مغرب میں اور بذریعہ وکالت ان میں نکاح محقق ہو ان میں بارہ ہزار میل سے زیادہ فاصلہ اور صد ہا دریا کا پہاڑ سمندر حائل ہیں اور اسی حالت میں وقت اشادی سے چھ مہینے بعد ہندہ کے بچہ ہو زید ہی کا بچہ ٹھہرے گا اور مجہول النسب یا والد الزنا نہیں ہو سکتا۔ درمختار میں ہے:

قد اکتفوا بقیام الفراش بلاخلو کتزوج المغربی بمشرقیہ
بینہما سنتہ لستہ اشہر مذتزوجہا لتصورہ کرامة
واستخداما فتح۔

ردالمحتار میں ہے:

قوله بلاد دخول المراد نفيه ظاهرا و الا قلابد من تصورہ
وامکانہ۔

فتح القدير میں ہے:

والتصور ثابت في المغربية لمثبوت کرامات اولیاء
والاستخدامات فيكون صاحب خطوأة او جنی۔

صحیح میں ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہے:

کان عتبہ بن ابی وقاص (ای الکافر المیت علی

کفرہ) عہدالی اخیه سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان ابن وليلة زمعة منی فاقبضه اليك (ای کان زنی بها فی

الجاهلية فولدت فاوصی اخاه بالواد) فلما کان عام الفتح

اخذه سعد فقال انه ابن اخي وقال عبد ابن زمعة اخي ابن وليدة ابي ولد علي فراشه فقال رسول الله ﷺ اخوك يا عبد بن زمعة من اجل انه ولد علي فراش ابيه اه مختصر امزيدا ما بين الهالين۔

بالجمله ان میں بچے کی زندگی میں پیدا ہوئے یا زید کی موت کے بعد عدت کے اندر یا چار مہینے دس دن پر عورت نے عدت گذر جانے کا اقرار نہ کیا ہو تو موت زید سے دو برس کے اندر یا اقرار انقضائے عدت کر چکی ہو تو اس دن سے چھ مہینے کے اندر پیدا ہوئے ہوں وہ سب شرعاً اولاد زید قرار پائیں گے اور زید کا ترکہ ان کو ملے گا ہاں جو موت زید سے دو برس کے بعد یا بہ صورت اقرار زن یا بقضائے عدت اس دن سے چھ مہینے کے بعد پیدا ہوئے وہ نہ اولاد زید میں ہیں اور نہ اس کا ترکہ پائیں۔ درمختار میں ہے:

يثبت نسب ولد معتلة الموت لاقبل منهما (ای من سنتين ش) من وقت الموت اذا الموت اذا كانت كبيرة ولو غير مدفول بها وان لاكثر منهما من وقته لا يثبت بدائع وكذا المقررة لمفتيها لولا لاقبل من اقل مدته من وقت الاقرار للمتقين يكذبها والا للاحتمال جدوثة بعد الاقرار مدملخصا۔
والله تعالى واعلمو علمه جل مجده اتم واحكم۔

مسئلہ ۹۷: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ آیا رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں عقیقہ و ختنہ میں لوگوں کو بغرض ادائے سنن کے بلا تے تھے یا نہیں اگر نہیں بلا تے تھے تو یہ بدعت سیئہ ہے یا نہیں؟ وقت رخصتی جیسا کہ ہندوستان میں رسم بھارت کی ہے آیا ان کی کچھ اصلیت ثابت ہے؟ اور بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی کے وقت بھی کچھ کھانا تقسیم کیا گیا تھا یا نہیں؟ اور نیوتے کی رسم شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ آیا یہ بات کی شارع ﷺ نے دعوت ولیمہ کی بابت فرمایا اور خود بھی حضور ﷺ نے متعدد بار اس پر عمل کیا

اور کبھی صاحبزادیوں کی رخصتی میں کھانے کی بابت نہ فرمایا اور نہ کیا اس کے بدعت سیئہ ہونے کے لیے کافی نہیں؟

الجواب: عقیقہ شکر نعمت ہے اور نعمت کے لئے اعلان کا حکم "قال الله تعالى: واما بنمعت ربك فحدث" اور دعوت سیئہ وہ ہے کہ رد سنت کرے نہ کہ تائید:

کمانص عليه الائمة قديما و حديثا منهم حجة الاسلام في
احياء والعلامة سعد في شرح المقاصد والسيد عارف
بالله عبدالغني الحديقة الندية لاجرم۔
رد المختار میں فرمایا:

بحق عقیقہ مزق لحمائنا و طبخه مع اتخاذ دعوة اولاء۔
یو ہیں ختنہ کا اعلان سنت ہے:

کمان السنه في الخفاض الخلفاء۔

علماء نے دعوتیں گیارہ گنائیں ان میں دعوت ختنہ و دعوت عقیقہ بھی ہے بعض نے
آٹھ گنائیں ان میں یہ دونوں داخل شرح شریعت الاسلام میں ہے۔

قيل الضيافية ثمانية الوليمة العرس والاعدار للخنان
والعقیقة لسابع الولادة الخ۔

علماء نے مطلقاً اجابت دعوت کو سنت فرمایا ولیمہ ہو یا اور بتایہ پھر طحاوی پھر میں
ہے۔ "اجلابة الدعوة ولیمة او غیرها۔" نکاح کے بھی اعلان کا حکم ہے۔

قال صلى الله عليه وسلم اعلنوا النكاح۔ رواه احمد وابن
حبان والطبرانی والحاكم او ابونعیم عن عبد الله بن
الزبير رضى الله تعالى عنهما سند احمد صحيح
وزاد الترمذيو البيهقي عن ام المؤمنين رضى الله تعالى عنها
واجعلوه في المساجد واضربوا عليه بلد فوف۔

اور لڑکے والوں ہی کے ساتھ خاص نہیں دونوں طرف اعلان چاہئے ابن ماجہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما۔

قال نکحت عائشة ذات قرابة لهما من الابصار فجاء رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فقال اهديتم الفتاة قال نعم قال ارسلتم معها من تغنى الحديث۔

اور طعام موجب جمع ہے اور جمع موجب اعلان معہذا طعام حاضرین سنن اہل کرم و مروت ہے خصوصاً جبکہ طول اقامت ہو اتباع فعل میں ہے

على تفضيل فيه نه عدم فعل میں فانه غير مامور بل ولا مقدور كما في الغمز العيون۔

خصوصاً امور عادیہ اور حکم ہے ”خالقوا الناس باخلاقهم“ علماء فرماتے ہیں ”الخروج عن العادة شهرة ومكروه“ رب عزوجل فرماتا ہے ”ما اتکم الرسول فخذوه وما نهکم عنه فانتھوا“ جو نہ انی ہے نہ نبی وہ نہ ”خذوا“ میں داخل نہ ”انتھوا“ میں یعنی نہ واجب نہ منع بلکہ مباح ہے یہ تمام مباحث ہمارے رسائل اردو و ہابیت میں طے ہو چکے۔ ہاں نیت مذموم یا باعث مذموم یا طور مذموم پر ولیمہ بھی ہو تو وہ بھی مذموم ہو جائے گا۔

قال صلى الله تعالى عليه وسلم شر الطعام طعام الوليمة مع هذا فرمايا ومن لم يجب الدعوة فقه عصى الله ورسوله رواه مسلم عن ابى هريرة رضی الله تعالى عنه۔

نیوتے کی رسم ایک محمود قصد یعنی معاونت اخوان سے رکھی گئی کہ وقت حاجت ایک کام سو کی اعانت سے نکل جائے نہ اس پر سارا بار ہونہ سوال وغیرہ حرج و عار ہو۔ پھر معاونوں میں جسے یہ معاملہ پیش آئے وہ معاون اور باقی اخوان اس کی اعانت کریں اس میں جب کہ معاوضہ مقصود ہو قرض ہے اور اس کی ادا واجب۔ ”فان المعروف

کالمشروط“

فتاویٰ خیر یہ میں ہے۔

اسئل فیما اعتمادہ الناس فی الاعراس والافراح والرجوع
من الحج من اعطاء الثياب والدرهم وینتظرون به لہ
عندہما یقع مثل ذلك ما حکمہ احباب ان کان العرف شائعا
فیما بینہم یعطون ذلك لیاخذ بدله کان حکمہ کحکم
القرض الخ۔

اسی میں ہے:

ان کان العرف قاضیا بانہم یدفعونہ علی وجہ الہبة
ولا ینظرون فی ذلك الی اعطاء البدل فحکمہ حکم الہبة
الخ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۹۸: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کتاب ارشاد رحمانی تصنیف مولوی محمد علی سابق ناظم ندوہ جن کی بابت ان کے پیر بھائی نے مجھ سے کہا کہ وہ اب سابق افعال و کوشش متعلق ندوہ سے تائب ہو گئے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ متعلق حالات مولانا فضل الرحمن میں لکھا ہے کہ بخاری شریف کے سبق حضرت سلیمان علی نبینا علیہ السلام کے ذکر پر احمد میاں نے کہا کہ کرشن کے سولہ ہزار گویاں تھیں اس پر مولانا مرحوم نے فرمایا کہ کسی مردے کے کفر پر تا وقتیکہ ثبوت شرعی نہ ہو حکم نہ لگانا چاہئے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ”لکل قوم ہاد“ اس تقدیر پر ہو سکتا ہے کہ راجندر اور کرشن ولی یا نبی ہوں لہذا فتاویٰ مکلف خدمت فیہدر جت ہے کہ کیا حضرت مرزا مظہر جان جانا صاحب نے کسی مکتوب وغیرہ میں یہ لکھا ہے اور حضور نے ملاحظہ فرمایا ہے قول مذکور متعلق رام چندر و کرشن مرزا صاحب نے کسی شخص کے خواب کی تعبیر میں فرمایا ہے یہ بھی اسی کتاب میں مرقوم ہے۔

(۲) جو پتیا درخت بوجہ غفلت تسبیح گر جاتا ہے جانور ذبح کر دیا جاتا ہے تو پھر بعد سزائے

غفلت ان کا تسبیح میں مشغول ہونا ثابت ہے یا نہیں؟

الجواب: مولوی محمد علی صاحب نے خیالات سابقہ سے تائب ہوئے نہ اس حکایت کی کچھ اصل ہے جو مولانا فضل الرحمن صاحب کی طرف منسوب ہوئی نہ یہ بات جناب مرزا صاحب نے کسی خواب کی تعبیر میں کہی بلکہ کسی خط کے جواب میں ایک مکتوب لکھا ہے اس میں ہندوؤں کے دین کو محض بر بنائے ظن و تخمین دین ساوی گمان کرنے کی کوشش فرمائی ہے بلکہ معارف و مکاشفات و علم عقلی و نقلی میں ان کا ید طولی مانا ہے اور ان کے اعتقادی تناخ کو کفر سے جدا بلکہ ان کی بت پرستی کو شرک سے منزہ اور صوفیہ کرام کے تصور برزخ کے مثل مانا ہے اور بحکم لکل امتہ رسول ہندوستان میں بھی شریعت انبیاء ہونا اور ان کے بزرگوں کا مرتبہ کمال و تکمیل رکھنا لکھا ہے۔ مگر رام یا کرشن کسی کا نام نہیں بایں ہمہ فرمایا ہے:

”درشان آنہا سکوت اولی ست نہ ماراجزم بکفر و ہلاک

اتباع آنہا لازم ست و نہ یقین بنجات انہا بر ما واجب و مادہ

حسن ظن متحقق ست۔“

یہ اس تمام مکتوب کا خلاصہ ہے ان حضرات کا حال قبل اظہار خود آشکار۔ اگرچہ یہ مکتوب مرزا صاحب کا ہے اور اگر ان کا بے دلیل فرمانا سند میں پیش کیا جاسکتا ہے تو ان سے یہ بدرجہا اقدام و اعلم حضرت زبدۃ العارفین سیدنا میر عبدالواحد بلگرامی قدس سرہ السامی سبع سنابل شریف میں کہ بارگاہ رسالت میں پیش اور سرکار کو مقبول ہو چکی ص ۷۰ میں فرماتے ہیں:

”مخدوم شیخ ابو الفتح جون پوری رادر ماہ ربیع الاول

بحہت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام ازدہ جا جا استدعا

آمد کہ بعد از نماز پیشین حاضر شونہ ہر دہ استدعا قبول

کروند حاضران پر سیدند اے مخدوم ہر دہ استدعا دما

قبول فرمودید و ہر جا بعد از نماز پیش حاضر باید شد

چگونه میسر خواهد آمد فرمود کاشن کہ کافر بود چند
صد جا حاضر میشد اگر ابو الفتح ده جا حاضر شود چه
عجب۔“

بات یہ ہے کہ نبوت و رسالت میں اوہام و تخمین کو دخل نہیں ”اللہ اعلم حیث
یجعل رسالتہ“ اللہ و رسول نے جن کو تفصیلاً نبی بنایا ہم ان پر تفصیلاً ایمان لائے اور باقی
تمام انبیاء اللہ پر اجمالاً ”لکل امة رسول“ اسے مستلزم نہیں کہ ہر رسول کو ہم جانیں یا نہ
جانیں تو خواہی نخواستہ ہی اندھے کی لاشی سے ٹٹولیں کہ شاید یہ ہو شاید یہ ہو کا ہے کے لئے ٹٹولنا
اور کا ہے کے لئے شاید ”امنا باللہ ورسولہ“ ہزاروں امتوں کا ہمیں نام و نشان تک معلوم
نہیں ”وقرنا بین ذلک کثیراً“ قرآن عظیم یا حدیث کریم میں رام کرشن کا ذکر تک نہیں ان
کے نفس و جود پر سوا تو اتر ہنود کے ہمارے پاس کوئی دلیل نہیں کہ یہ واقعی کچھ اشخاص تھے بھی
یا محض ایناب اغوال اور جال بوستان خیال کی طرح اوہام تراشیدہ ہیں تو اتر ہنود اگر حجت
نہیں تو ان کا وجود ہی نا ثابت اور اگر حجت ہے تو اسی تو اتر سے ان کا فسق و فجور و لہو و لعب
ثابت پھر کیا معنی کہ وجود کے لئے تو اتر ہنود مقبول اور احوال کے لئے مردود مانا جائے اور
انہیں کامل و کھل بلکہ ظناً معاذ اللہ انبیاء رسل جانا جائے۔ واللہ الهادی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) رب عروجہ فرماتا ہے:

تسبح له السموات السبع والارض ومن فیہن وان من شئی
الا یسبح بحمدہ ولكن لا تفقہون تسبیحہم۔ (سورہ بنی
اسرائیل ۲۲)

”اس کی تسبیح کرتے ہیں آسمان اور زمین اور جو کوئی ان میں ہیں اور کوئی
چیز ایسی نہیں جو اس کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح نہ کرتی ہو مگر تم ان کی تسبیح
نہیں سمجھتے۔“

یہ کلیہ جمیع اشیاء عالم کو شامل ہے ذی روح ہوں یا بے روح اجسام محض جن کے
ساتھ کوئی روح نباتی بھی متعلق نہیں دائم التسبیح ہیں کہ ”ان من شئی“ کے دائرے سے خارج

نہیں مگر ان کی تسبیح بے منصب ولایت نہ مسموع نہ مفہوم اور وہ اجسام جن سے روح انسی یا ملکی یا جنی یا حیوانی یا نباتی متعلق ہے ان کی دو تسبیحیں ہیں ایک تسبیح جسم کی کہ اس روح متعلق کے اختیار نہیں وہ اسی ”ان من شیء“ کے عموم میں اس کی اپنی ذاتی تسبیح روح یہ ارادی اختیاری ہے اور برزخ میں ہر مسلمان کو مسموع و مفہوم اس تسبیح ارادی میں غفلت کی سزا حیوان و نبات کو قتل و قطع سے دی جاتی ہے اور اس کے بعد یا جب جانور مر جائے گا یا نبات خشک ہو جاتی ہے لہذا ائمہ دین نے فرمایا ہے کہ ترگھاس مقابر سے مت اکھڑیں۔

فانہ مادام رطبایسبح لله تعالیٰ فیونس المیت۔

”کہ وہ جب تک تر ہے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے تو میت کا دل بہلتا

ہے۔“

مگر قتل و قطع و موت و بیس کے بعد بھی وہ تسبیح کہ نفس جسم کی تھی جب تک اس کا ایک جزو لا تجزی بھی باقی رہے گا منقطع نہ ہوگی کہ ”ان من شیء الایسبح بحمدہ“ اسے روح سے تعلق نہ تھا کہ تعلق روح نہ رہنے سے منقطع ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔



الرمز المصنف علی سوال مولانا السید اصف

۱۳۳۹ھ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

(یا حبیب محبوب اللہ وخی فداک)

مسئلہ ۱۰۰: قبلہ کونین وکعبہ دامت برکاتہم بعد تسلیمات فدویانہ تمنائے حصول سعادت آستانہ بوسی التماس اینکه بفضلہ تعالیٰ کترین بخیریت ہے صحتموری ملازمان سامی کہ مدام بارگاہ احدیت سے مطلوب اشتہار اسلامی پیام میں عبدالماجد کے اس لکھنے پر کہ ”مسلمان ڈوب رہا ہے نا مسلم تیرا ک ہاتھ دے تو جان بچانا چاہئے یا نہیں“ یوں درج ہے کہ مسلمان اگر ڈوبنے پر یقین نہ ہو ہاتھ پاؤں مار کر بچ جانے کی امید ہو یا کوئی مسلمان فریادرس خواہ کوئی درخت وغیرہ ملنے کا زین ہو تو کافر کو ہاتھ دینے کی اجازت نہیں الٹ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار سے معاملت کی بھی اجازت نہ ہو ان سے علاج نہ بھی کرائے ”لابالوکم جبالا“ سے کیا مقصود ہے آیا دین کے معاملہ میں کفار محارب فی الدین نقصان پہچانے میں کمی نہ کریں گے یا ہر معاملہ میں اور ہر وقت جب موقع پائیں۔ اور ایک کافر کہ غیر محارب ہو تفسیر کبیر میں آیہ کریمہ ”لا تنھکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم الی اخر الایۃ“ کے متعلق لکھا ہے:

وقال اهل التاویل هذا الایۃ تدل علی جواز البریین

المشرکین والمسلمین وان کانت المولاۃ منقطعہ

رسالہ الرضا بابت ماہ ذی قعدہ ملفوظات صفحہ ۸۶ میں ہے ”حضور اقدس انہیں

سے خلق فرماتے جو رجوع لانے والے ہوتے جیسا کہ اس روایت سے ظاہر ہے اور کفار و

مرتدین ساتھ ہمیشہ سختی فرماتے الٹ بعض کفار کی آنکھوں میں سلائی پھر وانا تو قصاصاً تھا کیا

رسول کریم ﷺ قبل نزول آیت یا ایہا النبی جاہد الکفار والمنفقین نرمی نہ فرماتے

تھے اور کیا جو رجوع نہ لانے والے تھے ان سے یہ بہ شدت پیش آتے تھے یا پہلے اس سے

نرمی سے پیش آتے کفار مختلف طبائع کے تھے اور ہیں۔ بعض کو اسلام اور مسلمانوں سے سخت

عداوت ہے اور بعض کو بہت کم۔ کیا سب سے یکساں حکم ہے یا امر بالمعروف ونہی عن المنکر میں ان سے حسب مراتب تدریجاً سختی کرنے کا حکم ہے اور محارب کا فرق کیا ہے۔ حضور فردی کو اس مسئلہ میں کہ مرتد کا نکاح باقی رہتا ہے فتاویٰ کی کتابوں کے خلاف ہونے کی وجہ سے خلجان رہتا ہے حضور کے فتویٰ میں اور کتابوں کے خلاف لکھا ہے گو بعض احکام بوجہ اختلاف زمانہ مختلف ہو جاتے ہیں لیکن فتاویٰ ہندیہ جو قریب زمانہ کی ہے اس میں بھی نہیں اگرچہ بوجہ سلطنت اسلامیہ ہونے کے مرتد پر احکام شریعت نہیں جاری کئے جاسکتے مثلاً ضرب وغیرہ کے لیکن وہ اسلام سے خارج ہو گئی تو نکاح کا باقی رہنا کیسا کیا وہ ترک بھی سابق شوہر کا شرعاً پائے گی اور اس کے مرنے پر اس کا جو پہلے شوہر تھا ترک اس کا شرعاً پائے گا۔ اگر کفار غیر محارب کے ہمراہ محارب کفار کا مقابلہ کیا جائے اور محارب کفار غیر محارب کی امداد سے نقصان پہنچا جائے تو کیا گناہ ہے اسی اسلامی پیغام میں ہے اب جو قرآن عظیم کو جھٹلائے وہ مشرک یا مرتد کو ڈوبنے سے نجات دینے والا حامی و مددگار جانا“ کیا نعوذ باللہ جتنے مسلمان کفار سے علاج کراتے ہیں اور معاملات میں ان سے مدد لیتے ہیں سب قرآن کو جھٹلاتے ہیں۔ فقط والتسلیم عریضہ ادب فردی محمد آصف یغفر الله له ولوالدیه ولجميع المومنین والمومنات بحرمته النبی الکریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

الجواب:

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمده ونصلي على رسوله الكريم

مولانا المکرم اکرمکم اللہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ارشاد الہی: یا ایہا الذین

لا تتخذوا بطانة من دونکم لا یالونکم خیالاً عام و مطلق ہے کافر کو رازدار بنانا

مطلقاً منع ہے اگرچہ امور دینیہ میں ہو وہ ہرگز تا قدر قدرت ہماری خیر خواہی میں کمی نہ کریں

گے۔ ”قل صدق اللہ ومن اصدق من اللہ قیلاً“ سیدنا امام حسن بصری رضی اللہ عنہ نے

حدیث ”لا تستضیئوا نار المشرکین“ (مشرکین کی آگ سے روشنی نہ لو) کی تفسیر

فرمائی کہ اپنے کسی کام میں ان سے مشورہ نہ لو اور اسے اسی آیت کریمہ سے ثابت بتایا ابو بعلی
مسند اور عبد بن حمید و ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم تفاسیر اور بیہقی شعب الایمان میں
بطریق ازہر بن راشد انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے راوی:

قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تستضيئوا بنار
المشركين مال فلم تدر ما ذلك حتى اتوا الحسن فسألوه
فقال نعم يقول لا تستيروهم في شئ من اموركم قال
الحسن وتصديق ذلك في كتاب الله تعالى ثم تلا هذه الآية
يا ايها الذين امنوا لاتخذوا بطانة من دونكم-

امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اسی آیت کریمہ سے کافر کو محرر بنانا منع فرمایا ابن
ابی شیبہ مصنف اور ابنائے حمید و ابی حاتم رازی تفاسیر میں اس جناب سے راوی:

انه قيل له ان ههنا غلاما من اهل الحيرة حافظا كتابا فلوا
تخذته كتابا قال اتخذت اذن بطانة من دون المؤمنين-

تفسیر کبیر میں انہیں امور دینیہ میں ان سے مشاورت و موافقت کو سبب نزول کریمہ
اور اس سے غمی مطلق کے لئے بتایا اور اسے غمی مطلق کے لئے بتایا اور اسے اس گمان کا کہ ان
سے مخالفت تو دین میں ہے دنیوی امر میں یہ بدخواہی نہ کریں گیر دھمہ ہرایا کہ:

ان المسلمین كانوا يشاورونهم في امورهم وبوانس وهم
لما كان بينهم من الرضاع والحلف ظن انهم انهم وان
خالقوهم في الدين فهم ينصحون لهم في اسباب المعاش
فهاهم الله تعالى بهذا الآية عنه فمنع المؤمنين ان يتخذوا
بطانة من غير المؤمنين فيكون ذلك نهيا عن جميع الكفار
وقال تعالى يا ايها الذين امنوا لاتخذوا اعدوي وعدوكم
اولياء ومما يوكد ذلك ما روى انه قيل لعمر بن الخطاب

رضی اللہ عنہ ہناجل من اهل الحيرة نصرانی لا يعرف
اقوى حفظا ولا احسن خطا منه فان رايت ان
تتخذوكاتبافامتع عمر رضی اللہ عنہ مناذلك وقال اذن
اتخذت بطانته من غير المومنين فقد جعل عمر رضی اللہ عنہ
هذا دليلا على النهی عن اتخاذ النصرانی بطانته۔

اس جملہ انواع معاملات کیوں ناجائز ہو گئی بیع و شرا و جارہ و استجارا وغیرہا میں کیا راز
دار بنایا یا اس کی خیر خواہی پر اعتماد کرنا ہے جیسے چھار کو دام دے جو تا کٹھوالیا بھنگی کو مہینہ دیا
پاخانہ کمو الیا۔ بزار کو روپے دیئے کپڑا مول لے لیا آپ تاجر ہے کوئی چیز اس کے ہاتھ بیچی
دام لے لئے وغیرہ وغیرہ۔ ہر کافر حربی کافر محارب ہے حربی و محارب ایک ہی ہے جیسے جدلی
و مجادلی و ذمی و معاہد کا مقابل ہے راز دار بنانا ذمی و معاہد کو بھی جائز نہیں امیر المومنین کا ارشاد
ذمی ہی کے بارے میں ہے یو ہیں موالات مطلقاً جملہ کفار سے حرام ہے حربی ہوں یا ذمی۔
ہاں صرف دربارہ بروا حسان ان میں فرق ہے معاہد سے جائز ہے کہ:

لا ینھکم اللہ عن الدین لم یقاتلوکم فی الدین۔ (الممتحنہ ۸)

عبارت کبیر منقولہ سوال کا یہی مطلب ہے۔ یہی قول اکثر اہل تاویل ہے اور اسی پر
اعتماد و تعویل ہے اور ائمہ حنفیہ کے یہاں تو اس پر اتفاق جلیل ہے خود کبیر میں زیر کریمہ
'لا ینھکم اللہ' ہے۔

الا کثرون علی انہم اهل العهد وهذا قول ابن عباس
المقاتلین واکلبی۔

ہم نے الحجۃ الموتمة میں یہ مطلب نفیس جامع ضغیر امام محمد و ہدایہ و درر الاحکام و عالیہ
البیان و کفایہ و جوہر نیرہ و مستصفی و نہایہ و فتح القدر۔ بحر الرائق و کافی و تبیین الحقائق و تفسیر
احمدی و فتح اللہ المعین غینہ و ذی الاحکام و معراج الدراریہ و عنایہ و محیط برہانی و جوئی زادہ بدائع
ملک العلماء سے ثابت کیا۔ حضور رحمۃ اللعالمین ﷺ رحمۃ اللعالمین ہیں قبل ارشاد و اخلظ

علیہم انواع انواع کے نرمی و عضو و صلح فرمائے خود اموال غنیمت میں مولفۃ القلوب کا ایک سہم مقرر تھا مگر اس ارشاد کریم نے ہر عضو و صلح کو نسخ فرما دیا اور مولفۃ القلوب کا سہم ساقی ہو گیا۔

وقل الحق من ربکم فمن شاء فليؤمن ومن شاء

فليکفر انا اعتدنا للظلمین ناراً احاط بہم سرادقہا۔ (الکصف ۲۹)

سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ کے افضل الاساتذہ امام عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ کی نسبت امام فرماتے ہیں ان سے افضل کسی کو نہ دیکھا وہ آیہ کریمہ ”واغلظ علیہم“ کو فرماتے ہیں ”نسحت هذه الایة کل شی من العفو والصفح“ قرآن عظیم نے یہود مشرکین کو عداوت مسلمین میں سب کافروں سے سخت تر فرمایا:

لتجدن اشد الناس عداوة للذین امنوا الیہود والذین

اشرکوا۔ (المائدہ ۸۲)

مکرار شاد:

یا ایہا النبی جاہد الکفار ولمنفقین واغلظ علیہم وما وہم

جہنم وبئس المصیرہ۔ (التوبہ ۷۳)

عام آیا اس میں کسی کا استثناء نہ فرمایا کسی وصف پر حکم کا مرتب ہونا اس کی علیت کا مشعر ہوتا ہے یہاں انہیں وصف کفر سے ذکر فرما کر اس پر جہاد و غلظت کا حکم دیا تو یہ سزا ان کے نفس کفر کی ہے نہ کہ عداوت موئین کی اور نفس کفر میں وہ سب برابر ہیں ”الکفر ملۃ واحدة“ ہاں معاہدہ کا استثناء دلائل قاطع متواترہ سے ہے ضرورۃ معلوم و مستقر فی الاذہان کہ حکم جاہدین کر اس کی طرف ذہن جاتا ہی نہیں۔ ”فنفس النص لم یعلق بہ ابتداء کما افادہ فی البحر الرائق“ تفاوت عداوت پر بنائے کار ہوتی تو یہود کا حکم مجوس سے سخت تر ہوتا حالانکہ امر بالعکس ہے اور نصاریٰ کا حکم یہود سے کمتر ہوتا حالانکہ یکساں ہے ذمی و حربی کافر کا فرق میں بتا چکا ہوں اور یہ کہ حربی محارب ہے حسب حاجت ذلیل و قلیل ذمیوں سے حربیوں کے مقاتلہ و مقابلہ میں مدد لے سکتے ہیں ایسی جیسے سدھائے ہوئے مسخر کتے

سے شکار میں امام سرہسی نے شرح صغیر میں فرمایا: ”والاستعانة باهل الذمة الكلاب“ اور بروایت امام طحاوی ہمارے مذہب امام اعظم صاحبین وغیرہم رضی اللہ عنہ نے بھی اس میں کتابی کی تخصیص فرمائی مشرک سے استعانت مطلقاً ناجائز رکھی اگرچہ ذمی ہو۔ ان مباحث کی تفصیل جلیل الحجۃ التوتمنہ میں ملاحظہ ہو۔ رہا کافر طیب سے علاج کرانا خارجی یا ظاہر مکشوف علاج جس میں اس کی بدخواہی نہ چل سکے وہ تو ”لایالونکم خیالاً“ سے بالکل بے علاقہ ہے اور دینی معاملات بیع و شراہ اجارہ و استجارا کی مثل ہے ہاں اندورنی علاج جس میں اس کے فریب کی گنجائش ہو اس میں کافروں پر یوں اعتماد کیا کہ ان کو اپنی مصیبت میں ہمدرد اپنا دلی خیر خواہ اپنا مخلص بااخلاص خلوص کے ساتھ ہمدردی کر کے اپنا دلی دوست بنانے والا اس کی بے کسی میں اس کی طرف اتحاد کا ہاتھ بڑھانے والا جانا تو بے شک آیہ کریمہ کا مخالف ہے اور ارشاد آیت جان کر ایسا سمجھا تو نہ صرف اپنی جان بلکہ جان و ایمان قرآن سب کا دشمن اور انہیں اس کی خبر ہو جائے اور اس کے بعد واقعی دل سے اس کی خیر خواہی کریں تو کچھ بعید نہیں وہ تو مسلمان کے دشمن ہیں اور یہ مسلمان ہی نہ رہا ”فانہ منہم“ ہو گیا ان کی تو دلی تمنا یہی تھی۔

قال تعالیٰ و دوالو تکفرون کما کفروا فتکونون

سواء۔ (النساء ۸۹)

ان کی آرزو ہے کہ کسی طرح تم کبھی کافر بنکو تو تم اور وہ ایک سے ہو جاؤ۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ مگر الحمد للہ کہ کوئی مسلمان آیہ کریمہ پر مطلع ہو کر ہرگز ایسا نہ ہو جائے گا اور جانے تو آہی اس نے تکذیب قرآن کی بلکہ یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ ان کا پیشہ ہے اس سے روٹیاں کھاتے ہیں ایسا کریں تو بدنام ہوں دکان پھینکی پڑ جائے تو حکومت کا موخذہ ہو سزا ہو یوں بدخواہی سے باز رہتے ہیں تو اپنے خیر خواہ ہیں نہ ہمارے۔ اس میں تکذیب نہ ہوئی پھر بھی خلاف احتیاط و شنبیح ضرور ہے خصوصاً یہود و مشرکین سے خصوصاً سربر آوردہ مسلمان کو جس کے کم ہونے میں وہ اشتیاق اپنی فتح سمجھیں وہ جسے جان و ایمان دونوں عزیز ہیں اس

بارے میں آیہ کریمہ

تتلوه لاتتخذوا بطانة من دونكم لا يبالونكم خبالا (آل عمران ۱۱۸)
(کسی کافر کو رازدار نہ بناؤ وہ تمہاری بدخواہی میں کمی نہ کریں گے۔) اور آیہ کریمہ
ولم يتخذوا من دون الله ولا رسوله ولا المومنين وليجة۔

(التوبہ ۱۶)

(اللہ ورسول اور مسلمانوں کے سوا کسی کو ذلیل کار نہ بتایا) وحدیث مذکور ”لا تستضيفوا بنار المشركين“ (مشرکوں کی آگ سے روشنی نہ لو) بس ہیں اپنی جان کا معاملہ اس کے ہاتھ میں ڈرے دینے سے زیادہ اور کیا راز و حیل کار و مشیر بنانا ہوگا۔
امام محمد عبدری ابن الحاج مکی قدس سرہ، مدخل میں فرماتے ہیں:

واشد لقب واشنع ما ارتكبه بعض الناس في هذا الزمان من
معالجة الطيب والكحل الكافرين الذين لا يرجي
منهم انصح ولا خير بل يقطع بغشهما لمن ظفرا به من
المسلمين سيما ان كان المريض كبير افي دينه او علمه
”یعنی سخت تر قبیح و شنیع ہے وہ جس کا ارتکاب آج کل بعض لوگ کرتے
ہیں۔ کافر طیب اور سب سے علاج کرانا جن سے خیر خواہی او بھلائی کی
امید درکنار یقین ہے کہ جس مسلمان پر قابو پائیں اس کی بدسگالی کریں
گے اور اس نے ایذا پہنچائیں گے خصوصاً جب کہ مریض دین یا علم میں
عظمت والا ہو۔“

پھر فرمایا:

انهم لا يعطون لاحد من المسلمين شيئا من الادوية التي
تصره ظاهرا لانهم لو فعلوا ذلك لظهر غشهم وانقطعت مادة
مغاشهم لاكنهم يصفون له من الادوية ما يليق بذلك المرض

ویظہرون الصنعة فيه والنصح وقدبتعا في المريض فينسب ذلك الى حذق الطيب ومعرفة ليقع عليه المعاش كثير السبب مايقع له من الثناء على نصحه في صنعة لكنه يدس في النواصفه حاجة لايفطن فيها لمن الضرر غالباً وتكون تلك الحاجة مما تنفع ذلك المرض وينتفع منه في الحال لكنه يعود عليه بالضرر في اخر الحال وقد يدس حاجة اخرى يصح بعد استعمالها لكنه اذا دخل الحمام انكس ومات وحاجة اخرى اذا استعمالها صح وقام من مرضه لكن لهامدة اذا انقضت عادة بالضرر وتختلف المدة في ذلك فمنها ما يكون مدتها سنة او اقل او اكثر الى غير ذلك من غشهم وهو كثير ثم يتعلل عدو الله ان هذا مرض اخر ليس له فيه حيلة ويظهر التأسف على اصاب المريض ثم يصف اشياء تنفع مرضه لكنها لا تفيد بعد ان فات الامر فيه فينصح حيث لا ينفع نصحه فمن يرى ذلك منه يعتدانه من الناصحين وهو من اكبر الخاشين

”یعنی وہ مسلمان کو کھلے ضرر کی دوا نہیں دیتیکہ یوں تو ان کی بدخواہی ظاہر ہو جائے اور ان کی روزی میں خلل آئے بلکہ مناسب دوا دیتے ہیں اور اس میں اپنی خیر خواہی و فن دانی ظاہر کرتے ہیں اور کبھی مریض اچھا ہو جاتا ہے جس میں ان کا نام اور معاش خوب چلتا اور اسی ضمن میں ایسی دوا دیتے ہیں کہ فی الحال مریض کو نفع دے اور آئندہ ضرر لائے یا ایسی دوا کہ اس وقت مریض کو دے مگر جب مریض جماع کرے مرض لوٹ آئے اور مر جائے یا ایسی کہ سردست تندرست کر دے مگر جب حمام کرے مرض

پلٹے اور موت ہو یا ایسی کہ اس وقت مریض کھڑا ہو جائے اور ایک مدت سال بھر یا کم پیش کے بعد وہ اپنا رنگ لائے اور ان کے سوا ان کے فریبوں کے بہت طریقے ہیں پھر جب مرض پلٹا تو اللہ کا دشمن یوں بہانے بناتے ہیں کہ یہ جدید مرض ہے اس میں میرا کیا اختیار ہے اور مریض کی حالت پر افسوس کرتا ہے پھر صحیح نسخہ نافع بتاتا ہے مگر جب بات ہاتھ سے نکل گئی کیا فائدہ تو اس وقت خیر خواہی دکھاتا ہے جب اس سے نفع نہیں دیکھنے والے اسے خیر خواہ سمجھتے ہیں حالانکہ وہ سخت تر بد خواہ ہے“

کل العدو اقدتر جی از القها الا عدو۔ من عاداتک فی الدین
 ”تمام دشمنوں کا زوال ممکن ہے مگر عدوات دینی کہ یہ نہیں جاتی۔“
 پھر فرمایا:

قد يستعلمون انصح بعض الناس ممن لاخطولهم فی الدین
 ولاعلم ذلك ایضاً من الغش لاهم لولم ينصحوا لما حصلت
 لهم الشهرة بالمعرفة بالطب ولتعطل علیهم معاشهم
 وقد یفطن لغشهم ومن غشهم نصحهم لبعض ابناء
 الدنیالینشتہرو وابدلك وتحصل لهم الخطوة عندهم
 وعند کثیر ممن شابهم ویستسلطون بسبب ذلك علی قتل
 العلماء والصالحین وهذا النوع موجود ظاهر۔ وقد ینصحون
 العلماء والصالحین وذلك منهم غش ایضاً لانهم یفعلون
 ذلك لکی تحصل لهم الشهرة وتظهر صنعتهم لیكون
 سببالی اتلاف من یریدون اتلاضعنهم واهدامنهم
 مکر عظیم۔

”یعنی وہ کبھی عوام کے علاج میں خیر خواہی کرتے ہیں اور یہ بھی ان کا مکر

ہے کہ ایسا نہ کریں تو شہرت کیسے ہو روٹیوں میں فرق آئے اور کبھی ان کے فریب پر لوگ چرچ جائیں یونہی یہ فریب ہے کہ بعض رییسوں کا علاج اچھا کرتے ہیں کہ شہرت اور اس کے نزدیک اس جیسوں کی نگاہ میں وقعت ہو۔ پھر علماء صلحاء کے قتل کا موقع ملے اور ایسے اب موجود ظاہر ہیں اور کبھی علماء صلحاء کے علاج میں بھی خیر خواہی کرتے ہیں اور یہ بھی فریب ہے کہ مقصود سا کھ بندھن ہے پھر جس عالم یا دیندار کا قتل مقصود ہے اس کی راہ ملنا اور یہ ان کا بڑا مکر ہے۔“

پھر اپنے زمانہ کا ایک واقعہ ثقہ معتمد کی زبانی بیان فرمایا کہ مصر میں ایک رییس کے یہاں ایک یہودی طبیب تھا رییس نے کسی بات پر ناراض ہو کر اسے نکال دیا وہ خوشامدیں کرتا رہا یہاں تک کہ رییس راضی ہو گیا کافر وقت کا منتظر رہا پھر رییس کو سخت مرض ہوا میں طبیب مغربی سے طب پڑھ رہا تھا لوگ انہیں بلانے آئے انہوں نے عذر کیا لوگوں نے اصرار کیا گئے اور مجھے فرما گئے میرے آنے تک بیٹھے رہنا تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ کانپتے ہوئے واپس آئے۔ میں نے کہا خیر فرمایا میں نے کہا یہودی نے کیا نسخہ دیا معلوم ہوا کہ وہ رییس کا کام تمام کر چکا میں اندر گیا کہ ایک اس کے بچے کی امید نہیں پھر یہ اندیشہ کہ کہیں یہودی میرے ذمے نہ رکھ دے رییس کل تک نہ بچے گا وہی ہوا کہ صبح تک اس کا انتقال ہو گیا پھر فرمایا بعض لوگ کافر طبیب کے ساتھ مسلمان طبیب کو بھی شریک کرتے ہیں کہ جو نسخہ وہ بنائے مسلمانوں کو دکھالیں یوں اس کے مکر سے امن سمجھتے ہیں اور اس میں کچھ حرج نہیں جانتے فرمایا

وهذا ليس بشئ ايضاء من وجوه الاول ان المسلم قد يفعل
عن بعض ما وصفه الثاني فيه اقتداء الغير به الثالث فيه الاعانة
لهم على كفرهم بها يحطيه لهم الرابع فيه تعظيم شانهم
لاسيما ان كان المريض رئيسا ان كان المريض

رئيسا وقد امر الشارع عليه الصلوة والسلام بتصغيره شانهم

وهذا عكسه۔

یہ بھی بوجہ کچھ نہیں۔ ایک تو ممکن کہ جو دو کافر نے بتائی اس وقت مسلمان طبیب کے خیال میں اس کا ضرر نہ آئے پھر اس کو دیکھا دیکھی اور مسلمان بھی کافر سے علاج کرائیں گے فیس وغیرہ جو اسے دی جائے وہ اس کے کفر پر مدد ہوگی مسلمان کو اس کے لئے تو واضح کرنا پڑے گی علاج کی ناموری سے کافر کی شان بڑھے گی خصوصاً اگر مریض رئیس تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی تحقیر کا حکم دیا اور یہ اس کا عکس ہے پھر فرمایا:

ثم مع ذلك ما يحصل من الانس والود لهم وان قل الامن

عصم الله وقليل ما هم وليس ذلك من اخلاق اهل الدين۔

”پھر ان سب وجوہ کے ساتھ یہ ہے کہ اس سے ان کے ساتھ انس اور کچھ

محبت پیدا ہو جاتی ہے اگرچہ تھوڑی ہی سہی سو اس کے جسے اللہ محفوظ رکھے

اور وہ بہت کم ہیں اور کافر سے انس اہل دین کی شان نہیں۔“

پھر فرمایا: ”ومع ذلك يخشى على دين بعض من يستطيعهم من

المسلمين“ ان سب قباحتوں کے ساتھ سخت آفت یہ ہے کہ کبھی ان سے علاج کرانے

والے کے ایمان پر اندیشہ ہوتا ہے پھر اپنے بعض ثقہ معتمد برادران دینی کا واقعہ بیان فرمایا

کہ ان کے یہاں بیماری ہوئی مریض ایک یہودی طبیب کی طرف رجوع پر اصرار کیا انہوں

نے اسے بلایا وہ علاج کرتا رہا ایک دن اسے خواب میں دیکھا کہ ان سے کہتا ہے موسیٰ علیہ السلام

کا دین قدیم ہے اس کو اختیار کرنا چاہئے یونہی کیا کیا بکتا رہا یہ ترساں ولرزاں جاگے اور عہد

کر لیا کہ اب وہ میرے گھر نہ آنے پائے راستے میں بھی وہ جہاں ملتا یہ اور راہ ہو جاتے کہ

مبادا اس کا وبال انہیں پہنچے امام فرماتے ہیں:

وهذا قدر حم بسبب انه كان معتنى به فيخاف من استطعهم

ولم يكن معتنى به ان يهلك معهم ولو لم يكن فيه الا الخوف

من هذا الامر الخطر لكان متعينا تر كه فكيف مع
وجود ما تقدم۔

ان صاحب پر تو یوں رحمت ہوئی کہ زیر نظر عنایت تھے جو ایسا نہ ہو اور ان سے علاج کرائے اس پر خوف ہے کہ ان کے ہاتھ ہلاک ہو جائے ان کے علاج میں اس شدید خطرناک خوف کے سوا اور کچھ نہ ہوتا تو اس قدر سے اس کا ترک لازم ہوتا نہ کہ اور شاعرتوں کے ساتھ جن کا ذکر گذرا۔ امام تاج صحیح رحمۃ اللہ علیہ کے ان نفیس بیانوں کے بعد زیارت کی حاجت نہیں اور بالخصوص علماء و عظمائے دین کے لئے زیادہ خطرے کا مویذ امام زری رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ ہے علیل ہوئے ایک یہودی معالج تھا اچھے ہوتے پھر مرض عود کرتا کئی باریوں ہی ہوا آخر اسے تنہائی میں بلا کر دریافت کیا اس نے کہا اگر آپ سچ پوچھتے ہیں تو ہمارے نزدیک اس سے زیادہ کوئی کار ثواب نہیں کہ آپ جیسے امام کو مسلمانوں کے ہاتھ سے کھودوں۔ امام نے اسے دفع فرمایا مولا تعالیٰ نے شفا بخشی پھر امام نے طب کی طرف توجہ فرمائی اور اس میں تصانیف کیں اور طلبہ کو حاذق اطباء کر دیا اور مسلمانوں کو ممانعت فرمائی کہ کافر طبیب سے کبھی علاج نہ کراؤ یہود کہ مثل مشرکین ہیں کہ قرآن عظیم میں دونوں ایک ساتھ مسلمانوں کے سخت تر دشمن بتایا اور ”لایا لولکم خبالا“ تو عام کفار کے لیے فرمایا۔ عورت کا مرتد ہو کر نکاح سے نہ نکلنا تمام کتب ظاہر الروایۃ و جملہ متون و عامہ شروح و فتاویٰ قدیمہ سب کے خلاف ہے اور سب کے موافق۔ خلاف ہے قول صوری کے اور موافق ہے قول ضروری کے۔ قول صوری و ضروری میں فرق میرے رسالہ ”اجلی الاعلام بان الفتویٰ مطلقا علی قول الامام“ میں ملے گا کہ میرے فتاویٰ کی جلد اول میں طبع ہوا اور اس کا قول ضروری کے موافق تا میرے فتوے سے کہ بجواب سوال علی گڑھ لکھا ظاہر اس کی نقل حاضر ہوگی اور یہ حکم صرف نکاح میں ہے باقی تمام احکام ارتداد جاری ہوں گے نہ وہ شوہر کا ترکہ پائے گی نہ شوہر اس کا۔ اگر اپنے مرض الموت میں مرتد نہ ہوئی ہو نیز جب تک وہ اسلام نہ لائے شوہر کو اسے ہاتھ لگانا حرام ہوگا عالمگیری منشاء مسئلہ مذکورہ سے خالی نہیں۔ باب نکاح الکفار میں دیکھئے:

لو اجرت كلمة الكفر على لساتهامغايسة لزوجهها او
 اخراج النفسها عن حالته والاستجاب المهر عليه بنكاح
 متالف تحرم على زوجها فحبر على الاسلام ولكل قاض ان
 يحدد النكاح بادنى شى ولو بدینار سخطت او رضیت
 وليس لها ان تتزوج الا بزوجهها قال الهندوانى اخذ بهذا قال
 ابو الليث وبه ناخذ كذا فى التمر تاشى

اسی کے بیان میں در مختار میں ہے:

صرحوا بتعزیر ہا خمسة وسبعین وتجر على الاسلام وعلى
 جدید النكاح بمهر يسير كدينار وعليه الفتوى والوكية۔

یہ احکام اسی طرح مذہب کے خلاف ہیں جب مرتد ہوتے ہی نکاح فوراً فسخ ہو گیا
 کہ ارتداد "احدهما فسخ فى الحال" پھر بعد عدت دوسرے سے اسے نکاح جائز
 ہونا گیا معنی اور پہلے سے تجدید نکاح پر جبر کیا معنی۔ کیوں نہیں جائز کہ وہ کسی نکاح نہ کرے
 اور اس تجدید میں زبردستی ادنیٰ سے ادنیٰ مہر باندھنے کا ہر قاضی کو اختیار ملنا کیا معنی مہر عوض
 بیع ہے اور معاوضات میں تراضی شرط۔

اقول

بلکہ ان اکابر کے قول ماخوذ مفتی بہ کو کہ قول ائمہ بخارا ہے فتوائے ائمہ بلخ و غزنیہ سے
 جسے فقیر نے باتباع نہر الفائق وغیرہ اختیار کیا بعد نہیں تجدید نکاح بنظر احتیاط ہے اور شوہر پر
 حرام ہو جانا موجب زوال نکاح نہیں بارہا عورت ایک مدت تک حرام ہو جاتی ہے اور نکاح
 باقی رہتا ہے جیسے بحال نماز و روزہ رمضان و اعتکاف و احرام و حیض و نفاس یو ہیں جب کہ
 زوجہ کی بہن سے نکاح کر کے قربت کر لے زوجہ حرام ہو گئی یہاں تک کہ اس کی بہن کو جدا
 کرے اور اس کی عدت گزر جائے بلکہ کبھی ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتی ہے اور نکاح زائل
 نہیں جیسے حرمت مصاہرت طاری ہونے سے کہ متار کہ لازم ہے تو نکاح قائم ہے اور زن

مفصلاً کہ سبیلیں ایک ہو جائیں نکاح میں اصلاً خلل نہیں اور حرمت ابدی دائم ہے والمسائل منصوص علیہا فی الدر وغیرہ من السفار الخ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۰۱: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) جمعہ کی اذان ثانی جو منبر کے سامنے ہوتی ہے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں مسجد کے اندر ہوتی تھی یا باہر؟

(۲) خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں کہاں ہوتی تھی؟

(۳) حنفی فقہ کی معتمد کتابوں میں مسجد کے اندر اذان دینے کو منع فرمایا اور مکروہ لکھا ہے یا نہیں؟

(۴) اگر رسول اللہ ﷺ اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں اذان مسجد کے باہر ہوتی تھی اور ہمارے اماموں نے مسجد کے اندر اذان کو مکروہ فرمایا ہے تو ہمیں اسی پر عمل لازم ہے یا رسم رواج پر اور جو رسم و رواج حدیث شریف اور احکام فقہ سب کے خلاف پڑ جائے تو وہاں مسلمانوں کو پیروی حدیث و فقہ کا حکم ہے یا رسم رواج پر اڑا رہنا۔

(۵) نئی بات وہ ہے جو رسول اللہ ﷺ و خلفائے راشدین و احکام ائمہ کے مطابق ہو یا وہ بات نئی ہے جو ان کے خلاف لوگوں میں رائج ہو گئی ہو۔

(۶) مکہ معظمہ، مدینہ منورہ میں یہ اذان مطابق حدیث و فقہ ہوتی ہے یا اس کے خلاف اگر خلاف ہوتی ہے تو وہاں کے علمائے کرام کے ارشادات دربارہ عقائد حجت ہیں یا وہاں کے تنخواہ دار موزنون کے فعل اگرچہ خلاف شریعت و حدیث فقہ ہوں۔

(۷) سنت کے زندہ کرنے کا حدیثوں میں حکم ہے اور اس پر شہیدوں کے ثواب کا وعدہ ہے یا نہیں اگر ہے تو سنت زندہ کی جائے گی یا سنت اس وقت مردہ کہلائے گی جب اس کے خلاف لوگوں میں رواج پڑ جائے یا جو سنت خود رائج ہو وہ مردہ قرار پائے گی۔

(۸) علماء پر لازم ہے یا نہیں کہ سنت مردہ زندہ کریں اگر ہے تو کیا اس وقت ان پر یہ اعتراض ہو سکے گا کہ کیا تم سے پہلے عالم نہ تھے اگر وہ اعتراض ہو سکے گا تو سنت زندہ کرنے کی کیا ضرورت ہوگی۔

(۹) جن مسجدوں کے بیچ میں حوض ہے اس کی فصیل پر کھڑے ہو کر منبر کے سامنے اذان ہو تو بیرون مسجد کا حکم ادا ہو جائے گا یا نہیں؟

(۱۰) جن مسجدوں میں ایسے منبر بنے ہیں کہ ان سامنے دیوار ہے اگر موذن باہر اذان دے تو خطیب کا سامنا نہ رہے گا وہاں کیا کرنا چاہئے امید کہ دسوں مسئلوں کا جدا جدا جواب مفصل مدلیل ارشاد ہو۔ بیوا تو جروا۔

الجواب اللهم هداية الحق والصواب۔

جواب سوال اول

رسول اللہ ﷺ کے زمانہ اقدس میں یہ اذان مسجد سے باہر دروازہ پر ہوتی تھی سنن ابی داؤد شریف جلد اول ص ۱۵۶ میں ہے:

عن السائب بن يزيد رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کان یوذن یدی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا جلس علی المنبر یوم الجمعة علی باب المسجد وابی بکر وعمر رضی اللہ عنہما۔

”یعنی جب رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن منبر پر تشریف رکھتے تو حضور ﷺ کے سامنے مسجد کے دروازہ پر اذان ہوتی اور ایسا ہی ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے زمانہ میں۔“

اور کبھی منقول نہیں کہ حضور اقدس ﷺ یا خلفائے راشدین رضی اللہ عنہما نے مسجد کے اندر اذان دلوائی ہو اگر اس کی اجازت ہوتی تو بیان جواز کے لئے کبھی ایسا ضرور فرماتے۔

جواب سوال دوم

جواب اول سے واضح ہو گیا کہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہما سے بھی مسجد کے باہر ہی ہونا مروی ہے اور یہیں سے ظاہر ہو گیا کہ بعض صاحب جوین یدیہ سے مسجد کے اندر ہونا سمجھتے

ہیں غلط ہے دیکھو حدیث میں ”بین یدی“ ہے اور ساتھ علی باب المسجد یعنی حضور اقدس ﷺ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے چہرہ انور کے مقابل مسجد کے دروازہ پر ہوتی تھی بس اسی قدر ”بین یدیہ کے لئے درکار ہے۔“

جواب سوال سوم

بے شک فقہ حنفی کی معتمد کتابوں میں مسجد کے اندر اذان کو منع فرمایا ہے اور مکروہ کہا ہے فتاویٰ قاضی خان طبع مصر جلد اول صفحہ ۷۸ ”لا یؤذن فی المسجد“ مسجد کے اندر اذان نہ دی جائے ”فتاویٰ خلاصہ قلمی صفحہ ۶۲ لایؤذن فی المسجد“ مسجد کے اندر اذان نہ ہو۔ ”خزانة المفتیین قلمی فصل فی الاذان لایؤذن فی المسجد“ مسجد کے اندر اذان نہ کہیں۔ ”فتاویٰ عالمگیری طبع مصر جلد اول صفحہ ۵۵ لایؤذن فی المسجد“ مسجد کے اندر اذان منع ہے۔ ”بحر الرائق طبع مصر جلد اول صفحہ ۲۶۸ لایؤذن فی المسجد“ ترجمہ: مسجد کے اندر اذان کی ممانعت ہے ”شرح تغایہ علامہ برجنندی صفحہ ۸۴ فیہ اشعاعانہ لایؤذن فی المسجد“ امام صدر الشریعہ کے کلام میں اس پر تنبیہ ہے کہ اذان مسجد میں نہ ہو۔ ”غنیۃ شرح منیہ صفحہ ۳۷۷۔ الاذان انما یكون فی المندۃ او خارج المسجد والاقلمۃ فی داخلہ۔“ اذان نہیں ہوتی مگر منارہ یا مسجد سے باہر اور تکبیر مسجد کے اندر۔ ”فتح القدر طبع مصر جلد اول صفحہ ۱۷۱۔ قالوا لایؤذن فی المسجد“ علماء نے مسجد میں اذان دینے سے منع فرمایا ہے ایضاً باب الجمعة صفحہ ۴۱۴۔ ”هو ذکر اللہ فی المسجد ای فی حدودہ لکراہۃ الاذان فی داخلہ“ جمعہ کا خطبہ مثل اذان ذکر الہی ہے مسجد میں یعنی حدود مسجد میں اس لئے کہ مسجد میں اذان مکروہ ہے ”طحاوی علی مراقی الفلاح طبع مصر جلد اول صفحہ ۲۸ ایکرہ ان یؤذن فی المسجد کما فی القہستانی عن النظم“ یعنی نظم امام زندہ نیستی پھر قہستانی میں ہے کہ مسجد میں اذان مکروہ ہے یہاں تک کہ اب زمانہ حال کے ایک عالم مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی عمدۃ الرعایہ ہاشیہ شرح وقایہ جلد اول صفحہ ۲۳۵ میں لکھتے ہیں ”قولہ یدیہ ای مستقبل الامام فی المسجد کان او حاجہ والمستون هو الثانی“ یعنی بین یدیہ کے معنی صرف اس قدر ہیں کہ امام کے

رو برو مسجد میں خواہ باہر سنت یہی ہے کہ مسجد کے باہر ہو جب عاقل کہے گا بلکہ معنی وہی ہیں کہ بین ید یہ سے یہ سمجھ لینا کہ خواہی نحواہی مسجد کے اندر ہو غلط ہے اس کے معنی صرف اتنے ہیں کہ امام کے رو برو ہو اندر باہر کے تخصیص اس لفظ سے مفہوم نہیں ہوتی لفظ دونوں صورتوں پر صادق ہے اور سنت یہی ہے کہ اذان مسجد کے باہر ہو تو ضرور ہے کہ وہی معنی لئے جائیں جو سنت کے مطابق ہیں بہر کیف اتنا ان کے کلام میں بھی صاف مصرح ہے کہ اذان ثانی جمعہ بھی مسجد کے باہر ہی ہونا مطابق سنت ہے تو بلاشبہ مسجد کے اندر ہونا خلاف سنت ہے واللہ الحمد۔

جواب سوال چہارم

ظاہر ہے کہ حکم حدیث وقفہ کے خلاف ورزی پر اڑا رہنا مسلمانوں کو ہرگز نہیں چاہئے۔

جواب سوال پنجم

ظاہر ہے جو بات رسول اللہ ﷺ و خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم و احکام فقہ کے خلاف نکلی ہو۔ وہی نئی بات ہے اسی سے بچنا چاہئے نہ کہ سنت و حکم حدیث وقفہ سے۔

جواب سوال ششم

مکہ معظمہ میں اذان کنارہ مطاف پر ہوتی ہے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ اقدس میں مسجد الحرام شریف مطاف ہی تک تھی مسلک منقطع علی قاری طبع مصر صفحہ ۲۸۰ المطاف ہوا کان فی زمنہ ﷺ مسجد۔ تو حاشیہ مطاف بیرون مسجد محل اذان تھا اور مسجد جب بڑھائی تو پہلے جو جگہ اذان یا وضو کے لئے مقرر تھی بدستور مستثنیٰ رہے گی ولہذا اگر مسجد بڑھا کر کتواں اندر کر لیا وہ بند نہ کیا جائے گا جیسے زمزم شریف حالانکہ مسجد کے اندر کتواں ہرگز نہ بنانا جائز نہیں فتاویٰ قاضی خان و فتاویٰ عالمگیریہ صفحہ ۲۰ ”یکرہ الضمضہ والوضوء فی المسجد الا ان یکون ثمة موضع اعد لذلك ولا یصلی فیہ“ وہی ہے ”لا یحضر فی المسجد بشرماء ولو قیدیمہ تترك کثیر زمزم“ تو مکہ معظمہ میں اذان ٹھیک محل پر

ہوتی ہے مدینہ طیبہ میں خطیب سے بیس بلکہ زائد ذراع کے فاصلہ پر ایک بلند مقبرہ پر کہتے ہیں طریق ہندیہ کے تو یہ بھی خلاف ہوا اور وہ جو بین ید یہ وغیرہ سے منبر کے متصل ہونا سمجھتے تھے سا سے بھی رد ہو گیا تو ہندی فہم و طریقہ خود ہی دونوں حرم محترم سے جدا ہے اب سوال یہ ہے کہ یہ مکبرہ قدیم ہے یا بعد کو حادث ہوا اگر قدیم ہے تو مثل منارہ ہوا کہ وہ اذان کے لئے مستثنیٰ ہے جیسا کہ غنہ سے گزرا اور اسی طرح خلاصہ و فتح القدر بر جندی کے صفحات مذکورہ میں ہے کہ اذان منارہ پر ہو یا مسجد سے باہر مسجد کے اندر نہ اس کی نظیر موضع وضو و چاہیں کہ قدیم سے جدا کر دیئے ہوں نہ اس میں حرج نہ اس میں کلام اور اگر حادث ہے تو اس پر اذان کہنا بالائے طاق پہلے ہی ثبوت دیجئے کہ وسط مسجد میں ایک جدید مکان کھڑا کر دینا جس سے صفیں قطع ہوں کس شریعت میں جائز ہے قطع صفا بلاشبہ حرام ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ”من قطع صفا قطعہ اللہ“ جو صفا کو قطع کرے اللہ اسے قطع کر دے۔ رواہ النسائی والحاکم بسند صحیح عن ابن عمر رضی اللہ عنہما نیز علماء نے تصریح فرمائی کہ مسجد میں پیڑ بونا منع ہے کہ نماز کی جگہ گھیرے گا نہ کہ یہ مکبرہ کہ چار جگہ سے گھیرتا ہے اور کتنی صفیں قطع کرتا ہے بالجملہ اگر وہ جائز طور پر بنا تو مثل منارہ ہے جس سے مسجد میں اذان نہ ہوتی ہو اور ناجائز طور پر ہے تو اسے ثبوت میں پیش کرنا کیا انصاف ہے اب ہمیں افعال موزنین سے بحث کی حاجت نہیں مگر جواب سوال کو گذارش ہے کہ ان کا فعل کیا حجت ہو حالانکہ خطیب خطبہ پڑھتا ہے اور یہ بولتے جاتے ہیں جب وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نام لیتا ہے یہ باواز بلند دعا کرتے ہیں اور یہ سب بالاتفاق ناجائز ہے صحیح حدیثیں اور تمام کتابیں ناطق ہیں کہ خطبہ کے وقت بولنا حرام ہے در مختار و جلد اول صفحہ ۸۵۹۔ ”اما ما يفعله الموزن حال الخطبة من الترضی ونحوه فمكروه اتفاقاً“ یعنی وہ جو یہ موزن خطبے کے وقت رضی اللہ عنہم وغیرہ کہتے جاتے ہیں یہ بالاتفاق مکروہ ہے یہی موزن نماز میں امام کی تکبیر پہچانے کو جس وضع سے تکبیر کہتے ہیں اسے کون عالم جائز کہہ سکتا ہے مگر سلطنت کے وظیفہ داروں پر علماء کا کیا اختیار علمائے کرام نے تو اس پر یہ حکم فرمایا کہ تکبیر درکنار اس طرح تو ان کی نمازوں کی بھی خیر نہیں دیکھو فتح القدر جلد

اول صفحہ ۲۶۲ و ۲۶۳ اور در مختار و صفحہ ۶۱۵ خود مفتی مدینہ منورہ علامہ سید اسعد حسینی مدنی تلمیذ علامہ صاحب مجمع الانہر رحمۃ اللہ علیہ نے تکبیر میں اپنے یہاں کے مکبروں کی سخت بے اعتدالیوں کی تحریر فرمائی ہیں دیکھو فتاویٰ اسعدیہ جلد اول صفحہ ۸ آخر میں فرمایا: ”اصاحر کات المکبرین و صنعہم فانا ابشر و الی اللہ تعالیٰ منہ“ یعنی ان مکبروں کو جو حرکتیں جو کام ہیں میں ان سے اللہ تعالیٰ کی طرف برات کرتا ہوں اور اوپر اس سے بڑھ کر لفظ لکھا پھر کسی عاقل کے نزدیک ان کا فعل کیا حجت ہو سکتا ہے نہ وہ علماء ہیں نہ علماء کے زیر حکم۔

جواب سوال ہفتم

بے شک احادیث میں سنت زندہ کرنے کا حکم اور اس پر بڑے ثوابوں کے وعدے ہیں انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من احیاسنتی فقد اجبنی ومن اجنی کان معی فی الجنة
اللهم ارزقنا رواہ السنخبری فی الابانۃ والترمدی بلفظ من
احب۔

”جس نے میری سنت زندہ کی بے شک اسے مجھ سے محبت ہے اور جسے مجھ سے محبت ہے وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔“

حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔
من احیاسنة من سنتی قد امیت بعد فان له من الاجر مثل
اجود من عمل بہامن غیران ینقص من اجورہم شیاء (رواہ
الترمذی ورواہ ابن ماجہ عن عمرو بن عوف رضی اللہ تعالیٰ
عنہما)

”جو میری کوئی سنت زندہ کرے کہ لوگوں نے میرے بعد چھوڑ دی ہو جتنے
اس پر عمل کریں سب کے برابر اسے ثواب ملے گا اور ان کے ثوابوں میں کچھ
کمی نہ ہو۔“

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

من تمسك بستی عند فساد امتی فله اجر مائة شهید۔ رواہ
البیہقی فی الزهد۔

”جو فساد امت کے وقت میری سنت مضبوط تھامے اسے سو شہیدوں کا
ثواب ملے۔“

اور ظاہر ہے زندہ وہی سنت کی جائے گی مردہ ہوگئی اور سنت مردہ جیسی ہوگی کہ اس
کے خلاف رواج پڑ جائے۔

جواب سوال ہشتم

احیائے سنت علما کا تو خاص فرض منجھی ہے اور جس مسلمان سے ممکن ہو اس کے لئے
حکم عام ہے ہر شہر کے مسلمانوں کو چاہئے کہ اسے شہر یا کم از کم اپنی اپنی مساجد میں اس سنت
کو زندہ کریں اور سو شہیدوں کا ثواب لیں اور اس پر یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ کیا تم سے
پہلے عالم نہ تھے یوں ہو تو کوئی سنت زندہ ہی نہ کر سکے امیر المؤمنین عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے
کتنی سنتیں زندہ فرمائیں اس پر ان کی مدح ہوئی نہ کہ التا اعتراض کہ تم سے پہلے تو صحابہ و
تابعین رضی اللہ عنہم تھے۔

جواب سوال نہم

حوض کا بانی مسجد نے قبل مسجدیت کے بنایا اگرچہ وسط مسجد میں ہو اور اس کی تفصیل
ان احکام میں خارج مسجد ہے ”لانہ موضع اعدل لوضوء کما تقدم۔“

جواب سوال دہم

لکڑی کا منبر بنائیں کہ یہی سنت مصطفیٰ ﷺ ہے اسے گوشہ محراب میں رکھ کر
محاذات ہو جائے گی اور اگر محن کے بعد مسجد کی بلند دیوار ہے تو اسے قیام موذن کے لائق
تراش کر باہر کی جانب جالی یا کواڑ لگائیں۔

مسلمان بھائیو! یہ دین ہے کوئی دینوی جھگڑا نہیں دیکھ لو کہ تمہارے نبی ﷺ کی سنت کیا ہے تمہاری مذہبی کتابوں میں کیا لکھا ہے۔

حضرات علمائے اہلسنت سے معروض

حضرات اخیائے سنت کا آپ کا کام ہے اس کا خیال نہ فرمائیے کہ آپ کے ایک چھوٹے نے اسے شروع کیا وہ بھی آپ ہی کا کرنا ہے آپ کے رب کا حکم ہے ”تعاونوا علی البر والتقویٰ“ اور اگر آپ کی نظر میں یہ مسئلہ صحیح نہیں تو غصہ کی حاجت نہیں بے تکلف بیان حق فرمائیے اور اس وقت لازم ہے کہ ان دسوں سوالوں کے جدا جدا جواب ارشاد ہوں ان کے ساتھ ان پانچواں سوالوں کے بھی:

- (۱) ارشادات مرجوح ہے یا عبارت اور ان میں کیا فرق ہے؟
- (۲) کیا محتمل و صریح کا مقابلہ ہو سکتا ہے؟
- (۳) تصریحات کتب فقہ کے سامنے کسی غیر کتاب فقہ سے استنباط پیش کرنا کیسا ہے خصوصاً استنباط بعید یا جس کا منشاء بھی غلط؟
- (۴) حنفی کو تصریحات فقہ حنفی کے مقابل کسی غیر کتاب حنفی کا پیش کرنا کیسا؟
- (۵) قرآن مجید کی تجوید فرض عین ہے یا نہیں اگر ہے تو کیا سب علمائے ہندی علماء اسے بجالاتے ہیں یا سو میں کتنے؟

مسئلہ ۱۰۲: زید کہتا ہے مولانا احمد رضا خان ہر خط میں لکھتے ہیں ”راقم عبدالمصطفیٰ ﷺ“ خدا عزوجل کے سوا دوسرے کا عبد کیسے بن سکتا ہے فقیر نے جواب دیا بھائی یہاں عبدالمصطفیٰ سے مراد یہ لی جاتی ہے کہ غلام مصطفیٰ ﷺ نہ کہ بندہ۔ بیوقوف تو جروا۔

الجواب: اللہ عزوجل فرماتا ہے

وانکحوا الایامی منکم والصلحین من عبادکم واماتکم
 ”ہمارے غلاموں کو ہمارا بندہ فرمایا کہ تم میں جو عورتیں بے شوہر ہوں
 انہیں بیاہ دو اور تمہارے بندوں اور تمہاری باندھیوں میں جو لائق ہوں ان

نکاح کر دو۔“

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ”لیس علی المسلم فی عبده ولا فرسه صدقة“ مسلمان پر اس کے بندے اور گھوڑے میں زکوٰۃ نہیں۔ یہ حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم اور باقی سب صحاح میں ہے امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہما نے مجمع صحابہ کرام رضی اللہ عنہما کو جمع فرما کر علانیہ برسر منبر فرمایا ”كنت مع رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم وكنت عبده وخدامه“ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا میں حضور ﷺ کا بندہ تھا اور حضور ﷺ کا خدمت گار تھا یہ حدیث وہابیہ کے امام الطائفہ اسمعیل دہلوی کے دادا اور زعم طریقت میں پر داد اجتاب شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے از لہ الخفا۔ میں بحوالہ ابوحنیفہ رضی اللہ عنہما و کتاب الریاض النضرہ لکھی اور اس سے سند لی اور مقبول رکھی۔ مثنوی شریف میں قصہ خریداری بلال رضی اللہ عنہما میں ہے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہما نے حضور ﷺ سے عرض کیا

گفت مادہ بندگان کوئے تو

کردمیش آزاد ہم بروئے تو

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

قل يعبادى الدين اسرفوا على انفسهم لا تقنطون رحمة

الله ان الله يغفر الذنوب جميعا انه هو الغفور الرحيم (المر: ۵۳)

”اے محبوب تم اپنی امت سے یوں خطاب فرماؤ کہ اے میرے بندو

جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اللہ کی رحمت سے نا امید نہ ہو بے شک

اللہ سب گناہ بخشش دیتا ہے بے شک وہی بخشنے والا مہربان۔“

حضرت مولوی معنوی قدس سرہ مثنوی شریف میں فرماتے ہیں۔

بندہ خود خواند احمد در شاد

جملہ عالم رانجواں قل يعباد

طرفہ یہ کہ وہابیہ حال کے حکیم الامتہ اشرف علی تھانوی صاحب بھی جت تک

مسلمان کہلاتے تھے حاشیہ شائم امدادیہ میں قرآن کریم کا یہی مطلب ہونے کے تائید کر گئے کہ تمام جہاں رسول اللہ ﷺ کا بندہ ہے اب گنگوہی اصطباغ پا کر شاید اسے ہر شرک سے بدتر شرک کہیں گے حالانکہ ہر شرک سے بدتر شرک کے مرتکب خود گنگوہی صاحب ہیں کہ براہین قاطعہ میں صاف صاف شیطان کو خدا کا شریک مانا ہے جس کا بیان علمائے حرمین شریفین کے فتاویٰ مسمی بہ حسام الحرمین علی منخر الکفر والمین میں اور اس مسئلہ عبدالمصطفیٰ کی تمام تفصیل ہمارے رسالہ ”بذل الصفات عبدالمصطفیٰ“ میں ہے اے مسکین عبد اللہ بمعنی خلق خدا و ملک خدا تو ہر مرد مومن و کافر ہے مومن وہی ہے جو عبدالمصطفیٰ ہے امام اولیاء و مرجع العلماء حضرت سیدنا اہل بن عبد اللہ تیسری فریضہ فرماتے ہیں:

من لم یرنفسہ فی ملک النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
لا یندوق حلاوۃ الایمان۔

”جو اپنے آپ کو نبی ﷺ کا مملوک نہ جانے ایمان کا مزہ نہ چکھے گا۔“

آخر نہ دیکھا جب اللہ عزوجل نے محمد ﷺ کا نور سیدنا آدم علیہ السلام کی پیشانی میں ودیعت رکھا اور اسی نور کی تعظیم کے لیے تمام ملائکہ کرام علیہم السلام کو سجدہ کا حکم دیا سب نے سجدہ کیا ابلیس لعین نہ مانا کیا وہ اس وقت عبد اللہ ہونے سے نکل گیا اللہ کا مخلوق کا مملوک رہا حاشا یہ تو ناممکن ہے بلکہ نور مصطفیٰ ﷺ کی تعظیم کو نہ جھکا عبدالمصطفیٰ نہ بنا لہذا مرد و دابدی و ملعون سردی ہوا آدمی کو اختیار ہے چاہے عبدالمصطفیٰ بنے اور ملائکہ مقررین کا ساتھی ہو یا اس سے انکار کرے اور ابلیس کا ساتھ دے۔

والعیاذ باللہ رب العالمین۔ واللہ تعالیٰ واعلم۔

مسئلہ ۱۰۳: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام مفتیان عظام اس مسئلہ میں کہ جمے ہوئے گھی میں

حرام جانور چوہا بلی کتا مر گیا وہ گھی یا تیل کیسے پاک ہوگا اور وہ کھانا درست ہوگا یا نہیں؟

الجواب: گھی اگر جما ہوا ہے تو اس جانور یا اس کے منہ لگنے کی جگہ سے کھرچ کر تھوڑا سا

پھینک دیں باقی پاک ہے احمد و ابو داؤد ابو ہریرہ اور دارمی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

”اذا وقعت الفارة في السمن فان كان جامدا فالقوها وما حولها۔“
اگر جمے ہوئے گھی میں چوہا گر جائے تو چوہا اور اس کے آس پاس گھی نکال کر پھینک دو۔ واللہ تعالیٰ واعلم۔

مسئلہ ۱۰۴: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ گھی گرم تھا اس میں مرغی کا بچہ گرا اور فوراً مر گیا یہ گھی کھانا جائز ہے یا نہیں؟ مینو تو جروا۔
الجواب: گھی ناپاک ہو گیا ہے پاک کئے اس کا کھانا حرام ہے پاک کرنے کے تین طریقہ ہیں۔

پہلا طریقہ: یہ کہ اتنا ہی پانی اس میں ملا کر جنبش دیتے رہیں یہاں تک کہ سب گھی اوپر آ جاوے اسے اتار لیں اور دوسرا پانی اسی قدر ملا کر یونہی کریں پھر اتار کر تیسرے پانی میں اسی طرح دھوئیں اور اگر گھی سرد ہو کر جم گیا تو تینوں بار اس کے برابر پانی ملا کر جوش دیں یہاں تک کہ گھی اوپر آ جائے اتار لیں بلکہ جوش دینے کی پہلے ہی بار حاجت ہے پھر تو گھی رقیق ہو جائے گا اور پانی ملا کر جنبش دینا کفالت کرے گا۔

دوسرا طریقہ: ناپاک گھی جس برتن میں ہے اگر جمنے کی طرف مائل ہو گیا ہو آگ پر پگھلا لیں اور ویسا ہی پگھلا ہو ا پاک گھی اس برتن میں ڈالتے جائیں یہاں تک کہ گھی سے بھر کر ابل جائے گھی پاک ہو جائے گا۔

تیسرا طریقہ: دوسرا گھی پاک لیں اور مثلاً تخت پر بیٹھ کر نیچے ایک خالی برتن رکھیں اور پرنا لے کے مثل کسی چیز میں وہ پاک گھی ڈالیں اور اس کے بعد یہ ناپاک گھی اس پرنا لے میں ڈالیں یوں کہ دونوں کی دھاریں ایک ہو کر پرنا لے سے برتن میں پہنچ جائیں سب پاک ہو گیا۔
پہلے طریقہ میں گھی پانی سے تین بار دھونے میں گھی خراب ہونے کا اندیشہ ہے اور دوسرے طریقہ میں ابل کر تھوڑا گھی ضائع ہو جائے گا تیسرا طریقہ بالکل صاف ہے مگر اس میں احتیاط بہت درکار ہے کہ برتن میں ناپاک گھی کی کوئی بوند ناپاک سے پہلے پہنچے نہ بعد کو

گرے نہ پرنالے میں بہاتے وقت اس کی کوئی چھینٹ پاک گھی سے جدا برتن میں گرے ورنہ برتن میں جتنا پہنچا اب پہنچے گا سب ناپاک ہو جائے گا۔ واللہ تعالیٰ واعلم۔

مسئلہ ۱۰۵: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مسلمان کو مونچھ بڑھانا یہاں تک کہ منہ میں آئے کیا حکم ہے زید کہتا ہے ٹرکس لوگ بھی مسلمان ہیں وہ کیوں مونچھ بڑھاتے ہیں؟ بیوقوفو جروا۔

الجواب: مونچھیں اتنی بڑھانا کہ منہ میں آئیں حرام و گناہ سونت میرکین و مجوس و یہود و نصاریٰ ہے رسول اللہ ﷺ اعلیٰ درجہ کی حدیث صحیح میں فرماتے ہیں

احفوا الشوارب و اعفوا اللحي و لا تشبهوا باليهود و رواه الامام الطحاوی عن انس بن مالك و لفظ مسلم عن ابی هريرة رضی اللہ تعالیٰ عنہما جزوا الشورب و ارحوا اللحي و خالفوا المجوس۔

مونچھیں کتر کر خوب پست کرو اور داڑھیاں بڑھاؤ یہودیوں اور مجوسیوں کی صورت نہ بنو۔ فوجی جاہل ترکوں کا فعل حجت ہے یا رسول اللہ ﷺ کا ارشاد۔ واللہ تعالیٰ واعلم۔
مسئلہ ۱۰۶: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جمعہ کے دن سلطان المسلمین کے لئے خطبہ میں دعاما نگنا فرض ہے تو مثلاً اتنی دعامانگی جائے تو درست ہے یا نہیں؟

اللهم اعز الاسلام والمسلمين بالامام العادل ناصر الاسلام و الملة والدين۔ زید کہتا ہے نہیں درست سلطان معظم کا نام لے کر دعاما نگنا چاہئے
الجواب: سلطان کے لئے خطبہ میں دعا فرض نہیں ایک مستحب ہے اور وہ اتنی دعا کہ سوال میں لکھی بیشک حاصل ہے زید کا اسے نا درست کہنا محض غلط و باطل ہے بلکہ درمختار میں ہے:

يندب ذكر الخلفاء الراشدين والعمين لا الدعاء للسلطان

وجوزة القهستانی

خاص نام کی ضرورت ان شہروں میں ہے جو سلطان سلطنت میں ہیں کہ سکھ و خطبہ شعار سلطنت ہے ردالمحتار میں ہے:

الدعاء للسلطان على المنابر قد صار الان من شعار السلطنة

فمن تركه يخشى عليه الخ۔ واللہ تعالیٰ واعلم۔

مسئلہ ۱۰۷: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر پیش امام سر پر شمال ڈال کر نماز پڑھائے تو کیا ہے؟

الجواب: مثال اگر ریشمی یا زری کی مغرق ہے یا اس کا کوئی بوٹا زری یا ریشم کا چار انگل سے زیادہ چوڑا ہے تو مرد کو مطلقاً ناجائز ہے اگرچہ غیر نماز میں اور نماز اس کے باعث خراب و مکروہ خواہ امام ہو یا مقتدی یا تنہا اور اگر ایسی نہیں تو دو صورتیں ہیں اگر سر پر ڈال کر اس کا آنچل شانہ پر ڈال لیا جاوڑھنے کا طریقہ ہے تو حرج نہیں اور اگر سر پر ڈال کر دو نوپلو لٹکتے چھوڑ دیئے تو مکروہ تحریمی و گناہ ہے اور نماز کا پھیرنا واجب ہے۔ درمختار میں ہے:

(کرہ سدل) تحريم ما للنهي (ثوبه) ارساله بلايس

معتاد كشد منديل برسله من كتفيه۔

ردالمحتار میں ہے ”وذلك نحو النشال“۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۰۸: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ولد الزنا کی نماز جنازہ پڑھنا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن جائز ہے یا نہیں۔ ولد الزنا کی ماں کافرہ ہے اور باپ مسلمان۔ بینو تو جروا۔

الجواب: جب وہ مسلمان ہے اس کے جنازہ کی نماز فرض ہے اور مسلمانوں کے مقابر میں اسے دفن کرنا بے شک جائز ہے اگرچہ اس کی ماں یا باپ یا دونوں کافر ہوں بلکہ یہ اور بھی اولیٰ ہے کہ ولد الزنا نے میں اس کا اپنا کوئی قصور نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ

عبدالمذنب احمد رضا
عفی عنہ محمد بن المصطفیٰ ﷺ



ملفوظات

حضور پر نور امام اہلسنت اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ عنہ

عرض: حضور ۱۳ سال میں میری اہلیہ کے ۴ لڑکے اور دو لڑکیاں پیدا ہوئے جن میں سے پانچ اولادیں انتقال کر گئیں کسی کی عمر دو سال کسی کی ایک سال ہوئی اور سب کو ایک بیماری لاحق ہوئی یعنی پسلی اور ابلصیان فی الحال صرف ایک لڑکی ۳ سالہ حیات ہے حضور دعا فرمائیں اور ان امراض کے واسطے کوئی عمل جو مناسب ہو ارشاد فرمائیں۔

ارشاد: مؤالیٰ تعالیٰ اپنی رحمت فرمائے اب جو حمل ہوا سے دو مہینے نہ گزرنے پائیں کہ یہاں اطلاع دیجئے اور زوجہ کا نام اور ان کی والدہ کا نام بھی معلوم ہونا چاہئے اس وقت سے انشاء اللہ بندوبست کیا جائے اپنے گھر میں پابندی نماز کی تاکید شدید کیجئے اور پانچوں نمازوں کے بعد آیۃ الکرسی ایک ایک بار ضرور پڑھیں اور علاوہ نمازوں کے بھی ایک ایک بار صبح سورج نکلنے سے پہلے اور شام کو سورج ڈوبنے سے پہلے اور سوتے وقت جن دنوں عورتوں کو نماز کا حکم نہیں ان میں بھی ان تین وقت آیۃ الکرسی نہ چھوٹے مگر ان دنوں میں آیت قرآن کی نیت سے نہ پڑھے بلکہ اس نیت سے کہ اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتے ہیں اور جن دنوں میں نماز کا حکم ہے ان میں اس کا بھی التزام رکھیں کہ تینوں وقت قل ۳۔ ۳ بار صبح و شام سوتے وقت پڑھیں صبح سے مراد یہ ہے کہ آدھی رات ڈھلنے سے سورج نکلنے تک اور شام سے مراد یہ ہے کہ دوپہر ڈھلے غروب آفتاب تک اور سوتے وقت اس طور پر پڑھیں کہ چٹ لیٹ کر دونوں ہاتھ دعا کی طرح پھیلا کر ایک ایک بار تینوں قل پڑھ کر ہتھیلیوں پر دم کر کے سارے منہ اور سینے اور پیٹ پاؤں آگے پیچھے جہاں تک ہاتھ پہنچ سکے سارے بدن پر ہاتھ پھیریں دو بار ایسے ہی سہ بارہ ایسے ہی اور جن دنوں عورتوں کو نماز کا حکم نہیں ان میں آپ اسی طرح پڑھ کر تین بار ان کے بدن پر ہاتھ پھیر دیا کیجئے بڑا چراغ یہاں ایک صاحب بناتے ہیں وہ بنوا کیجئے اور ایام حمل میں اور بچہ پیدا ہونے کے بعد جس ترکیب سے بتایا جائے اسے روشن

کیجئے اور یہ لڑکی جو موجود ہے اس کو اگر ناسازی لاحق ہے تو اس کے لئے بھی روشن کیجئے اور وہ چراغ باذنہ تعالیٰ سحر اور آسیب و مرض تینوں کے دفع میں مجرب ہے بچہ جو پیدا ہو پیدا ہوتے ہی معاسب سے پہلے اس کے کانوں میں ۷ بار اذانیں دی جائیں ۴ بار اذان سیدھے کان میں اور تین تکبیر بائیں میں اس میں ہرگز دیر نہ کی جائے۔ دیر کرنے میں شیطان کا دخل ہو جاتا ہے چالیس روز تک بچہ کو کسی اناج سے تول کر خیرات کیا جائے پھر سال بھر تک ہر مہینہ پر پھر دو برس کی عمر تک ہر دو مہینے پر تیسرے سال ہر تین مہینے پر چوتھے سال ہر چار مہینے پر پانچویں سال بھی ہر چار مہینے پر چھٹے سال ہر چھ مہینے پر ساتویں سال سال سالانہ تول اس لڑکی کے لیے بھی کیجئے چوتھے میں ہے تو ہر چار مہینے پر تولیے۔ مکان میں سات دن تک مغرب کے وقت ۷۔ ۷ بار اذان باواز بلند کہی جائے اور تین شب کسی صحیح خوان سے پوری سورۃ بقرہ ایسی آواز سے تلاوت کرائی جائے کہ مکان کے ہر گوشہ میں پہنچے شب کو مکان کا دروازہ بسم اللہ کہہ کر بند کیا جائے اور صبح کو بسم اللہ کہہ کر کھولا جائے آپ کے گھر میں جب پاخانہ کو جائیں اس کے دروازہ سے باہر ”بسم اللہ اعوذ باللہ من النجس والنجاست“ پڑھ کر بائیں پاؤں پہلے رکھ کر جائیں اور جب نکلیں تو دہنا پاؤں پہلے نکالیں اور الحمد للہ کہیں اور کپڑے بدلنے یا نہانے کیلئے جب کپڑے اتاریں پہلے بسم اللہ کہہ لیں اور قربت کے وقت نہایت اہتمام کے ساتھ یاد رکھئے کہ شروع فعل کے وقت آپ اور وہ دونوں بسم اللہ کہہ لیں اور اللہ باتوں کا التزام رہے گا تو انشاء اللہ کوئی خلل نہ ہونے پائے گا۔

عرض: حضور بڑا چراغ روشن کرنے کی کیا ترکیب ہے۔

ارشاد: (۱) یہ چراغ روشن کرنے کا معلق روشن کیا جائے گا کسی چھینکنے یا قندیل میں۔

(۲) روشن کرتے وقت لو کے پاس سونے کا چھلہ یا انگوٹھی یا بابلی ڈال دیا کریں چلہ ختم ہونے پر وہ مساکین پر تصدق کریں۔

(۳) چراغ با وضو نمازی آدمی روشن کرے اگرچہ عورت ہو اور مرد بہتر ہے۔

(۴) مرض ہلکا ہو تو چراغ روز ڈیڑھ گھنٹہ روشن ہو اور سخت ہو تو دو گھنٹے اور بہت سخت ہو تو شب

بھر۔

(۵) مریض اس کی روشنی میں بیٹھے خواہ لیٹے مگر منہ اسکی طرف رکھے اور اکثر اوقات اس کی لو کو دیکھے۔

(۶) جتنی دیر تک جلانا منظور ہو اسی حساب سے اعلیٰ درجہ کا پھیل اس میں ڈالیں اور اس ڈال کر چراغ کے سب طرف پھرائیں کہ تمام نفوس پر دورہ کر آئے پھر جھکا کر رکھ دیں اور جس طرف بتی کا نشان ہے بسم اللہ کہہ کر اس طرف روشن کریں۔

(۷) اگر مرض نہایت شدید ہو تو چاروں گوشوں میں چار بتیاں جلائیں اور چراغ سیدھا رکھیں اور ہر لو کے پاس سونا رکھیں۔

(۸) جس مکان میں یہ چراغ روشن ہو وہاں نہ کوئی تصویر ہو نہ کتا آنے پائے نہ سوا مریضہ کے کوئی عورت حیضہ و نفاس والی یا کوئی ناپاک مرد یا عورت۔

(۹) اس جگہ بیٹھ کر سب ذکر الہی درود شریف میں مشغول رہیں جو بات ضرورت کی ہو بقدر ضرورت آہستہ سے کہہ دیں چپقلش نہ کریں نہ کوئی لغو بے ہودہ بات وہاں ہونے پائے۔

(۱۰) جتنی عورتیں وہاں بیٹھیں یا آئیں جائیں سب سنگین کپڑے پہنے ہوں نماز کی طرح سوا منہ کی ٹنگی یا ہتھیلیوں کے سر کا کوئی بال یا گلے یا کلائی یا بازو یا پیٹ یا پنڈلی کا کوئی حصہ اصلانہ کھلنے پائے۔

(۱۱) چراغ پہلے دن جس وقت روشن ہو وہ گھنٹہ منٹ یا درکھیں کہ کسی دن اس سے زیادہ دیر روشن کرنے میں نہ ہونے پائے اس کے موکلات اپنی حاضری کا وہی وقت مقرر کر لیتے ہیں جس وقت پہلے دن روشن ہوا تھا پھر اگر کسی دن آئے اور چراغ اس وقت روشن نہ پایا تو ان کو تکلیف ہوتی ہے لہذا چاہئے کہ پہلے دن کچھ قصداً کر کے روشن کریں کہ اگر کسی دن اتفاقاً دیر ہو جائے تو اس وقت سے زیادہ دیر نہ ہونے پائے مگر پہلے دن اتنی دیر نہ کریں کہ اور کسی دن چراغ روشن ہو کر اس وقت کے آنے سے پہلے ختم ہو جائے۔

(۱۲) جب چراغ بڑھانے کا وقت آئے کوئی با وضو شخص بڑھائے اور اس وقت یہ کہے

السلام علیکم اجمعوا ما جورین۔

(۱۳) روز نیا پھیل ڈالیں کل کا بچا ہوا آج مریض کے سر اور بدن پر مل دیں۔

(۱۴) جس کے لئے چراغ روشن ہوا ہو اس کے سوا اور مریض بھی بہ نیت شفا ان شرائط

کی پابندی سے بیٹھ سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عرض: ایک صاحب کی لڑکی بلاناغہ کچھ عرصہ سے سورۃ منزل شریف پڑھا کرتی تھیں بلکہ قریب نصف کے حفظ بھی تھی اب ان صاحبزادی کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔

ارشاد: لا حول شریف ۶۰ بار الحمد شریف اور آیۃ الکرسی شریف ایک ایک بار تینوں قل تین بار پانی پر دم کر کے پلائیں۔

عرض: کیا آیات قرآنی بھی یہ اثر رکھتی ہیں۔

ارشاد: جو قیود عامل بتاتے ہیں ان کی پابندی نہ کرنے سے ایسا ہوتا ہے۔

عرض: حضور اقدس ﷺ کا کبیل اوڑھنا ثابت ہے یا نہیں۔

ارشاد: ہاں حدیث شریف سے ثابت ہے۔

عرض: پیراہن اقدس میں کیا کیا کپڑے ہیں۔

ارشاد: ردا۔ تہہ بند۔ عمامہ یہ تو عام طور سے ہوتا تھا اور کبھی قمیض اور ٹوپی پا جامہ ایک بار

خریدنا لکھا ہے پہنے کی روایت نہیں عورتیں بھی تہہ بند ہی باندھتی تھیں ایک بار حضور نبی اکرم

ﷺ تشریف لئے جاتے تھے راہ میں ایک بی بی کا پاؤں پھسلا روئے مبارک اس طرف

سے پھیر لیا صحابہ کرام نے عرض کیا حضور وہ پا جامہ پہنے ہوئے ہے ارشاد فرمایا "اللهم اغفر

للمتسرولات" اے اللہ بخش دے ان عورتوں کو جو پا جامہ پہنتی ہیں اور غالباً پا جامہ تنگ

تھا اس وقت کہ اگر ڈھیلا ہوتا تو اس میں بھی تہہ بند کی طرح کھل جانے کا احتمال ہو سکتا تھا۔

عرض: سوم بتی جس میں چربی پڑتی ہے مسجد میں جلانا جائز ہے یا نہیں؟

ارشاد: اگر مسلمان کی بنائی ہوئی ہو تو جائز ہے ورنہ مسجد ہی نہیں ویسے بھی جلانا نہ چاہئے۔

عرض: یہ جو جرمن وغیرہ ولایتوں سے آتی ہے اس کا کیا حکم ہے۔

ارشاد: ان کا بھی وہی حکم ہے اس واسطے کہ چربی اور گوشت کا ایک حکم ہے اگر چہ گائے ہونا

بکری کسی مسلمان سے کوئی ہندو یا نصرانی چربی لے گیا اور تھوڑی دیر بعد واپس لائے اور کہے کہ یہ چربی وہی ہے جو ابھی تم سے لے گیا تھا اس کا لینا حرام "النصرانیۃ لا ذبیح لہ" بخلاف یہودیوں کے کہ ان کے یہاں اب تک ذبح کرنے کا اہتمام ہے فتاویٰ قاضی خان میں ہے "الیہودیۃ یذبح اویاکل ذبیحۃ المسلم" نصرانی و یہودی دونوں کافر ہیں کہ ایک محبوبان خدا کی محبت میں دوسرے عداوت میں قرآن عظیم میں یہودیوں کو "مغضوب علیہم" اور نصاریٰ کو ضالین فرمایا۔ یہی وجہ کہ آج روئے زمین پر کوئی یہودی ایک گاؤں کا بھی حاکم نہیں بخلاف نصاریٰ کے کہ ان کی سلطنت ظاہر ہے اور بعینہ یہی مثال روافض و وہابیہ کی ہے کہ روافض مثل نصاریٰ کے محبت میں کافر ہوئے اور وہابیہ مثل یہود کے عداوت میں چنانچہ روافض کی حکومت ایران کا تخت موجود ہے اور وہابیہ کی کہیں اکی پر بھی یہ نہیں۔

عرض: امام مسافر کے پیچھے مقتدی مقیم کو ایک رکعت ملی تو بقیہ نماز قرات کس طرح کرے۔

ارشاد: پہلے دو رکعت مثل لاحق کے بغیر قرات بقدر سورہ فاتحہ قیام کر کے قعدہ کرے اور کچھلی رکعت میں قرات کرے۔

عرض: جماعت ثانیہ جس وقت شروع ہو سنت ظہر اس وقت پڑھنا جائز ہے یا نہیں یا فجر کی سنت جماعت ثانیہ کے قعدہ نہ ملنے کی وجہ سے چھوڑ دی جائیں یا کیا۔

ارشاد: جماعت ثانیہ فقط جائز ہے اس کے لئے سنتیں نہ چھوڑے اصل نماز جماعت اولیٰ ہے جس کیلئے حدیث میں ارشاد ہے کہ اگر مکانوں میں بچے اور عورتیں نہ ہوں تو جو لوگ جماعت میں شریک نہیں ہوتے ہیں ان کے مکانوں کو جلاو دیتا ایک مرتبہ مولوی عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مارہرہ مطہرہ میں اتفاقاً مجھے نماز میں دیر ہو گئی جب میں مسجد کی سیڑھیوں پر پہنچا حضرت میاں صاحب قبلہ نماز پڑھ کر تشریف لارہے تھے ارشاد فرمایا عبدالقادر نماز تو ہو گئی تو اصل نماز جماعت اولیٰ ہی ہے۔

عرض: نماز جنازہ میں تو تین صف کرنے کی فضیلت ہے اس کی ترکیب در مختار و کبیری میں یہ لکھی ہے کہ پہلی صف میں تین دوسری میں دو اور تیسری میں ایک کھڑا ہو اس کی کیا وجہ ہے کہ ہر صف میں دو دو کھڑے ہو سکتے تھے۔

ارشاد: اقل درجہ صف کامل کا تین آدمی ہیں اس واسطے صف اول تکمیل کر دی گئی اور اس کی دلیل یہ ہے کہ امام کے برابر دو آدمیوں کا کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے اور تین کا مکروہ تحریمی ہے کیونکہ صف کامل ہو گئی اور اس صورت امام کا صف میں کھڑا ہونا ہو گیا اور بیچ وقتہ نماز میں بھی یہ بعض صورتوں میں تنہا صف میں کھڑا ہونا جائز نہیں مثلاً دو مرد اور ایک عورت ہے تو عورت کچھلی صف میں تنہا کھڑی ہوگی۔

عرض: ایام وبا میں بعض جگہ دستور ہے کہ بکرے کے داہنے کان میں سورۃ الیسین شریف اور بائیں میں سورہ منزل شریف پڑھ کر دم کرتے ہیں اور شہر کے ارد گرد پھرا کر چوراہے پر ذبح کرتے ہیں اور اس کی کھال و سری زمین میں دفن کرتے ہیں یہ کیسا ہے

ارشاد: کھال دفن کرنا حرام ہے کہ اضاعت مال ہے اور چوراہے پر لے جا کر ذبح کرنا جہالت اور بیکار بات ہے اللہ کے نام پر ذبح کرنے کے مساکین کو تقسیم کر دے۔

عرض: کیا خطبہ نکاح بھی کھڑے ہو کر قبلہ رو پڑھنا چاہئے؟

ارشاد: ہاں کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے اور قبلہ رو ہونا کچھ ضرور نہیں سامعین کی طرف منہ ہونا چاہئے خطبہ جمعہ بھی تو قبلہ کی جانب پشت کر کے پڑھا جانا مشروع ہے

عرض: معلم کی اگر تنخواہ مقرر نہ ہو تو بچوں سے کام لے سکتا ہے یا نہیں؟

ارشاد: اگر والدین کو ناگوار نہ ہو تو بچوں کو تکلیف نہ ہو تو حرج نہیں تنخواہ مقرر ہو یا نہ ہو۔

عرض: میلا دخواں کے ساتھ اگر مرد شامل ہوں یہ کیسا ہے؟

ارشاد: نہیں چاہئے۔

عرض: نوشہ کے اوپن ملنا جائز ہے یا نہیں؟

ارشاد: خوشبو ہے۔ جائز ہے۔

عرض: اگر پینسلپور سے بدایوں جانا ہے اور راستہ میں بریلی اترنا تو قصر کرے گا یا نہیں؟

ارشاد: اس صورت میں قصر نہیں کہ سفر کے دو ٹکڑے ہو گئے۔

عرض: ایک شخص بریلی کا ساکن مراد آباد میں دکان کھولے اور وہاں تجارت کا ارادہ ہو اور

کبھی کبھی اپنے اہل عیال کو بھی لے جایا کرے اس صورت میں مراد آباد وطن اصلی ہو گا یا وطن

اقامت۔

ارشاد: وطن اصلی نہ ہوگا ہاں اگر وہاں نکاح کر لے تو ہو جائے گا۔

عرض: اگر نکاح وہابی پڑھائے تو ہو جائے گا یا نہیں؟

ارشاد: نکاح تو ہو جائے گا اس واسطے کہ نکاح نام باہمی ایجاب و قبول کا ہے اگرچہ باسن پڑھائے چونکہ وہابی سے پڑھوانے میں اسکی تعظیم ہوتی ہے جو حرام ہے لہذا احتراز لازم ہے۔

عرض: ولیمہ نکاح کی سنت ہے یا زفاف کی اور نابالغ کا نکاح ہو تو ولیمہ کب اور کس دن کرے۔

ارشاد: ولیمہ زفاف کی سنت ہے اور نابالغ بھی بعد زفاف کے ولیمہ کرے اور ولیمہ شب زفاف کی صبح کو کرے۔

عرض: نکاح کے بعد چھوڑے لٹانا کا جو رواج ہے یہ کہیں ثابت ہے یا نہیں؟

ارشاد: حدیث شریف میں لوٹنے کا حکم ہے اور لٹانے میں کوئی حرج نہیں اور یہ حدیث دارقطنی و بیہقی و طحاوی سے مروی ہے۔

عرض: خضاب سیاہ اگر وسمہ سے ہو۔

ارشاد: وسمہ سے ہو یا تمہ سے سیاہ خضاب حرام ہے۔

عرض: کوئی صورت بھی اس کے جواز کی ہے؟

ارشاد: ہاں جہاد کی حالت میں جائز ہے۔

عرض: اگر جوان عورت سے مرد ضعیف نکاح کرنا چاہے تو خضاب سیاہ کر سکتا ہے یا نہیں؟

ارشاد: بوڑھا بیل سینگ کاٹنے سے بچھڑا نہیں بن سکتا۔

عرض: بعض کتب میں ہے کہ وقت شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ کے وسمہ کا خضاب تھا۔

ارشاد: حضرت امام حسین و حسن و عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کا وسمہ کیا کرتے تھے کہ یہ سب

حضرات مجاہدین تھے۔

عرض: نماز قصر نہ تھی اور قصر پڑھی تو اعادہ ہوگا یا نہیں۔

ارشاد: ضرور اعادہ ہوگا کہ سرے سے نماز ہی نہ ہوئی۔

عرض: ایک گاؤں میں مسجد بالکل ویرانہ میں ہے اس کے متصل ایک کمہار کا مکان ہے مسجد مذکور میں نماز بھی نہیں ہوتی بلکہ اس کے ارد گرد لوگ کوڑا وغیرہ ڈالتے ہیں وہ کمہار زمین مسجد کی خریدنا چاہتا ہے آیا اس کی بیع ہو سکتی ہے یا نہیں؟

ارشاد: حرام ہے اگرچہ زمین کے برابر سونا دے مسجد کیلئے جو لوگ ایسا کریں ان کی نسبت قرآن عظیم فرماتا ہے ”لہم فی الدنیا خزی ولہم فی الاخرۃ عذاب عظیم“ دنیا میں ان کے لئے رسوائی ہے اور آخرت میں بڑا عذاب۔

عرض: نماز جنازہ کی تعمیل سے کیا مراد ہے۔

ارشاد: غسل و کفن بغیر تو نماز پڑھ سکتے ہی نہیں ہاں اس کے بعد تاخیر نہ کرے بعض لوگ شب جمعہ میں جس کا انتقال ہوا میت کو تا نماز جمعہ رکھے رہتے ہیں کہ آدمیوں کی نماز کثرت ہو جائے یہ ناجائز ہے اور اس کی تصریح کتب فقہ میں موجود ہے اور اگر قبر تیار ہونے سے پیشتر کسی عذر سے تاخیر کی جائے تو حرج نہیں۔

عرض: مردہ کے ساتھ مٹھائی قبرستان چیونٹیوں کے ڈالنے کے واسطے لے جانا کیسا ہے؟

ارشاد: ساتھ لے جانا روٹی کا جس طرح علمائے کرام نے منع فرمایا ہے ویسے ہی مٹھائی ہے اور چیونٹیوں کو اس نیت سے ڈالنا کہ میت کو تکلیف نہ پہنچائیں یہ محض جہالت ہے اور یہ نیت نہ بھی ہو تو بھی بجائے اس کے مساکین صالحین پر تقسیم کرنا بہتر ہے (پھر فرمایا) مکان جس قدر چاہیں خیرات کریں قبرستان میں اکثر دیکھا گیا ہے کہ اناج تقسیم ہوتے وقت بچے اور عورتیں وغیرہ غل مچاتے اور مسلمانوں کی قبروں پر دوڑتے پھرتے ہیں۔

عرض: معمول چھینٹ جس کے پاجامے عورتوں کے ہوتے ہیں خوش دامن کا پاجامہ ایسی چھینٹ کا ہوا اس پر سے اس کے جسم کو ہاتھ بٹھوت لگائے تو کیا حکم ہے۔

ارشاد: اگر ایسا کپڑا ہے کہ حرارت جسم کی نہ معلوم ہو تو خیر ورنہ حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی۔

عرض: یہ جو مولود شریف کی بعض کتب میں لکھا ہے کہ جس رات آمنہ خاتون رضی اللہ عنہا حاملہ ہوئیں دوسو عورتیں رشک حسد سے مرگئیں یہ صحیح ہے یا نہیں۔

ارشاد: اس کی صحت معلوم نہیں البتہ چند عورتوں کا بہ تمنائے نور نبی کریم ﷺ مرجانا ثابت ہے۔

عرض: اسقاط کی حالت میں چند سیرگندم اور قرآن عظیم دیا جاتا ہے اس میں کل کفارہ ادا ہو جائے گا یا نہیں۔

ارشاد: جتنی قیمت قرآن عظیم کی بازار میں ہے اتنے کا کفارہ ادا ہو جائے گا۔

عرض: ثمن کے اندر عاقدین مختار ہیں جتنا چاہیں طے کر لیں۔

ارشاد: یہاں یہ کہ صدقہ دیا جا رہا ہے وہی بازار کے بھاؤ کا اعتبار ہوگا۔

عرض: خطبہ کے وقت ہاتھ میں عصا لینا سنت ہے یا کیا؟

ارشاد: اختلاف ہے علماء کا بعض کہتے ہیں کہ سنت ہے اور بعض مکروہ بتاتے ہیں۔

عرض: سنت و مکروہ میں تعارض ہو تو کیا کرنا چاہئے۔

ارشاد: ترک اولیٰ ہے جامع الرموز میں محیط سے نقل ہے کہ سنت ہے اور محیط ہی میں ہے کہ مکروہ ہے اس کو ہندیہ میں نقل کیا ہے۔

عرض: دیہات میں جمعہ نہ پڑھنے کے مسائل و رسائل علماء نے لکھے ہیں اس سے اہل دیہات بہت پریشان ہیں۔

ارشاد: مذہب حنفی میں جمعہ و عیدین جائز نہیں لیکن جہاں قائم ہے وہاں منع نہ کیا جائے اور جہاں نہیں ہے وہاں قائم نہ کیا جائے آخر شافعی مذہب پر تو ہو ہی جائے گا ایسی صورت میں جبلا جمعہ تو جمعہ ظہر بھی چھوڑ دیں گے "ارایت الذی ینہی عبدا اذا صلی" سے خوف کرنا چاہئے مولیٰ علیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے منقول ہے کہ ایک شخص کو طلوع آفتاب کے وقت نفل پڑھتے ہوئے دیکھ کر منع نہ فرمایا جب وہ پڑچکا تو مسئلہ تعلیم فرما دیا۔

عرض: حضور ﷺ کی قسم کھا کر خلاف کرنے سے کفارہ لازم آئے گا یا نہیں؟

ارشاد: نہیں۔

عرض: قسم حضور ﷺ کی کھانا جائز ہے یا نہیں؟

ارشاد: نہیں۔

عرض: کیا بے ادبی ہے؟

ارشاد: ہاں۔

عرض: خلال تانے پیتل کا گلے میں لٹکانا کیسا ہے۔

ارشاد: ناجائز ہے کیونکہ یہ تعلیق کے حکم میں ہے ویسے جائز ہے اور سونے چاندی کا حرام ہے بلکہ عورتوں کو بھی ایسے ہی سونے چاندی کے ظروف میں کھانا ناجائز ہے اور گھڑی کی چین بھی عام ازیں کہ چاندی کی ہو یا پیتل کی ہاں ڈورا باندھ سکتا ہے۔

عرض: جوان غیر محرم عورتوں کے سلام کا جواب دینا چاہئے یا نہیں؟

ارشاد: دل میں جواب دے۔

عرض: اگر عا بنانہ نامحرم کو سلام کہلائے۔

ارشاد: یہ بھی ٹھیک نہیں۔ ع

بسا کین آفت از گفتار خیزو

عرض: سنت الفجر اول وقت پڑھے یا متصل فرضوں کے۔

ارشاد: اول وقت پڑھنا اولیٰ ہے حدیث شریف میں ہے جب انسان سوتا ہے شیطان تین گرہ لگا دیتا ہے جب صبح اٹھتے ہی وہ رب عزوجل کا نام لیتا ہے ایک گرہ کھل جاتی ہے اور وضو کے بعد دوسری اور جب سنتوں کی نیت باندھ تیسری بھی کھل جاتی ہے لہذا اول وقت سنتیں پڑھنا اولیٰ ہے۔

عرض: ظہر کے وقت بغیر سنت پڑھے امامت کر سکتے ہیں۔

ارشاد: بلا عذر ٹھیک نہیں۔

عرض: سنت جمعہ اگر جمعہ شروع ہونے کی وجہ چھوٹ جائیں تو بعد از جمعہ پڑھے یا نہیں؟

ارشاد: پڑھے اور ضرور پڑھے۔

عرض: بعض جگہ دستور ہے کہ مسلمان ہندو آڑھت کو مال فروخت کرتا ہے اور اس صورت میں ہندو کو کمیشن دینا پڑتا ہے اور وہ لوگ کمیشن کے ساتھ چار آنے سینکڑہ اس بات کا کاٹ لیتے ہیں کہ اس رقم کا اناج خرید کر کمپوتروں کو ڈالا جائے گا یہ دینا جائز ہے یا نہیں؟

ارشاد: اگر جانوروں کے لئے لین کچھ حرج نہیں البتہ بت وغیرہ کے لئے ناجائز ہے۔

عرض: دست غیب و کیمیا حاصل کرنا کیسا ہے

ارشاد: دست غیب کے دعا کرنا محال عادی کے لئے دعا کرنا ہے جو مثل محال عقلی و ذاتی کیلئے حرام ہے اور کیمیا تضحیح مال ہے اور یہ حرام ہے آج تک کہیں ثابت نہیں ہوا کہ کسی نے بنالی ہو۔ ”کباسط کیفہ الی الماء وما ہو بیا لغہ“ (جیسے کوئی دونوں ہاتھ پھیلائے پانی کی طرف بیٹھا ہو اور وہ پانی یوں اسے پہنچنے والا نہیں۔ ۱۲) دست غیب جو قرآن عظیم میں ارشاد ہے اس کی طرف لوگوں کو توجہ ہی نہیں کہ فرماتا ہے ”ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجاً ویرزقہ من حیث لا یحتسب یتق“ جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے (پرہیزگار) اللہ عزوجل اس کے لئے فرمادیتا ہے۔ اور اسے روزی پہنچاتا ہے وہاں سے جس کا اسے گمان بھی نہیں۔ اللہ پر عمل نہیں ورنہ حقیقتاً سب کچھ حاصل ہو سکتا ہے میرے ایک دوست مدینہ طیبہ کے رہنے والے ان کا مدینہ منورہ سے بھیجا ہوا ایک خط اتوار کے روز مجھے ملا جس میں پچاس روپیہ کی طلب تھی بدھ کے روز یہاں ڈاک جاتی تھی جو ہفتہ کے روز ڈاک کے جہاز میں روانہ ہوتی تھی پیر کے دن تو مجھے خیال ہی نہ رہا منگل کے روز یاد آیا دیکھا تو اپنے پاس پانچ پیسے بھی نہ وہ دن بھی ختم ہوا نماز مغرب پڑھ کر حسب معمول استنجہ کو گیا اور یہ فکر کہ کل بدھ ہے اور ابھی تک روپیہ کی کوئی سبیل نہیں ہوئی میں نے سرکار میں عرض کیا کہ حضور ہی میں بھیجنا ہے عطا فرمائے جائیں کہ باہر سے حسین (اعلیٰ حضرت مدظلہ کے بھتیجے) نے آواز دی۔ ”سیٹھ ابراہیم بمبئی سے ملنے آئے ہیں“ میں باہر آیا اور ملاقات کی چلتے وقت اکیاون روپیہ انہوں نے دیئے حالانکہ ضرورت ہمیں صرف پچاس کی تھی یہ اکیاون یوں تھے کہ ایک فیس منی آرڈر

کا بھی تو دینا پڑتا غرض صبح کو فوراً منی آرڈر کر دیا۔

مولف: یہ ہے یرزقہ من حیث لا یحسب۔

عرض: ادنیٰ درجہ علم باطن کیا ہے۔

ارشاد: حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک بار سفر کیا اور وہ علم لایا جسے خواص و عوام سب نے قبول کیا دوبارہ سفر کیا اور وہ علم لایا جسے خواص نے قبول کیا عوام نے نہ مانا نہ بارہ سفر کیا اور وہ علم لایا جو خواص و عوام کسی کی سمجھ میں نہ آیا۔

یہاں سفر سے مراد سیر اقام نہیں بلکہ سیر قلب ہے ان کے علوم کی حالت تو یہ ہے کہ ادنیٰ درجہ سے اعتقاد ان پر تسلیم ارشاد جو سمجھ میں آیا ”فیہا ورنہ کل من عند ربنا وما یدکر الا اولوالباب“ حضرت شیخ اکبر اور اکبر فرن نے فرمایا ہے کہ ادنیٰ علم باطن کا یہ ہے کہ اس کے عالموں کی تصدیق کرے کہ اگر نہ جانتا تو ان کی تصدیق نہ کرتا نیز حدیث میں فرمایا ”اغدعالماومتعلماو مستمعاو مجابو لاتکن الخامس فتهلک“ صبح کر اس حالت میں کہ خود عالم ہے یا علم سیکھتا ہے یا علم کی باتیں سنتا ہے یا ادنیٰ درجہ یہ کہ علم سے محبت رکھتا ہے اور پانچواں نہ ہونا کہ ہلاک ہو جائے گا۔

عرض: کیا واعظ کا عالم ہونا ضروری ہے۔

ارشاد: غیر عالم کو واعظ کہنا حرام ہے۔

عرض: عالم کی کیا تعریف ہے؟

ارشاد: عالم کی تعریف یہ ہے کہ عقائد سے پورے طور پر آگاہ ہو اور مستقل ہو اور اپنی ضروریات کو کتاب سے نکال سکے بغیر کسی کی مدد کے۔

عرض: کتب نبی سے ہی علم ہوتا ہے۔

ارشاد: یہی نہیں علم انوار رجال سے بھی حاصل ہوتا ہے۔

عرض: حضور مجاہدہ میں عمر کی قید ہے۔

ارشاد: مجاہدے کے لیے کم از کم اسی برس درکار ہوتے ہیں باقی طلب ضرور کی جائے۔

عرض: ایک شخص اسی (۸۰) برس کی عمر سے مجاہدات کرے یا اسی برس مجاہدہ کرے۔

ارشاد: مقصود یہ ہے کہ جس طرح اس عالم میں مسببات کو اسباب سے مربوط فرمایا گیا ہے اسی طریقہ پر اگر چھوڑیں اور جذب و عنایت ربانی بعید کو قریب نہ کر دے تو اس راہ کی قطع کو اسی (۸۰) برس درکار ہیں اور رحمت توجہ فرمائے تو ایک آن میں نصرانی ابدال کر دیا جاتا ہے اور صدق نیت کے ساتھ یہ مشغول مجاہدہ ہو تو امداد الہی ضرور کار فرما ہوتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

والذین جاہدوا فینا لنہدینہم سبلنا۔

وہ جو ہمازی راہ میں مجاہدہ کریں ہم ضرور انہیں اپنے راستے دکھادیں گے۔



احکام شریعت

(حصہ سوم)

بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔

مسئلہ ۱: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تاش و شطرنج کھیلنا جائز ہے یا نہیں؟
الجواب: دونوں ناجائز ہے اور تاش زیادہ گناہ و حرام کہ اس میں تصاویر بھی ہیں۔

ومسألة الشطرنج مبسوطة فی الدو غیرها من الغطر و
الشہادات والصواب اطلاق المنع کما ووضعه فی
ردالمحتار۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

مسئلہ ۲: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سود اور رشوت کا مال توبہ سے پاک ہو
جاتا ہے اور اس کے یہاں نوکری کرنا اور کھانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: زبانی توبہ سے حرام مال پاک نہیں ہو سکتا بلکہ توبہ کیلئے شرط ہے کہ جس جس سے لیا
ہے واپس دے وہ نہ رہے ہوں تو انکے وارثوں کو دے پتہ نہ چلے تو اتنا مال صدقہ کر دے۔
اس کے گناہ سے برأت نہیں۔ اس کے یہاں نوکری کرنا تنخواہ لینا کھانا کھانا جائز ہے جب
کہ وہ چیز جو اسے دے اس کا عینہ مال حرام ہونا نہ معلوم ہو۔

کما فی الہندیۃ عن الذخیرۃ عن محمد رحمہ اللہ تعالیٰ۔

واللہ تعالیٰ اعلم اتم واحکم۔

مسئلہ ۳: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید انگریزی ٹوپی یعنی ہیٹ استعمال
نہیں کرتا ہے مگر پتلون پہنتا ہے اور پتلون پر ترکی ٹوپی پہنتا ہے یہ لباس درست ہے یا نہیں؟

الجواب: درباہ لباس اصل کلی یہ ہے کہ جو لباس جس جگہ کفار یا مبتدعین یا فساق کی وضع ہے
اپنے اختصاص و شعاریت کی مقدار پر مکروہ یا حرام یا بعض صورت میں کفر تک ہے حدیقہ
مدیہ میں فرمایا: "لیسن ذی الافرنج علی الصبحیحۃ" ہیٹ اسی قسم میں ہے اور
پتلون قسم اول میں اور دوسرے ملک میں کسی اسلامی قوم کی وضع ہونا کافی نہیں جب کہ اس

ملک میں کفار یا فساق کی وضع ”ہوفان کل بلدة و عوائدها“ خصوصاً اس حالت میں کہ ترک نے بھی یہ وضع بہت قریب زمانہ سے اختیار کی اور وہ بھی نہ طوعاً بلکہ جبراً سلطان محمود خان کے زمانہ سلطنت کی طرف سے مجبور ہو کر۔ اور نیچری فوج نے اس پر مخالفت کی اور کشت و خون واقع ہوا بالآخر مجبوری مانی واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بوسہ دینا قبر اولیائے کرام اور طواف کرنا گرد قبر کے اور سجدہ کرنا تعظیماً از روئے شرع شریف موافق مذہب حنفی جائز ہے یا نہیں؟ بینو ابالکتاب و توجروا یوم الحساب۔

الجواب: بلاشبہ غیر کعبہ معظمہ کا طواف تعظیماً ناجائز ہے اور غیر خدا کو سجدہ ہماری شریعت میں حرام ہے اور بوسہ قبر میں علماء کو اختلاف ہے اور احوط منع ہے خصوصاً مزارات طیبہ اولیائے کرام کہ ہمارے علماء نے تصریح فرمائی کہ کم از کم چار ہاتھ فاصلہ سے کھڑا ہو کر یہی ادب ہے پھر تقبیل کیونکر متصور ہے یہ وہ ہے جس کا فتویٰ عوام کو دیا جاتا ہے اور تحقیق کا مقام دوسرا ہے۔

لکل مقام مقال ولکل مقال رجال ولکل رجال مجال ولکل مجال منال نسال اللہ حسن المال وعنده اعلم بحقیقة کل حال۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نقالوں کو دینا جیسا کہ تقریب نکاح وغیرہ میں آتے ہیں اور گھیرتے ہیں اور مانگتے ہیں ان کو شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ بینو اتوجروا۔

الجواب: اگر انہیں ممنوعات شرعیہ سے اپنے یہاں باز رکھا جائے اور بغیر کسی امر ممنوع شرعی کی اجرت کے احساناً دیا جائے تو جائز ہے بلکہ اگر اس نیت سے دیں کہ یہ مسلمان اس مال حلال کو پا کر اکل حلال سے بہرہ مند ہوں اور شاید اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ ان کو توبہ نصیب فرمائے تو محمود و حسن باعث اجر ہے صحیح بخاری و صحیح مسلم کی حدیث ”اللہم لک الحمد علی زانیة۔ اللہم لک الحمد علی سارق“ اس پر شاہد عدل ہے اس

صورت میں دینے والے کو دینا اور لینے والے کو حلال و طیب ہے عالمگیری وغیرہ میں اس کی تصریح ہے اور اگر یہ صورت ہے کہ نہ دے گا تو اسے مطعون کرتے پھیریں گے اس کا مضحکہ اڑائیں گے نقل بنائیں گے جیسا کہ ان کی عادات سے معروف و مشہور ہے تو اس صورت میں بھی اپنے تحفظ کے لئے دینا جائز و حلال ہے اگرچہ انہیں لینا حرام ہے۔ اس کے جواز پر وہ حدیث شاہد ہے کہ ایک شاعر نے بارگاہ رسالت میں آ کر سوال کیا حضور اقدس ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرمایا ”قطع عنی لسانہ۔“ (میری طرف سے اس کی زبان کاٹ دے) درمختار وغیرہ میں اس کا جواز مصرح ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اکثر لوگ جب فصل آم آتی ہے تو باغوں کو جا کر آم کھاتے ہیں اور آپس میں ایک دوسرے کے آموں کی گٹھلیاں مارتے ہیں اور لہو و لعب میں مشغول ہوتے ہیں آیا فعل ان کا کیسا ہے جائز ہے یا ناجائز اور بر تقدیر عدم جواز کے حرام ہے یا بدعت ہے یا مکروہ اور بر تقدیر کے بدعت حسنہ ہے یا سنیہ۔

الجواب: گٹھلیاں مارنا ناجائز و ممنوع ہے مسند امام احمد صحیح بخاری صحیح مسلم و سنن ابی داؤد و سنن ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ متغفل مزی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

قال نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم عن الخذف
وقال انہ لا یقتل الصید ولا ینکال العدو و انہ یفقو العین و یکس
السن۔

”یعنی رسول اللہ ﷺ نے غلایا گٹھلی یا کنکری پھینک کر مارنے سے منع کیا اور فرمایا اس سے نہ دشمن پر وار ہو سکے نہ جانور کا شکار۔ اس کا نتیجہ یہی ہے کہ آنکھ پھوڑ دے یا دانت توڑ دے۔“

فی التیسیر الخذف مجمتین و قاء الرمی بحصاة انواة لانه
یفقو العین ولا یقتل الصید۔

اور صرف چھلکوں سے ہم مرتبہ لوگ نادار محض تطیب قلب کے طور پر باہم

مزاج دوستانہ کریں جس میں اصلا کسی حرمت یا حشمت دینی کا ضرر حالاً یا مالاً نہ ہو تو مباح ہے۔ عالمگیری میں ہے:

قال القاضي الامام مالك الملوک اللحب الذى يلعب الشبان ايام الصيف بالبطيخ بان يضرب بعضهم بعضا مباح غير مستنكر۔ كذا فى جواهر الفتاوى فى الباب السادس۔
عوارف المعارف شریف میں ہے۔ راوی بکر بن عبداللہ (رضی اللہ عنہ)

قال كان اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم يتبادحون بالبطيخ فاذا كانت الحقائق كانوا هم الرجال يقال بدح يدح اذا رمى اى يترامون بالبطيخ اه۔ ذكر قدس سره فى الباب الثلثين۔ والله تعالى اعلم۔

مسئلہ ۷: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بیل اور بکرے کو خسی کرنا جائز ہے یا نہیں؟ بینواتو جروا۔

الجواب: بالاتفاق جائز ہے کہ اس میں منفعت ہے۔ خسی کا گوشت بہتر ہوتا ہے اور خسی بیل محنت زیادہ برداشت کرتا ہے اور تحقیق یہ ہے کہ اگر جانور کے خسی کرنے میں کوئی منفعت یا دفع مضرت مقصود ہو تو مطلقاً حلال اگرچہ جانور غیر ماکول اللحم ہو مثلاً بلی وغیرہ ورنہ حرام ہے اسی اصل کی بنا پر ہمارے علماء گھوڑے کو خسی کرنا بھی جائز جانتے ہیں جبکہ مقصود دفع شرارت ہو اگرچہ بعض منع فرماتے ہیں۔

لما فيه من تقليل الة الجهاد اقول الموجود لا يعدم والموهوم لا يتعبر الا ترى ان العزل يجوز عن الامة مطلقا وعن الحرية باذنها بخلاف الاكل فان فيه اعدام موجود۔

ہاں آدمی کا خسی بالاجماع مطلقاً حرام ہے درمختار میں ہے:

وجائز خصا البهائم حتى الهرة واما خصاء الادمى فحرام قيل

والفرس و قیدوہ بائمنفعة الافحرام۔
روا المختار میں ہے:

قوله قيل و الفراس ذکر شمس الامة الحلوانی انه لا باس به
عند اصحابنا و ذکر شیخ الاسلام الہ حرام۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۸: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ وہابیوں کے پاس لڑکوں کو پڑھانا
کیسا ہے اور جوان کے پاس اپنے لڑکوں کو پڑھنے کے لئے بھیجے اس کے لئے کیا حکم ہے؟
الجواب: حرام۔ حرام۔ حرام۔ اور جو ایسا کرے بدخواہ اطفال و مبتلائے اعام۔ قال اللہ
تعالیٰ

يا ايها الذين امنوا اتقوا انفسكم و اهليكم نرا (التحریم: ۶) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۹: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ انگریزوں کی نوکری سلائی کے کام کی
کرنایا ان کا کپڑا مکان میں لا کر سینا جائز ہے یا نہیں؟ بینواتو جروا۔
الجواب: انگریز کسی مخدور شرعی پر مشتمل نہ ہو۔ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔

اجر نفسه من نصرانی ان استاجرہ لعمل غیر الخدمة
جاز الخ و تمامہ فی غمز العیون۔ واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم
علمہ جل مجدہ اتم و احکم۔

مسئلہ ۱۰: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جھوٹے کام کا جو تار مردوں کو پہننا
جائز ہے یا نہیں؟ بینواتو جروا۔

الجواب: یہ جز کتب متداولہ فقہ میں فقیر غفر اللہ تعالیٰ کی نظر سے گزرا مگر ظاہر یہ ہے واللہ اعلم
عند اللہ کہ جھوٹے کام کا جو تار مردوں کے لئے مکروہ ہونا چاہئے۔

فان المنسوج کغیرہ ولا شک ان النعال من انواع الملبوسات
والنساء والرجال سواء فی کراهة لیس النحاس

ہاں سچے کام کا جو تار عورتوں کے لئے مطلقاً جائز اور مردوں کے واسطے بشرطیکہ

مغزق نہ ہو۔ نہ اس کی کوئی بوٹی چار انگل سے زیادہ کی ہو یعنی اگر متفرق کام کا ہے اور ہر بوٹی چار انگل یا کم کی ہے تو کچھ مضائقہ نہیں اگرچہ جمع کرنے سے چار انگل سے زیادہ ہو جائے خلاصہ یہ ہے کہ جوتی اور ٹوپی کا ایک ہی حکم ہونا چاہئے۔

وفى الفتاوى الهندية يلبس الذكور قلنسوة من الحرير او الذهب او الفضة او الكرباس الذى خبط عليه ابريشم كثير او شى من الذهب او الفضة اكثر من قدر لاربع اصابع انتهى۔ قال العلامة الشامى وبه يعلم حكم العراقة المساتة بالطاقيه فاذا كانت منقشة بالحرير و كان احد نقوشها اكثر من اربع اصابع لاتعل وان كان اقل تعل وان زاد مجموع نقوشها على اربع اصابع بناء على ما مر من ان ظاهر المذهب عدم جميع المتفرق انتهى وقد قال العلامة الشامى ايضا ان قد استوى كل من الذهب والفضة والحرير فى الحرمة فترخيص الحرير ترخيص غيره بدلالة المساواة ويؤيد عدم الفرق ما مر من اباحة الثواب المنسوج من ذهب اربعة اصابع اه ملخصا فافهم وتبثت اذبه تحرر ما كان العلامة الطحاوى متوقفا فيه والله تعالى اعلم وعلم جل مجده اتم واحكم۔

مسئلہ ۱۱: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ شوہر اپنی بی بی اور بی بی اپنے شوہر کی میت کو غسل دے سکتی ہے یا نہیں اور اس چھونا کیسا ہے یعنی مرد اپنی عورت کو اور عورت اپنے شوہر کو چھو سکتی ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب: زن و شوہر کا باہم ایک دوسرے کو حیات میں چھونا مطلقاً جائز ہے حتی کہ فرج و ذکر کو بھی بہ نیت صالحہ موجب ثواب واجز ہے۔

کمانص علیہ سیدنا الامام الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 البتہ بحالت حیض ونفاس زیر ناف زن سے زیر زانو تک چھونا منع ہے علی قول شیخین
 رضی اللہ عنہما وہ بیفتی اسی طرح اور عوارض خاصہ مثل صوم واعتکاف و احرام وغیرہا کے باعث ان عوارض
 تک ممانعت ہو جاتی ہے اور شوہر بعد وفات اپنی عورت کو دیکھ سکتا ہے مگر اس کے بدن کو چھو
 نے کی اجازت نہیں۔ لانقطاع النکاح بالموت اور عورت جب تک عدت میں ہے اپنے
 شوہر مرد کا بدن چھو سکتی ہے اسے غسل دے سکتی ہے جب کہ اس سے پہلے بائن نہ ہو چکی ہو۔

لبقاء النکاح فی حقها بالعدۃ نص علی ذلك فی تنویر

الابصار والدرلمختار وغیرہما من معتمدات الاسفار۔ و

اللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۲: کیا فرماتے علمائے دین و مفتیان شرع متین ان مسلمانوں کے حق میں جو آریہ
 سماجوں میں جا کر کاپی نویسی کرتے ہیں یا پریس میں ہے یا ان کے اخبار اور مذہبی پرچے
 روانہ یا تقسیم کرتے ہیں حالانکہ ان پرچوں میں قرآن کریم اور رسول کریم ﷺ پر کھلے کھلے
 اعتراض و الزام ہوتے ہیں اور خداوند عالم کی شان میں گستاخانہ کلمات استعمال کرتے ہیں
 رسول مقبول ﷺ کو نعوذ باللہ منہا..... اور علمائے متقدمین و متاخرین کو کھلی کھلی گالیاں دی
 جاتی ہیں جس کی شاید سماجی کتب ترک اسلام۔ تہذیب الاسلام آریہ مسافر جالندھر۔ آریہ
 مسافر میگزین مسافر بہرائچ آریہ پتر بریلی۔ ستیارتھ پرکاش موجود ہیں۔ نمونہ کے طور سے
 چند الفاظ ذیل ہیں۔

(۱) ستیارتھ پرکاش (۲) مسافر بہرائچ

۱ (اس جگہ الفاظ کفریہ ملعونہ تھے لہذا بیاض چھوڑ دی گئی ۱۲) یہاں سطور ملعونہ تھیں ۱۲

۲ (اس مقام پر بھی کلمات خبیثہ تھے لہذا نقل نہ کئے گئے اقوال تعجب اور نہایت عجب ان مسلمانوں سے جو کاپی نویسی و
 تصحیح کتابوں کی کرتے ہیں اور ایسے سچے بکے قائم بالحق مسلمان بھی ہیں جو ان کتابوں کی جلدیں نہیں پاندھتے چنانچہ
 بعد ارسال اسی سوال کے سائل صاحب راقم کے پاس آئے اور دو کتابیں آریہ کی ان کے ہاتھ میں تھیں اس میں
 سے انہوں نے ایک ایک مقام سے کچھ پڑھ کر سنایا ایک میں یہی قصہ منقول تھا کہ ایک کتاب (بقیہ اگلے صفحہ پر)

آیا ان مسلمانوں سے جو ساجوں میں ملازم ہیں میل جول رکھا جائے اور وہ مسلمان سمجھے جائیں ایسے مسلمان جو مخالفین اسلام و دشمنان خدا اور رسول کی اعانت کرنے والے ہیں ان کے جنازہ کی نماز پڑھنا درست ہے اور ان کے ساتھ شرکت نکاح جائز ہے یا نہیں مفصل بیان فرمائیے اللہ اس کا اجر عظیم عطا فرمائے۔

الجواب: اللہ عزوجل اپنے غضب سے پناہ دے۔ الحمد للہ فقیر نے وہ ناپاک ملعون کلمات نہ دیکھے کہ جب سوال کی اس سطر پر آیا جس سے معلوم ہوا کہ آگے کلمات بعینہ ملعونہ منقول ہوں گے ان پر نگاہ نہ کی نیچے کی سطریں جن

سوال ہے باحتیاط دیکھیں ایک ہی لفظ جو اوپر سائل نے نقل کیا اور نادانستگی میں نظر پڑا وہی مسلمان کے دل پر زخم کو کافی ہے اب کہ جواب لکھ رہا ہوں کاغذ تہہ کر لیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ملعونات کو نہ دکھائے نہ سنائے جو نام کے مسلمان کا پی نویسی کرتے ہیں اور اللہ عزوجل اور قرآن عظیم و محمد رسول اللہ ﷺ کی شان میں ایسے ملعون کلمات ایسی گالیاں اپنی قلم سے لکھتے ہیں یا چھاپتے ہیں یا کسی طرح اس میں اعانت کرتے ہیں ان سب پر اللہ عزوجل کی لعنت اترتی ہے وہ اللہ و رسول کے مخالف اور اپنے ایمان کے دشمن ہیں قہر الہی کی آگ ان کے لئے بھڑکتی ہے صبح کرتے ہیں تو اللہ کے غضب میں اور شام کرتے ہیں تو اللہ کے غضب میں اور خاص جس وقت ان ملعون کلموں کو آنکھ سے دیکھتے قلم سے لکھتے مقابلہ وغیرہ میں زبان سے نکالتے یا پتھر پر اس کا ہلکا بھرا بناتے ہر کلمہ پر اللہ عزوجل کی سخت لعنتیں، ملائکہ اللہ کی شدید لعنتیں ان پر اترتی ہیں یہ میں نہیں کہتا۔ قرآن فرماتا ہے:

ان الذین یوذن اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والآخرۃ

واعدلہم عذابا مہینا۔ (سورہ احزاب: ۵۷)

”بے شک وہ لوگ جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی

(گذشتہ سے پیوستہ) آریہ نہ اپنے مذہب کی کتابیں ایک مسلمان جلد کرنے کو دیں مگر اس نے اس بناء پر کہ یہ کفر کی کتابیں ہیں جلد باندھنے سے انکار کر دیا جس پر اس آریہ کو بڑا غصہ آیا مختصراً (مولوی نواب سلطان احمد سلطان صاحب) نا قابل فتویٰ

لعنت ہے دنیا و آخرت میں۔ اللہ نے ان کیلئے تیار کر رکھا ہے ذلت کا عذاب۔“

ان ناپاکوں کا یہ گمان کہ گناہ تو اس خبیث کا ہے جو مصنف ہے ہم تو نقل کر دینے یا چھاپ دینے والے ہیں سخت ملعون و مردود گمان ہے زید کسی دنیا کے عزت دار کو گالیاں لکھ کر چھپوانا چاہے تو مگر ہرگز نہ چھاپیں گے جانتے ہیں کہ مصنف کے ساتھ چھاپنے والے بھی گرفتار ہوں گے مگر اللہ واحد قہار کے قہر عذاب و لعنت و عتاب کی کیا پرواہ ہے یقیناً یقیناً کاپی لکھنا پتھر بنانے والا چھاپنے والا اکل چلانے والا عرض جان کر کہ اس میں یہ کچھ ہے کسی طرح اس میں اعانت کرنے والا سب ایک رسی میں باندھ کر جہنم کی بھڑکتی آگ میں ڈالے جانے کے مستحق ہیں اللہ عز و جل فرماتا ہے:

ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان۔ (سورہ المائدہ: ۲۸)

”گناہ اور حد سے بڑھنے میں ایک دوسرے کے مدد نہ کرو۔“

حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرماتے ہیں۔

من مشی مع ظالم لیغینہ وهو یعلم انه ظالم فقد خرج من الاسلام۔

”جو دانستہ کسی ظالم کے ساتھ اس کی مدد دینے چلا وہ یقیناً اسلام سے نکل گیا۔“

یہ اس ظالم کے لئے ہے جو ہر گز بھرز میں یا چار پیسے کسی کے دبا لے یا زید و عمر کسی کو ناحق سخت سست کہے اس کے مددگار کو ارشاد ہوا کہ اسلام سے نکل جاتا ہے نہ کہ یہ اشد ظالمین جو اللہ و رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دیتا ہے ان باتوں میں ان کا مددگار کیونکر مسلمان رہ سکتا ہے۔ ”رواہ الطبرانی فی الکبیر والقیام فی صحیح المختارہ عن ابن شریبیل رضی اللہ عنہ۔“ طریقہ محمدیہ اور اس کی شرح حدیقہ مدیہ میں ہے:

من افات الید کتابہ ما یحرم تلفظہ من شعر المجنون

والفواش والقذف والقصص الی فیہا نجو ذلک والاہا جی

نشا و نظما و المصنفات و امشتملة على مذاهب الفرق الضالة فان القلم اهدى اللسانين فكانت الكتابة في معنى الكلام بل ابلغ منه لبقائها على صفحات الليالي والايام والكلمة مذهب في الهواء ولا تقبى اه مختصرا۔

ایسے اشد فاسق فاجر اگر توبہ نہ کریں تو ان سے میل جول جائز نہیں ہے ان کے پاس دوستانہ اٹھنا بیٹھنا حرام ہے پھر مناکحت تو بڑی چیز ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

واما ينسبك الشطين ولا تقعد بعد الذكرى مع القوم الظلمين۔ (سورہ الانعام: ۶۸)

اور جو ان میں اس ناپاک کبیرہ کو حلال بتائے اس پر اصرار استکبار و مقابلہ شروع سے پیش آئے وہ یقیناً کافر ہے اس کی عورت اس کے نکاح سے باہر ہے اس کے جنازہ کی نماز حرام اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا غسل دینا اور اس کے دفن میں شریک ہونا اس کی قبر پر جانا سب حرام ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ولا تصل على احد منهم مات ابدوا ولا تقم على قبره۔

(سورہ التوبہ: ۸۴)

فقیر کے یہاں فتاویٰ مجموعہ پر نقل ہوتے ہیں میں نے نقل فرمانے والے صاحب سے کہہ دیا ہے کہ ان ملعون الفاظ کی نقل نہ کریں سنا گیا کہ سائل کا قصد اس فتویٰ کے چھاپنے کا ہے درخواست کرتا ہوں کہ ان ملعونات کو نکال ڈالیں ان کی جگہ دو ایک سطریں خالی صرف نقطے لگا کر چھوڑ دیں کہ مسلمانوں کی آنکھیں ان لعنتی ناپاکیوں کو دیکھ سے باذنہ تعالیٰ محفوظ رہیں۔

فالله خير حافظا وهو ارحم الراحمين۔

مسئلہ ۱۳:- کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نامحرم عورتوں کو اندھے سے پردہ

۱۔ (جس وقت حضرت صاحب نے یہ فتویٰ مرتب فرما کر بھیجا سائل میرے پاس بیٹھے ہوتے تھے اس تحریر حضرت کو دیکھ کر اسی وقت انہوں نے اپنے سوال میں ان ناپاک کلمات پر قلم پھیر دیا اور کہا میں نے صرف دکھانے کے واسطے کلمات سوال میں نقل کر دیئے تھے ۱۲ اس)

کرنا لازم ہے اس زمانہ میں یا نہیں اور مقتضی احتیاط کیا ہے۔ بینوا تو جرؤا۔
الجواب: اندھے سے پردہ ویسا ہی ہے جیسے آنکھ والے سے اور اس کا گھر میں جانا عورت
 کے پاس بیٹھنا ویسا ہی ہے جیسا آنکھ والے کا۔ حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا
 ”فعمیا وان انتما۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔“

مسئلہ ۱۴: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ کبوتر اڑانا اور
 پان اور مرغ بازی۔ بئیر بازی۔ کن کیا بازی اور فروخت کرنا کتلیاں اور ڈورا اور مانجھا جائز
 ہے یا ناجائز اور ان لوگوں سے سلام علیک کرنا اور سلام کا جواب دینا واجب ہے یا نہیں؟ بینوا
 تو جرؤا۔

الجواب: کبوتر پالنا جائز ہے جب کہ دوسرے کے کبوتر نہ پکڑے اور کبوتر اڑانا حرام کہ
 گھنٹوں ان کو اترنے نہ دیتے حرام ہے اور مرغ یا بئیر کا اڑانا حرام ہے ان لوگوں سے سلام نہ
 کی جائے جواب دے سکتے ہیں واجب نہیں کتلیا اڑانے میں وقت و مال کا ضائع کرنا ہوتا
 ہے یہ بھی گناہ ہے اور گناہ کے آلات کن کیا ڈور بیچنا بھی منع ہے اصرار کریں تو ان سے بھی
 ابتداء بہ سلام نہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۵: کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ فاتحہ گیارہویں میں رباعی
 شریف پڑھنا چاہئے یا نہیں رباعی یہ ہے

سید و سلطان فقیر و خواجہ مخدوم و غریب

بادشاہ و شیخ و درویش و ولی مولانا

اور اگر یہ رباعی پڑھنا جائز ہے تو کل طریقہ فاتحہ گیارہویں شریف کا براہ مہربانی
 تحریر فرما دیجئے۔

الجواب: یہ رباعی نہ پڑھی جائے اس میں بعض الفاظ خلاف شان اقدس ہیں فاتحہ ایصال
 ثواب کا نام ہے جو کچھ قرآن مجید و درود شریف سے ہو سکے پڑھ کر ثواب نذر کر کے اور
 ہمارے خاندان کا معمول یہ ہے کہ سات بار درود غوثیہ پھر ایک بار الحمد شریف و آیت الکرسی

پھر سات بار سورہ اخلاص پھر تین بار درودِ غوثیہ۔ درودِ غوثیہ یہ ہے:

اللهم صلی علی سیدنا ومولانا محمد معدن الجود والکرم
وعلی الہ وبارک وسلم
اور فقیر اتنا زائد کرتا ہے۔

وعلی الہ الکرام وابنه الکریم وامته الکریم وبارک وسلم۔
واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۶: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ حقہ کے پانی سے وضو جائز رکھا گیا ہے وہ کون حالت اور کس وقت؟ بینواتو جروا۔

الجواب: جب آب مطلق اصلانہ ملے تو یہ پانی بھی آب مطلق ہے اس کے ہوتے ہوئے تیمم ہرگز صحیح نہیں اور اس تیمم سے نماز باطل۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۷: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سوتی موزہ پر مسح جائز ہے یا نہیں۔ بینواتو جروا۔

الجواب: سوتی یا اونی موزے جیسے بلاد میں رائج ہیں ان پر مسح کسی کے نزدیک درست نہیں کہ نہ وہ مجلد ہیں یعنی ٹخنوں تک چڑا منڈھے ہوئے نہ منعل یعنی تلا چڑھے کا لگا ہوا نہ ٹخنیں یعنی ایسے دبیز و محکم کہ تنہا انہیں کو پہن کر قطع مسافت کریں تو شق نہ ہو جائیں اور ساق پر اپنے دبیز ہونے کے سبب بے بندش کے رکے رہیں ڈھلک نہ آئیں اور ان پر پانی پڑے تو روک لیں فوراً پاؤں کی طرف چھن نہ جائے جو پائے ان تینوں وصف مجلد منعل ٹخنیں سے خالی ہوں ان پر مسح بالاتفاق ناجائز ہے ہاں اگر ان پر چڑا منڈھا لیں یا چڑھے کا تلہ لگالیں تو بالاتفاق یا شاید کہیں اس طرح کے دبیز بنائے جائیں تو صاحبین کے نزدیک مسح جائز ہوگا اور اسی پر فتویٰ ہے۔

فی المنیة والغنیة والمسح علی الجوارب لایجوز عندابی
حنیفہ (الا ان یکونامجلدین) ای استوعب المجلد مایستر

القدم الى الكعب (او متعلين) ای حمل الجلد علی ما یلی الارض منها خاصة كالنعل للرجل (وقالایجوز اذا كان ثخين لا یشفان) فان الجوارب اذا كان بحيث لا یجاوز الماء منه الى القدم فهو بمنزلة الاديم والصرم فی عدم جذب الماء الى نفسه الا بعد لبث وذلك بخلاف الرقيق فانه یجذب الماء وینفده الى الرجل فی الخال (وعليه) ای علی قول ابی یوسف ومحمد (الفتوی والشخین ان یستمسک علی الساق من غیر ان یشد بشئ) هنکذا فسرده کلهم وینبغی ان یقید بما اذا لم یکن ضيقا فانه نشاهد ما یكون فیہ ضیق یستمسک علی الساق من غیر شدو الحد بعد جذب الماء اقرب وبما یمکن فیہ متابعة المشی اصوب وقد ذکر نجم الدین زاهدی عن شمس الائمة الحلوانی ان الجوارب من الغزل اول شعر ما کان رقیقا منها یعو جوز المسح علیه اتفاقا الان یكون مجلدا او منعلا ما کان ثخینا منها فان لم یکن مجلدا او منعلا فمختلف فیہ وکان فلا خلاف فیہ اه ملتقطا قلت وههنا وهم عرض للمولی الفاضل اخی یوسف جلبي فی حاشیة شرح الوقایة فلا علیک منه بعد ما سمعت نص امام الشان شمس الائمة وكذلك نص فی الخلاصة بما یكفی لاراحة كما حققه فی العنیة و ذکر طرفا منه فی (رد المحتار فراجعهما ان شئت والله سبحانه تعالی اعلم)۔

مسئلہ ۱۸: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عمر غسل جنابت یا احتلام کا ہے اور زید سامنے ملا اور سلام کہا تو اس کے جواب دے یا نہیں اور اگر اپنے دل میں کوئی کلام الہی یا

درویش شریف پڑھے تو جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: دل میں بایں معنی کہ نرے تصور میں بے حرکت زبان تو یوں قرآن مجید بھی پڑھ سکتا ہے اور قرآن مجید بحالت جنابت جائز نہیں اگرچہ آہستہ ہو اور درویش شریف پڑھ سکتا ہے مگر کلی کے بعد چاہئے اور جواب سلام دے سکتا ہے اور بہتر یہ ہے کہ بعد تیمم ہو "کما فعلہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔"

تنویر میں ہے: لایکرہ النظر الیہ (ای القرآن) الجنب وحائض ونفساء

کاوعیۃ

ردالمحتار میں ہے: نص فی الہدایۃ علی استحباب الرضوء الذکر

اللہ تعالیٰ

اسی میں بحر سے ہے:

وتروک المستحب لایوجب الکراہۃ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۹: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کسی اردو کتاب یا اخبار میں چند آیات قرآن بھی شامل ہوں تو ان کو بلا وضو چھونا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: کتاب یا اخبار میں جس جگہ آیت لکھی ہے خاص اس جگہ کو بلا وضو ہاتھ لگانا جائز نہیں اسی طرف ہاتھ لگایا جائے جس طرف آیت لکھی ہے خواہ اس کی پشت پر دونوں نا جائز ہیں۔ باقی درق کے چھونے میں حرج نہیں پڑھنا بے وضو جائز ہے نہانے کی حاجت ہو تو حرام ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۰: کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ:

(۱) معذور صبح کے وضو سے اشراق کی نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

(۲) معذور نے ایسے آخر وقت میں نماز شروع کی کہ دوسرے وقت میں تمام ہوئی مثلاً

ظہر کی عصر میں یا عصر کی مغرب میں تو نماز ہوگئی یا اس کو پھر قضا پڑھے در صورت ثانیہ جب ایسا وقت آخر ہو گیا کہ نماز دوسرے وقت میں جا کر ختم ہوگئی تو نماز پڑھ کر پھر اس کی قضا

پڑھے جب تک وقت دوسرا نہ ہو جائے کہ پہلے نماز اول پڑھے پھر دوسری۔ بینواتو جروا۔
الجواب: (۱) کہ خروج وقت ناقص وضو کے معذور ہے ہاں اشراق کے وضو سے آخر ظہر
تک نمازیں فرض و نفل پڑھ سکتا ہے کہ دخول وقت ناقص وضو نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) نماز بالا جماع باطل ہوگئی کہ خروج وقت دخول دونوں پائے گئے تو خلال نماز میں
وضو جاتا رہا۔ ہاں اگر بعد قعدہ اخیرہ کے قبل سلام وقت جاتا رہا تو صاحبین کے نزدیک نماز
ہو جائے گی اور امام کے نزدیک نہیں ”کما فی المسائل الاثنا عشریۃ“ اگر وقت قلیل
رہ گیا اور درمیان نماز میں خروج وقت کا اندیشہ ہے واجبات پر اقتصار کرے مثلاً ثناء و تعویذ
و درود و دعا ترک کرے۔ رکوع و سجود میں صرف ایک بار تسبیح رکوع و سجود کہے اور اگر واجبات
کی بھی گنجائش نہیں تو بجائے فاتحہ کے صرف ایک آیت پڑھے غرض فرائض پر قناعت کرے
اور خروج وقت مشکوک ہو جائے تو شک سے نہ وقت خارج مانا جائے گا نہ وضو ”ساقط لان
لا یزول بالشک“ ہاں اگر اقتصار علی الفرائض پر بھی خروج وقت بالیقین ہو جائے گا تو
اگر کسی امام کے نزدیک نماز ہو سکے گی اس کے اتباع سے پڑھ لے۔ ”فان الاداء الجائز
عند البعض اولی من الشوک۔ کما فی الدر“ پھر قضا پڑھے اس وقت مذاہب دیگر
کی طرف مراجعت کی مہلت نہ ملی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۱: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ حالت جنابت میں اگر پینہ آئے
اور کپڑے تر ہو جائیں تو نجس ہو جائیں گے یا نہیں؟ بینواتو جروا۔
الجواب: نہیں کہ جب کاپینہ مثل اس کے لعاب دہن کے پاک ہے۔

فی الدر المختار سور الادمی مطلقاً ولو جنبا او کافرا

طاهر و حکم العرق کسوراه ملحضا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۲: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ پڑیا کے رنگے ہوئے کپڑے سے
نماز درست ہے یا نہیں؟ بینواتو جروا۔

الجواب: بادی رنگ کی پڑیا میں تو کوئی مضائقہ نہیں اور رنگت کی پڑیا سے درع کے لئے پچنا

اولی ہے پھر بھی اس سے نماز نہ ہونے پر فتویٰ دینا آج سخت حرج کا باعث ہے پھر بھی:

والحرج مدفوع بالنص وعموم البیلوی من موجبات

التخفيف لاسیما فی مسائل الطهارة والنجاسة۔

لہذا اس مسئلہ میں مذہب امام اعظم و امام ابو یوسف رحمہما اللہ سے عدول کی کوئی وجہ نہیں ہمارے ان اماموں کے مذہب پر پڑیا کی رنگت سے نماز بلاشبہ جائز ہے فقیر اس زمانہ میں اسی پر فتویٰ دینا پسند کرتا ہے۔

وقد ذکرنا علی هذه المسئلة کلاما کثر من هذا فی فتاوانا

وتحقق الامر بما لا مزيد علیه ان ساعد التوفیق من الله سبحانه

وتعالیٰ۔ والله تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۳: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ گداروئی کا جس میں نجس ہونے کا شبہ قوی ہے نیچے بچھا ہے اور اس پر پاک رضائی اوڑھی ہے بارش سے چھت ٹپکی رضائی اور گدا خوب تر ہو گیا رضائی پیروں کے تلے بھی دبی تھی یعنی گدے سے ملحق تھی اس صورت میں رضائی کی نسبت کیا حکم ہے۔ بیوا تو جروا۔

الجواب: شبہ سے کوئی چیز ناپاک نہیں ہوتی کہ اصل طہارت ہے: والیقین لایزول بالشک ہاں ظن غالب کہ بر بنائے دلیل صحیح ہو فقہیات میں ملحق یقین ہے نہ بر بنائے توہمات عامہ پس اگر گدے میں کسی نجاست کا ہونا معلوم تھا اور یہ بھی معلوم ہو کہ رضائی گدے کے خاص موضع نجاست سے ملحق تھی اور گدے میں خاص اس جگہ تری بھی اتنی تھی کہ چھوٹ کر رضائی کو لگے یا رضائی کے موضع اتصال میں اس قدر رطوبت تھی کہ چھوٹ کر گدے کے محل نجاست کو تر کر دے غرض یہ کہ موضع نجاست پر رطوبت خواہ وہیں کی خواہ دوسری چیز مجاور کی پہنچی ہوئی اس قدر ہو جس کے باعث نجاست ایک کپڑے سے دوسرے تک تجاوز کر سکے اور تجاوز کے یہ معنی کہ کچھ اجزائے رطوبت نجستہ اس سے متصل ہو کر اس میں آجائیں نہ صرف وہ جسے سیل یا ٹھنڈک کہتے ہیں کہ حکم فقہ میں یہ انفصال اجزاء نہیں

صرف انتقال کیفیت ہے اور وہ موجب نجاست نہیں اور اس قابلیت تجاوز کی تقدیر رطوبت کا اس قدر ہونا ہے جسے نچوڑے سے بوٹڈ ٹپکے کہ ایسے ہی رطوبت کے اجزاء دوسری شے کی طرف متجاوز ہوتے ہیں جب تینوں شرطیں ثابت ہوں تو البتہ رضائی کے اتنے موضع پر تجاوز نجاست کا حکم دیا جائے گا پھر اگر موضع بقدر حصر فی الشرع مثلاً ایک درہم سے زائد ہو تو رضائی ناپاک ٹھہرے گی اور اسے اوڑھ کر نماز ناجائز ہوگی ورنہ حکم عفو میں رہے گی اور اگرچہ ایک درہم کی قدر میں کراہت تحریمی اور کم میں صرف تنزیہیہ اور اگر ان تینوں شرط میں کسی کی بھی کمی ہوئی تو رضائی سرے سے اپنی طہارت پر باقی اور سراپا پاک ہے مثلاً گدے کی نجاست مشکوک تھی یا وہ سب باپاک تھا اور رضائی کا خاص موضع نجاست سے ملنا معلوم نہیں یا محل نجاست کی رطوبت خواہ رضائی سے حاصل کی ہوئی قابل تجاوز نہ تھی۔ یہ سب صورتیں طہارت مطلقہ تامہ کی ہیں۔

هذا هو التحقيق الذي عولنا عليه لظهور وجهه ولكونه احوط
وان كان الكلام في المسئلة طويلا الذيل ذكر بعضه في
ردالمحتار اخر الانجاس واخر الكتب وفيه عن البرهان ولا
ينحفي منه انه لا يتيقن بانه مجدد نداوة الا اذا كان النجس
الرطب هو الذي لا يتقاطر بعصره اذا يكمن ان يصيب الثوب
الجاف قدر كثير من النجاسة ولا ينبع منه شئ بعصره
كما هو شاهد عند البداية بغسله الخ وفيه عن الامام الزيلعي
لانه اذ لم يتقاطر منه بالعصر لا ينفصل منه شئ وانما يتبل
ما يجاوره بالنداوة وبذلك لا ينجس الخ وعن الخانية
اذا غسل رجله فمشى على ارض مكعب فاتبل الارض من
بلل رجله واسود وجهه لکن لم يظهر الثربلل الارض في رجله
فصلی جازت صلاحته وان كان بلل الماء في رجله كثير حتى

ابتل وجه الارض و صار طينائم اصاب الطين، رجله لا يجوز
صلاته الخ والله سبحانه وتعالى اعلم وعلمه جل مجده اتم
واحکم۔

مسئلہ ۲۴: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہڈی مردار جانور کی پاک ہے یا ناپاک ہے کیونکہ سینگ تو ہر جانور کا پاک ہے اگر مسواک میں ہڈی ہاتھی دانت کی ہو کیسی ہے۔
بینواتو جروا۔

الجواب: ہڈی ہر جانور کی پاک ہے حلال ہو یا حرام مذبوح ہو یا مردار جب کہ اس پر بدن میت کی کوئی رطوبت نہ ہو سوا سور کے کہ اس کی ہر چیز ناپاک ہے۔ مسواک میں ہاتھی دانت کی ہڈی ہو تو کچھ حرج نہیں ہاں اس کا ترک بہتر ہے: لمحل خلاف محمد فانه قائل بنجاسة عثينة كالخنزير كما في فتح القدير ورد المحتار و غيرهما ورعاية الخلاف مسحة بالاجماع در مختار میں ہے: شعر الميتة غير الخنزير و عظمها طاهر له لمخصا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۵: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شیر خوار بچہ کا پیشاب پاک ہے یا ناپاک؟

الجواب: آدمی کا بچہ اگر چہ ایک دن کا ہو اس کا پیشاب ناپاک ہے اگر چہ لڑکا ہو والمسئلة وارده متونا وشروحا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۶: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ لحاف تو شک وغیرہ روئی دار کپڑے ناپاک ہو جائیں تو وہ مع روئی کے دھل کر پاک ہو سکتے ہیں یا روڑ علیحدہ ہو کر کپڑا الگ دھونے سے پاک ہوگا اور اگر روڑ کا سوت کات لیا جائے تو وہ سوت بغیر اس کے کہ دری وغیرہ بنوائی جائے دھونے سے پاک ہو سکتا ہے یا نہیں؟ بینواتو جروا۔

الجواب: جو کپڑے نچوڑنے میں آسکیں جیسے ہلکی تو شک رضائی وغیرہ وہ یو ہیں دھونے سے پاک ہو جائیں گے ورنہ بہتے دریا میں رکھیں یا ان پر پانی بہائیں یہاں تک کہ نجاست باقی

نہ رہنے پر ظن حاصل ہو یا تین بار دھوئیں اور ہر بار اتنا وقفہ کریں کہ پہلا پانی نکل جائے۔

فی الدر المختار بطہر محل غیر مریۃ بغلبۃ ظن غاسل طہارۃ

محلہا بلا عدد بہ یفتی وقد ذلک لموسوس بغسل عصر ثلاثا

فیما ینعصر وتثلیث جفاف ای انقطاع تقاطر فی غیرہ مما

ینشرب النجاسة وهذا کله اذا غسل فی غدیر او صب علیہ

ماء کثیر او جرى علیہ الماء طہر مطلقا بلا شرط عصر

وتخفیف وتکرار غس هو المختار۔ اہ

نا پاک دوڑ کا سوت دھونے سے بخوبی پاک ہو سکتا ہے بلکہ دری بنا کر پاک کرنے

سے سوت کی تطہیر آسان ہے کہ وہ نچوڑنے میں بہل آ سکتا ہے۔ کما لا یخفی واللہ

سبحنہ وتعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۷: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ حلوائیوں کی کڑھائیوں کو کتے

چاٹتے ہیں انہی کڑھائیوں میں وہ شیرینی بناتے ہیں اور دودھ گرم کرتے ہیں ان کے یہاں

شیرینی یا دودھ لے کر کھانا پینا درست ہے کہ نہیں؟ بینواتو جروا۔

الجواب: طہارت و نجاست ظاہری میں شرع مطہر کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ احتمال سے نجاست

ثابت نہیں ہوتی جس خاص شے کی نجاست معلوم ہو وہی خاص نجس و حرام ہے۔ و بس امام محمد

رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: بہ ناخذنا لم نعرف شیئا حرام بعینہ مسئلہ کی تمام تر تحقیق و

تفصیل ہمارے رسالے ”الاحلی من السکر“ میں ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۸: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ انگلی پر نجاست لگ جائے اور اسے

چاٹ لیا جائے تو انگلی پاک ہو جائے اور منہ بھی پاک رہے۔ بینواتو جروا۔

الجواب: انگلی کی نجاست چاٹ کر پاک کرنا سخت گندی نا پاک روح کا کام ہے اور اسے

جائز جاننا شریعت پر افتراء و اتہام اور تحلیل حرام اور قاطع اسلام ہے اور یہ کہنا محض جھوٹ ہے

کہ منہ بھی پاک رہے گا نجاست چاٹنے سے قطعاً نا پاک ہو جائے گا اگرچہ بار بار دھوئیں نا پاک

تھوک یہاں تک نکلنے سے کہ اثر نجاست کا منہ سے دھل کر سب پیٹ میں چلا جائے پاک ہو جائے گا مگر اس چاٹنے نکلنے کو وہی جائز رکھے گا جو نجس کھانے والا ہو۔ اللخبیثت اللخبیثین والخبیثون للخبیثت الطیبت للطیبین والطیبون للطیبت۔ اولئک مبترون مما یقولون واللہ تعالیٰ اعلم۔ (النور: ۲۶)

مسئلہ ۲۹: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہنود سے اشیاء خوردنی جیسے دودھ، دہی، گھی، ترکاری، شیرینی وغیرہ تر یا خشک کا استعمال اہل سنت کے نزدیک درست ہے یا حرام اور آیہ النما المشرکون نجس۔ سے اہل تشیع کا اشیاء مذکورہ میں کیا خیال ہے اور مجدد صاحب کا اس امر میں کیا فتویٰ ہے۔ بیوا تو جروا۔

الجواب: آیہ کریمہ انما المشرکون نجس (التوبہ: ۲۸) ان کے بجائے و نجاست قلب و نجاست دین کے بارے میں ہے اجسام اگر ملوث بہ نجاست ہیں نجس ہیں ورنہ نہیں۔ تمام کتب فقہ متون و شروح و فتاویٰ اس کی تصریحات سے مالا مال ہیں ان کے یہاں کا گوشت تو ضرور حرام مگر اس حالت میں کہ مسلمانوں نے اللہ عزوجل کے لئے ذبح کیا اور بنانے پکانے لانے کے وقت مسلمانوں کی نگاہ سے غائب نہ ہوا کوئی نہ کوئی مسلمان اسے دیکھتا رہا تو اس وقت تک حلال ہے ورنہ حرام اور باقی اشیاء جن میں نجاست یا حرمت متحقق و ثابت ہو نجس و حرام ہیں ورنہ ظاہر حلال اصلی اشیاء میں طہارت و حلت ہے۔ قال تعالیٰ خلق لکم مافی الارض جمیعا (البقرہ: ۲۹) جب تک کسی عارض سے اس اصل کا زوال ثابت نہ ہو حکم اصل ہی کیلئے رہے گا۔ محرر المذہب سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں بہ ناخذ ما لم نعرف شیاء حرام بیعہ مگر اس میں شک نہیں کہ ہنود بلکہ تمام کفار اکثر ملوث بہ نجاست رہتے ہیں بلکہ اکثر نجاستیں ان کے نزدیک پاک ہیں بلکہ بعض نجاستیں ہنود کے خیال میں پاک کنندہ ہیں تو جہاں ایک دشواری نہ ہو ان سے بچنا اولیٰ ہے۔ غرض فتویٰ جواز اور تقویٰ احتراز و انقض کا خیال ضلال ہے اور اس مسئلہ میں حضرت مجدد کا کوئی خیال مجھے اس وقت یاد نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۰: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ لوح محفوظ کیا چیز ہے؟ بینواتو جروا۔
الجواب: زیر عرش ایک لوح ہے جس کا طول پانچ سو برس کی راہ ہے اس میں ماسکان و ما
یکون الی یوم القیامۃ ثبت ہے۔

مسئلہ ۳۱: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو کچھ لوح محفوظ میں لکھا گیا ہے
اس کو تبدیل و تغیر بھی ہو سکتا ہے یا نہیں؟
الجواب: صحیح یہ ہے کہ لوح تغیر سے محفوظ ہے تغیر و دھنن و صحف ملائکہ میں ہے۔ واللہ تعالیٰ
اعلم۔

مسئلہ ۳۲: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو کچھ اللہ عزوجل نے بعد آفرینش
دنیا کے قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے ایک ہی مرتبہ اس کا انتظام کر دیا ہے یا بتدریج اس
کی ترمیم و تنسیخ ہوتی رہتی ہے۔ بینواتو جروا

الجواب: نسخ صحف میں ہے نہ لوح میں۔ کل صغیر و کبیر مستطر، جف القلم
بما ہو کائن واللہ تعالیٰ اعلم۔ (القر: ۵۳)

مسئلہ ۳۳: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ حدیث جف
القلم اور تجربہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ ہونا تھا ہولیا تدبیر انسانی کچھ فائدہ نہیں دیتی؟
الجواب: دنیا عالم اسباب ہے اور سبب و مسبب سب مقدر مطلقاً ترک تدبیر جہل شدید ہے
اور اس پر اعتماد نام ضلالی بعید۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۴: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شتی سعید ازلی کوشش انسانی سے
سعید بن سکتا ہے یا نہیں اور سعید ازلی پر صحبت بد کا اثر ہو سکتا ہے یا نہیں؟ بینواتو جروا۔
الجواب: نہ شتی ازلی سعید ہو سکے نہ سعید ازلی شتی سعید ازلی پر صحبت بد کا اثر ممکن ہے یو ہیں
شتی ازلی پر صحبت نیک کا مگر انجام اسی پر ہوگا جس لیے بنائے گئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۵: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے اور ہوگا
بوساطت فرشتگان اور سیارگان و عقول عشرہ ہی ہو رہا ہے یا ہر آن میں بلا تو سل ان سب کے

خود حاکم حقیقی نظم و نسق فرماتا ہے۔ بینواتو جروا۔

الجواب: اللہ اکبر۔ حاکم حقیقی عز جلالہ پاک ہے اس سے کہ کسی سے ترسیل کرے۔ وہی اکیلا حاکم، اکیلا خالق، اکیلا مدبر ہے۔ سب اس کے محتاج ہیں وہ کسی کا محتاج نہیں اس نے عالم اسباب میں ملائکہ کو تدابیر امور پر مقرر فرمایا ہے قال تعالیٰ والمدبرات امرا۔ علماء نے کہا کہ پہلے بعض کام ارواح کو اکب سے بھی متعلق تھے زمانہ اقدس حضور سید عالم ﷺ سے کام ان سے نکال لیا گیا اب ملائکہ مدبر ہیں اور عقول عشرہ جس طرح فلاسفہ مانتے ہیں ان کا ہڈیان بین البطلان ہے۔

مسئلہ ۳۶: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کہ وہ میں زید اپنے رسالہ میں لکھتا ہے کہ کاہن جو غیب کا حال پتاتا ہے اس پر یقین کرنا کفر ہے وہ کیا حضرت رسول اللہ ﷺ کو بھی غیب کا حال نہیں معلوم تھا۔ آیا یہ دونوں عقیدے زید کے موافق عقائد سلف اہلسنت و جماعت کے ہیں یا نہیں؟ بینواتو جروا۔

الجواب: الحمد للہ لک الحمد علم ذاتی کہ بے عطائے غیر ہو اور علم مطلق تفصیلی کہ جملہ معلومات الہیہ کو محیط ہو اللہ عزوجل سے خاص ہیں مگر مغیبات کا مطلق علم تفصیلی بعبائے الہی ضرور تمام انبیائے کرام علیہم السلام کے لئے ثابت ہے انبیاء سے اس کی نفی مطلقاً ان کی نبوت ہی سے منکر ہوتا ہے امام حجۃ الاسلام محمد غزالی قدس سرہ العالی فرماتے ہیں: النبی هو المطلاع علی الغیب یعنی نبی کہتے ہیں اسے جو غیب پر مطلع ہو ابن جریر وابن المنذر و ابن ابی حاتم و ابوالشیخ امام مجاہد تلمیذ خاص سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت فرماتے ہیں:

انہ قال فی قوالہ تعالیٰ ولئن سئلتہم ليقولن انما کنا نخوض

ونلعب قال رجل من المنافقین یحدثنا محمد ان ناقة فلان

بوادى کذا وما یدرہ بالغیب۔

یعنی کسی شخص کی اونٹنی گم ہوگئی اس کی تلاش تھی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اونٹنی فلاں

جنگل میں فلاں جگہ ہے اس پر ایک منافق بولا محمد (ﷺ) بتاتے ہیں کہ اونٹنی فلاں جگہ

ہے۔ محمد ﷺ غیب کیا جانیں اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت اتاری کہ کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ٹھٹھا کرتے ہو بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے اپنے ایمان کے بعد۔ تو جو نفی مطلق کرے بلاشبہ کافر ہے اور اگر علم ذاتی محیط جملہ معلومات الہی سے تاویل کرے تو کفر سے بچ جائے گا مگر شان اقدس میں ایسا موہوم کلام بولنے کا اس پر الزام قائم ہے کہ اس کا ظاہر کلام یعینہ وہی ہے جو اس منافق نے کہا اور اللہ عزوجل نے اس کے کفر کا فتویٰ دیا کیوں نہ کہا کہ بے اللہ کے بتائے کچھ معلوم نہیں ہوتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۷: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ حقہ کے بارے میں تحقیق حق کیا ہے۔

الجواب: حق یہ ہے کہ معمولی حقہ جس طرح تمام دنیا کے عامہ بلاد کے عوام و خواص یہاں تک کہ علماء و عظمائے حرمین و محترمین زادہما اللہ شرفاً و تکریماً میں رائج ہے شرعاً مباح و جائز ہے جس کی ممانعت پر شرع مطہر سے اصلاً دلیل نہیں تو اسے ممنوع و ناجائز کہنا یا احوال حقہ سے بے خبری پر مبنی۔

كما عرض لكثير من المتكلمين عليه في بدو ظهوره قبل
اختياره ووضوح امره فقبل مسكروه قبل مفتروقيل
مضراى مطلقاً كالسموم وقيل وقيل۔

يا بعض احوال عارضه بعض فساد متاولين كى نظر پر مبنی۔ كقول من قال انهو
مما مجتمع على الفاق كاجتماعهم على المر حرمان وقول اخر انه
بصد عن ذكر الله وعن الصلوة۔

يا بعض عوارض مخصوصه بعض بلاد و بعض اوقات كى لحاظ سے ناشی جن كا حكم ان كى
غير اعصار و امصار كو ہرگز شامل نہیں۔ كمن احتج بالنهى السلطانى على كلام فيه
للعلامة النابلسی۔

يا بعض مفترات كاذبه مختصرات ذابہ پر متفرع كتهور من تفوه ان كال دخان

حرام وجعله حدیثاً عن سید الانام علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل السلام
وکجراة من قال اجعموا علی حرمة والاجماع۔

فقیر نے اس باب میں زیادہ بیباکی کی محققہ افغانستان سے پائی کہ چند کتب فقہ
پڑھ کر تقشف و تصلف کو حد سے بڑھاتے اور عامہ امت مرحومہ کو ناحق فاسق و فاجر بتاتے
ہیں اور جب اپنے دعوے باطل پر دلیل نہیں پانے ناچار حدیثیں گڑھتے بناتے ہیں میں نے
ان کی بعض تصانیف میں ایک حدیث دیکھی کہ: من شرب الذخان فکان ما شرب دم
الانبياء جس نے حقہ پیا گویا اس نے پیغمبروں کا خون پیا۔ دوسری حدیث یوں تراشی:

من شرب الذخان فکانما زنی بامه فی الکعبه۔ جس نے حقہ پیا گویا اس
نے کعبہ معظمہ میں اپنی ماں سے زنا کیا۔

انا لله انا اليه راجعون۔ جہل بھی کیا بدلا ہے خصوصاً مرک بکہ لا دوا ہے مسکین
نے ایک مباح شرعی کے حرام کرنے کو دیدہ دانستہ ^{مصطفیٰ ﷺ} پر بہتان اٹھایا اور حدیث
متواتر:

من كذب على متعمداً فليتبوء مقعده من النار۔

کو اصلاً دھیان نہ لایا۔ یعنی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جو مجھ پر جان بوجھ
کر جھوٹ باندھے اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔

اللهم تب علينا وعلیه ان كان حیا و اغفر لنا وله ان كان میتا۔

یا قواعد شرع میں بے غوری اور نظر و فکر کی بیطوری سے پیدا

کراعم من زعم ان بدعة وکل بدعة ضلالة ومنه زعم الزاعم

ان فيه استعمال الة العذاب یعنی النار و ذاك حرام و هذا من

البطلان بابین مکان نقضه المحدث الدهلوی فی ما نسب الیه

باستعمال الماء المعدب به قوم نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام

قلت وفي الترویح بالمرواح استعمال الة عذاب عاد۔

واما اصلاح الفاضل الکهنوی بزيادة قيد على هيئة اهل العذاب۔ فاقول لايجدى نفعا والالم يجز الاغتسال بماء حار قال تعالى يصب من فوق رؤسهم الحميم وماذا يزعم الزعم فى دخول الحمام فيكون على هذا حراما منهياعنه لذاته بل من الكبائر امامطلقا على ما اختار هذا الفاضل من كون تعاطى المكروه تحريما من الكبائر او بعد الاغنياء على ما عليه الاعتماد من كونه فى نفسه من الصفات وذلك لان الحمام كما افاد العلامة المنادى فى التيسير اشبه شئى بجهنم النار من تحت والظلام من فوق وفيه الفم والجس والضيق والذالمادخله سيدنا سليمان نبى الله عليه الصلوة والسلام تذكر به النواعذاب الجبار اخرج العقيلي والطبراني وابن عدى والبيهقى فى السنن عن ابى موسى الاشعري رضى الله تعالى عنه يرفعه الى النبى صلى الله تعالى علىه واله وسلم قال ادل من دخل الحمامات وضعت له النورة سليمان بن داؤد و فلما دخله وجد حره وغمه فقال اده من عذاب الله اده قبل ان لا تكون اده قلت وبهذا يرد حديث التشبيه هل النار وحديث المالا سبة بالنار كما لا يخفى على اولى الابصار۔

ولهذا علمائى محققين واجله معتمدين مذاهب اربعة نے بعد تفصیح کار و امکان افکار اس

کی اباحت کا حکم فرمایا۔ وهو الحق الحقیق بالقبول۔

علامہ سیدی احمد حموی غمزا لعیون والبصائر میں فرماتے ہیں۔

یعلم منه حل شر بالدخان۔

اس قاعدہ سے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے حقہ پینے کی حلت معلوم ہوئی۔ علامہ عبدالغنی بن علامہ اسماعیل نابلسی قدس سرہما القدی حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں فرماتے ہیں:

من البدع العادیة استعمال التن والقهوة الشائع ذکرهما فی
هذا الزمان بین الاسافل والاعیان والصواب له لوجه
لحرمتها ولا لکراہتھا فی الاستعمال الخ۔

بدعات عادیہ سے ہے حقہ اور کافی کا پینا جن کا چہ چا آج کل عوام خواص میں شائع ہے اور حق یہ ہے کہ ان کی حرمت کی کوئی وجہ ہے نہ کراہت کی۔ علامہ محقق علاؤ الدین دمشقی در مختار میں عبارت اشباہ نقل کر کے فرماتے ہیں: فیفہم منہ حکم التن شامی میں ہے وهو الا باخۃ علی المختار یعنی اس سے تمباکو کا حکم مفہوم ہوتا ہے اور وہ اباحت ہے مذہب مختار میں پھر فرمایا: وقد کرہہ شیخنا العمادی فی ہدیہ الحاقالہ بالثوم والبصل باولی۔

ہمارے استاد عبدالرحمن بن محمد عماد الدین دمشقی نے اپنی کتاب ہدیہ میں اسے سیرو پیاز سے ملحق ٹھہرا کر مکروہ رکھا۔

علامہ سیدی الوالسعود علامہ سیدی طحطاوی نے حاشیہ در مختار میں فرمایا:

لا ینحی ان الکراہۃ تنزیہیۃ بدلیل اللاحاق بالثوم والمصل

والمکروہ تنزیہا بجامع الجواز۔

پوشیدہ نہیں کہ یہ کراہت تنزیہی ہے جیسے لہسن پیاز کی اور مکروہ تنزیہی جائز

ہوتا ہے۔

علامہ حامد آفندی عمادی ابن علی آفندی مفتی دمشق الشام اپنے فتاویٰ مفتی المستفتی

عن سوال المفتی میں علامہ محی الدین بن احمد بن محی الدین حید کردی جزری رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل فرماتے ہیں:

فی الافتاد بحله دفع الحرج عن المسلمین فان اکثرهم
 مبتلون بتناوله فان اکثرهم مبتلون بتناوله مع ان تحلیله
 ایسر من تحریمه وماخیر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم بین امرین الاختار ایسرهما واما کونه بدعة فلا ضرر
 فانه بدعة فی التناول لافى الدین فاثبات حرمتہ امر عسیر
 لایکاد یوجد له نصیر۔

حلت قلیان پر فتویٰ دینے میں مسلمانوں سے دفع حرج ہے کہ اکثر اہل
 اسلام اس کے پینے میں مبتلا ہیں مع ہذا اس کی تحلیل تحریم سے آسان تر ہے
 اور حضور سید عالم ﷺ جب دو کاموں میں اختیار دیئے جاتے جو ان میں
 زیادہ آسان ہوتا اسے اختیار فرماتے رہا اس کا بدعت ہونا یہ کچھ باعث
 ضرر نہیں کہ یہ بدعت کھانے پینے میں ہے نہ امور دین میں تو اس کی
 حرمت ثابت کرنا ایک دشوار کام ہے جس کا کوئی معین دیا اور ملتا نظر نہیں
 آتا۔

علامہ خاتم مخیقن سیری امن الملتہ والذین محمد بن
 عابدین شامی قدس سرہ الشافی ردالمحتار۔
 حاشیہ در مختار میں فرماتے ہیں:

للعلام الشیخ علی اجہوری المالکی رسالۃ فی حلہ نقل فیہا انہ
 اتی بعد من یعمد علیہ من ائمة المذاهب الاربعۃ۔
 علامہ شیخ علی جہوری مالکی رحمہ اللہ نے حقہ کی حلت میں ایک رسالہ لکھا جس
 میں نقل فرمایا کہ چاروں مذاہب کے ائمہ معتمدین نے ان کی حلت پر فتویٰ
 دیا۔

پھر فرماتے ہیں:

قلت والى فى حله ايضا سيدنا العارف عبدالغنى النابلسى
رسالة سماها الصلح بين بين الاخوان فى اباحة شرب
الدخان وتعرض له فى كثير من تاليف الحسان واقامة الطامة
الكبرى على القائل بالحرمة او بالكراهة فانهما حكمان
شرعيان لا بد لهما من دليل ولا دليل على ذلك فانه لم يثبت
اسكاره ولا تفتيره ولا اضراره بل ثبت له منافع فهو داخل
تحت قاعدة الاصل فى الاشياء الاباحة وان العسل يضربا
صحاب الصفراء الغالبة وربما مرضهم مع انه شفاء بالنص
القطعى وليس الاحتياط فى الافتراء على الله تعالى باثبات
الحرمة او الكراهة الدين لا بد لهما من دليل بل فى القول
بالاباحة التى هى الاصل وقد توقف النبى صلى الدين
لا بد لهما من دليل بل فى القول بالاباحة التى هى الاصل
وقد توقف النبى صلى الله تعالى عليه وسلم مع انه
هو المشرع فى تحريم الخمرام الخبائث حتى نزل عليه
النص القطعى فالذى ينبى للانسان اذا سئل عنه سواء كان
ممن يتعاطاه او لا كهذا العبد الضعيف وجميع من فى بيته ان
يقول هو مباح لكن راحتته تستكرها الطباع فهو مكروه
طبعالا شرعالي اخر ما اطال به رحمه الله تعالى.

حلت قليان میں ہمارے سردار عارف باللہ حضرت عبدالغنى نابلسى رحمہ اللہ
تعالى نے بھی ایک رسالہ تالیف فرمایا جن کا نام الصلح بين الاخوان
فى اباحة شرب الدخان رکھا اور اپنی بہت تالیفات نفسیہ میں اس
سے تعرض کیا اور حقہ کی حرمت یا کراہت ماننے والے پر قیامت کبریٰ قائم

فرمائی کہ وہ دونوں حکم شرعی ہیں جس کے لئے دلیل درکار اور یہاں دلیل معدوم کہ نہ اس کا نشہ لانا ثابت ہو نہ عقل میں فتور ڈالنا نہ مضرت کرنا بلکہ اس کے منافع ثابت ہوئے ہیں تو وہ اس قاعدہ کے نیچے داخل ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے اور اگر فرض کیجئے کہ بعض کو ضرر کرے تو اس سے سب پر حرمت نہیں ثابت ہوتی جن مزاجوں پر صفر غالب ہوتا ہے شہدا نہیں نقصان کرتا بلکہ بارہا بیمار کر دیتا ہے با آنکہ وہ نبض قرآنی شفا ہے اور یہ کوئی احتیاط کی بات نہیں کہ حرمت یا کراہت ٹھہر کر خدا پر افترا کر دیجئے کہ ان کے لئے دلیل کی حاجت ہے بلکہ احتیاط مباح ماننے میں ہے کہ وہی اصل ہے خود نبی ﷺ نے کہ بہ نفس نفیس صاحب شرع ہیں شراب جیسی ام الخبائث کی تحریم میں توقف فرمایا جب تک نص قطعی نہ اتری تو آدمی کو چاہئے کہ جب اس سے حقہ کے بارہ میں سوال کیا جائے تو اسے مباح ہی بتائے خواہ آپ پیتا ہو یا نہ پیتا ہو جیسے میں اور میرے گھر میں جس قدر لوگ ہیں (کہ ہم میں کوئی نہیں پیتا مگر فتویٰ اباحت ہی پر دیتا ہوں) ہاں اس کی بو طبیعت کو ناپسند ہے تو وہ مکروہ طبعی ہے نہ شرعی اور ہنوز علامہ مذکور کا کلام طویل اس کی تحقیق میں باقی ہے۔

بالجملہ عندا ل تحقیق اس مسئلہ میں سوا حکم اباحت کے کوئی راہ نہیں خصوصاً ایسی حالت میں عجماء عربا و شرقاً عام مومنین بلاد و بقاع تمام دنیا کو اس سے ابتلا ہے تو عدم جواز کا حکم دینا عامہ امت مرحومہ کو معاذ اللہ فاسق بنانا ہے جسے ملت حنفیہ سمجھ سیکھتے غرابیضا ہرگز گوارا نہیں فرماتی اسی طرف علامہ جزری نے اپنے اس قول میں ارشاد فرمایا کہ:

فی الافتاء بحلہ دفع الحرج عن المسلمین،

اور اسے علامہ حامد عمادی پھر مفتی علامہ محمد شامی آفندی نے برقرار رکھا قول:

ولسنا تعنی بہذان عامة المسلمین اذا ابتلوا بحرام حل بل

الامر ان عموم البلوى من موجبات التخفيف شرعا وماضاق
امر الاتسع فاذا وقع ذلك في مسألة مختلف فيها ترجع
جانب اليسر هو نال المسلمين عن العسر ولا يخفى على خادم
الفقه ان هذا كما هو اجار في باب الطهارة والنجاسة كذلك
في باب الاباحة والحرمة والذاتراه من مسوغات الافتاء
بقول غير الامام الاعظم رحمة الله عليه كما في مسألة
المخابرة وغيرها مع تنصيصهم بانه لا يعدل عن قوله الى قول
غيره الا بضرورة بل هو من مجورات الميل الى رواية النوادر
على خلاف ظاهر الرواية كما انصوا عليه مع تصريحهم بان
ما خرج عن ظاهر الرواية فهو قول مرجوع عنه ما جمع عنه
المجتهد بما يق قول له وقد ثبت العلماء بهذا في كثير من
مسائل الحلال والحرام ففي الطريقة وشرحها الحديقة في
زماننا هذا لا يمكن الاخذ بالقول الاحوط في الفتوى الذي
فتى به الائمة هو ما اختاره الفقيه ابو الليث انه ان كان في
غالب الظن ان اكثر مال الرجل حلال جاز قبول هدية
ومعاملة والا لا اه ملخصا وفي رد المحتار مسئله بيع الشمار
لا يخفى تحقيق الضرورة وفي زماننا ولا سيما في مثل دمشق
الشام وفي نزعهم عن عاداتهم حرج وماضاق الامر الاتسع
ولا يخفى ان هذا مسوغ للعدول عن ظاهر الرواية اه
ملخصا وفيه مسئله العلم في الثوب هو ارفق باهل هذا الزمان
لتلايقعوا في الفسق والعصيان اه وفيه من كتاب الحدود
مقتضى هذا كله ان من زفت اليه زوجة ليلة عرسه ولم يكن

يعرفها لا يحل له وطوء هامال يقل واحدة او اكثر انها
زوجتك وفيه حرج عظيم لانه يلزم منه تائم الامة اه
ملخصا انى غير ذلك من مسائل يكثرعدها ويطول سردها
ندفع ماعسى متوهم ان يتوهم من القول الفاضل للكهنوى
ان عموم البلوى انما يوثرفى باب الطهارة والنجاسة لافى
باب الحرمة والاباحة صرح به الجماعة اه۔

ہاں بنظر بعض وجوہ اسے مکروہ تنزیہی کہہ سکتے ہیں جیسا کہ محقق علانی و علامہ
ابوالسعود و علامہ طحاوی و علامہ شامی نے الحاقاً بالثوم والبصل افادۃ فرمایا:
على ما فيه لبعض الفضلاء مع كلام المنافى ذلك المرء،
علامہ شامی فرماتے ہیں:

الحاقه بما ذكر هو انصاف۔

اقول۔ یہیں ظاہر کہ اس وجہ کو موجب کراہت تحریم جاننا۔

كما جزم به الفاضل الكهنوى فى فتاواه ترد فى رسالة
واضطراب فيه كلام المحدث الدهلوى فيما نسب اليه
فاوهم اولاً انه يوجب كراهة التحريم وعاداً خرافقال التنزيه
سراسر خلاف تحقيق ہے۔

ثم اقول: پھر کراہت تنزیہہ کا حاصل صرف اس قدر کہ ترک اولیٰ ہے نہ کہ فعل ناجائز ہو
علماء تصریح فرماتے ہیں کہ یہ کراہت مجامع جواز و اباحت ہے جانب ترک میں اس کا وہ
مرتبہ ہے جو جہت فعل میں مستحب کا کہ مستحب بات کیجئے تو تو بہتر نہ کیجئے تو گناہ نہیں مکروہ
تنزیہی نہ کیجئے تو بہتر کیجئے تو گناہ نہیں پس مکروہہ تنزیہی کو داخل دائرہ اباحت مان کر گناہ
صغیرہ اور احتیاد کو کبیرہ قرار دینا کما صدر عن الفاضل الکهنوی و تبعہ السيد المشهدی ثم الکردی
سخت لغزش و خطا فاحش ہے یارب مکروہ گناہ کون سا جو شرعاً مباح ہو اور مباح کیسا جو شرعاً

فقیر غفرلہ المولیٰ القدر نے اس ذلت کے رد میں ایک مستقل تحریر مسکمی بہ جمل مجلیہ ان المکروہ تنزیہالیس بمعصیۃ تحریر کی وباللہ التوفیق۔

ثم اقول: یو ہیں ماخن فیہ میں تین وجہ کراہت تنزیہہ ٹھہرا کر کراہت تحریم کی طرف مرتقی کر دینا کما وقع فیما نسب الی المحدث الدہلوی محض نامعقول قطع نظر اس سے کہ ان وجوہ سے اکثر محل نظر شرع سے اصلاً اس پر دلیل نہیں کہ جو چیز تین وجہ سے مکروہ تنزیہی ہو مکروہ تحریمی ہے۔ ومن ادعی فعلیہ البیان خود محدث دہلوی کے تلمیذ رشید مولانا رشید الدین خان دہلوی مرحوم اپنے رسالہ عربیہ میں صاف لکھتے ہیں علمائے تحقیقین حقہ میں کراہت تنزیہی مانتے ہیں۔

حيث قال اما الما حقون القائلون بکراہة تنزیہافہم

ایضاً تشبوا بالروایات الفقہیہ مثل ما قال صاحب الدر المختار۔

اور اس میں تصریح ہے کہ مالت مشائخنا الیہا سی کراہت تنزیہہ کی طرف ہمارے اساتذہ نے میل کیا اس رسالہ پر شاہ عبدالعزیز صاحب و شاہ رفیع الدین صاحب کی تقریظیں ہیں شاہ صاحب نے اسے تحریر۔ اینق و تقریر و سبق و صحیح و المبانی و مستحکم المعانی و موثق روایات و مطابق درایات بتایا اور شاہ رفیع الدین صاحب نے استحسن غایۃ الاستحسان ما نثر بانیہ من جواہر لالیہ فی مبانیہ و معانیہ فرمایا تو ظاہر اور دوسری تحریر کی نسبت غلط ہے یا اس میں تحریفیں واقع ہوئیں اور اس پر دلیل یہ بھی ہے کہ اس تحریر کے اکثر جوابات مخدوش و مضمحل اور خلاف تحقیق باتوں پر مشتمل ہیں اور نسبت بہمہ جہت صحیح ہی مانئے تو رسالہ تلمیذ کی مدح و تقریظ معارض و مناقض ہوگی وہ تحریر پایہ اعتبار سے یوں بھی گر گئی اور اس سے بھی قطع نظر کیجئے تو مقصود اتباع حق ہے نہ تقلید اعل عصر و اتباع زید و عمر واللہ الہادی و ولی الایادی۔

الحاصل: معمولی حقہ کے معنی میں تحقیق حق و تحقیق یہی ہے کہ وہ جائز و مباح و صرف مکروہ

تزیہی ہے یعنی جو نہیں پیتے بہت اچھا کرتے ہیں جو پیتے ہیں کچھ برا نہیں کرتے۔

فان الاساده فوق كراهة التنزيه كما حققه العلامة الشامي۔

البتہ وہ حقہ جو بعض جہال بعض بلاد ہندہ ماہ رمضان المبارک شریف میں وقت افطار پیتے اور دم لگاتے اور حواس و دماغ میں فتور لاتے اور دیدہ و دل کی عجب حالت بناتے ہیں بے شک ممنوع و ناجائز و گناہ ہے اور وہ بھی معاذ اللہ ماہ مبارک میں اللہ عز و جل ہدایت بخشے رسول اللہ ﷺ نے ہر مفتر چیز سے نبی فرمائی اور اس حالت کے حالت تقیر ہونے میں کچھ کلام نہیں۔ احمد و ابوداؤد و سند صحیح

عن ام سلمة رضي الله تعالى عنها قالت نهى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم عن كل مسكر ومفتر والله تعالى اعلم۔

مسئلہ ۳۸: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین در باب قلیان کشیدن کہ بعضے مکروہ تزیہی می فرمائید و بعضے مکروہ تحریمی میگویند و بعض حرام مطلق میدانند و بعضے میفرمائید کہ کے قلیان میگذارد از مشاہدہ جمال جہاں آرائی حضرت خواجہ عالم و عالمیان محمد مصطفیٰ ﷺ و از احضار مجلس حضور پر نور اقدس و اعلیٰ محروم می ماند پس قائل میگویم کہ آیات مذہب مختار حنفی چست گو دریں باب استفاہا علماء دستخط فرمودند مگر مفصل ارقام زرفت و تکلیف نم نشد لهذا امیدوارم کہ تشریح مفصل ارقام رود۔ بنوا تو جروا۔

الجواب: بادی دانست کہ در مسئلہ کشیدن قلیان کہ اختلاف بظہور آمدہ اند بر دو قسم اند یکے اختلاف علمائے کاملین و دیگر اختلاف متحصین۔ اما اختلافات علمائے کاملین کہ بظہور رسیدہ بنظر غور و تعمق راجع طرف اختلاف حلال تمباکویا اختلاف حال شار بین ست۔ اما اختلاف متحصین پس متنبی بر اختار اقوال شاذہ مردودہ مخالف جمہور یا حکایات بے سرو پا مشتملہ بر کذب و زور راست تفصیل اس اجمال آنکہ از روئے احادیث و آثار اقوال جمہور فقہاء کبار اصل در اشیاء ابحاث است پس چیزیکہ در آن دلیلے کہ منصوص الرحمة است یافتہ شود مثل

سمیت یا اسکار البتہ حرام و ممنوع است و چیزیکہ در اں دلیل منصوص حرمت یافتہ نشود و حکمش مسکوت عنہ بود باعتبار ذات حلال و مباح است اگر کراہت و حرمت در کد امی صورت خاصہ یافتہ خواهد شد مکروه حرام گفتہ خواهد شد ورنہ بر اصل خود باقی خواهد ماند و چون در تمباکو در بعض بلاد یافتہ میشود اسکار و تفتیر موجود است مثل بلاد بخار و غیرہ علماء آنجا حکم ممانعت فرمودہ اند و در تمباکوئے بعض بلاد ہرگز اثرے تفتیر و اسکار نیست مثل تمباکوئے مصر و غیرہ علمائے محققین آنجا حکم بکلت و جواز فرمودہ اند و قول منکر را مردود نمودہ اند و علی ہذا القیاس اختلاف حال شاربین را ہم دخلی است معتد بہ در حکم آل پس کسے کہ بطور لہو و لعب انہماک عبث در آں می نماید حکمش جداست و کسے کہ برائے منافع کہ انکار ازاں نتوان نمود بقدر ضرورت استعمال می سازد حکمش جداست پس ایں اختلاف کہ در اقوال محققین یافتہ میشود فی الحقیقتہ اختلافی نیست و آنچه متحصنین حرام مطلق میگویند قطع نظر از آنکہ برائے منفعت باشد یا بطور لہو و لعب و عبث تمباکو ہم خواہ مسکر و مفتر باشد و بغیر نقل از شارع و مجتہدین شریعت اصل در اشیاء حرمت قرار دادہ اند پس تعصے ست باطل و از حلیہ صدق و انصاف عاقل و قول و حکم قائل کہ از کشیدن قلیان حرمان از مشاہد لمعان جمال حضرت سید انس و جان علیہ السلام حاصل می گردد بے دلیل کامل در ہمیں تعصب لا حاصل داخل است ہر چند علمائے دین دریں مسئلہ رسائل مستقلہ المختار بعد ازاں کہ فرمودہ:

قد اضطربت اراء العلماء فيه فبعضهم قال بکراهة و بعضهم

قال بحرمتہ و بعضهم باباحة الخ۔

و یک دو قول ممانعت ذکر نمودہ و در آخر فرمودہ:

وللعلامة الشيخ علی الاجهوری المالکی رسالة فی حالہ

نقل فیہائی افتی بحلہ من یعتمد علیہم ائمة المذاهب

الاربعة قلت و الف فی حلہ ایضا سیدنا العارف عبدالغنی

النابلسی رسالة سماها بالصلح بین الاخوان فی اباحة فی

اباحة شرب الدخان وتعرض له في كثير من تاليف الحسن
واقام الطامة الكبرى على القائل بالحرمة او بالكراهة
فانهما حکمان شرعيان لا بد لهما من دليل ولا دليل على ذلك
فانه لم يثبت اسكاره ولا تفتيره ولا ضراره بل ثبت له منافع
فهو داخل تحت قاعلة الاصل في الاشياء الاباحة وان
فرض اضراره للبعض لا يلزم منه تحريمه على كل احد فان
العسل يضربا صحاب اصفراء وربما امراضهم مع انه شفاء
بالنص القطعي وليس الاحتياط في الافتراء على الله تعالى
بائبات الحرمة او لا كرهة الدين لا يدل لهما من دليل بل في
القول بالاباحة التي هي الاصل وقد توقف النبي صلى الله
تعالى على واليه وسلم مع انه هو المشرع في تحريم
الخمر ام الخبائث حتى نزل عليه النص القطعي فالذي ينبغي
للانسان اذا سئل عنه سواء كان ممن يتعاطاه
او لا كهذا العبد الضعيف وجميع من في بيته يقول هو مباح
لكهن رائحة تستكرمها الطباع فهو مكروه طبعاً لا شرعاً الى
اخر ما قال الى اخره۔

خررة التقير الحقير عبد القادر محبت الرسول القادري البديوانى عفى عنه۔

مسئلہ ۳۹: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرح دین ایسے شخص کی نسبت اور اس کے
معاونین کی بابت کہ جو طرح طرح کی درخواست ممبران آریہ سماج سے کرتا ہو اور ادھر وعظ
اور امامت بھی مسلمانوں کی کرتا رہے اور جو اپنے وعظ میں بھی آریوں کو اپنا ولی اور دوست
اور جگر کا ٹکڑا بتلائے اور حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے مرتبہ کو حضور سرور کائنات رسول اللہ
ﷺ کی شان کے برابر سمجھے اور جس کا کذب اور وعدہ خلافی بھی اکثر مرتبہ ظاہر ہوئی ہو آیا

ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا اور اس کا وعظ کرنا اور سننا جائز ہے یا نہیں اور اس کے معاونان کس حکم شرعی کے مصداق ہیں عند اللہ وعند الرسول ﷺ بروئے قرآن و حدیث و فقہ بہت جلد جواب تحریر فرما کر داخل حسنات ہوں اس کے بعد سائل نے چھ ورق میں وہ خطوط لکھے تھے جو اس شخص نے آریوں کے پاس بھیجے تھے۔ بینواتو جروا۔

الجواب: یہ کلمات اگر اس شخص نے دل سے کہے جب تو اس کا کفر صریح ظاہر واضح ہے جس میں کسی جاہل کو بھی تا مل نہیں ہو سکتا اسلام کی حقانیت میں اس کو شبہ ہے کفر کی طرف مائل بلکہ اس کا مشتاق اور اس کے لئے اپنے آپ کو بے چین بناتا ہے کفر کی عزت و فخر اور سرفرازی کہتا ہے تو اس کے شکوک رفع ہوں یا نہ ہوں وہ آریہ بنے یا نہ بنے اسلام سے تو اس وقت نکل گیا و العیاذ باللہ تعالیٰ اور اگر دل میں ان باتوں کو جھوٹ جانتا ہے آریہ کو دھوکہ دینے کے لئے ایسے الفاظ استعمال کیے ہیں تو اول تو یہ دھوکہ کا عذر محض جھوٹ باطل ہے اور بغرض غلط اگر ہو بھی تو دھوکہ دینا کیا ضرور ہے اور بغرض غلط ضرور بھی ہو تو وہ اکراہ تک نہیں پہنچ سکتا واحد قہار عز جلالہ نے صرف اکراہ کا استثناء فرمایا۔ الا من اکره و قبلہ مطمئن بالا ایمان بہر حال اس کو وعظ بنانا حرام اس کا وعظ سننا جائز اس کو امام بنانا حرام اس کے پیچھے نماز باطل رہا امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے مرتبہ کو شان حضور اقدس ﷺ کی برابر کہنا اس کے کفر صریح و ارتداد خالص سونے میں کسی رافضی کو کلام نہیں ہو سکتا نہ کہ اہل سنت جن کا ایمان یہ ہے کہ کسی غیر نبی کو کسی نبی کا ہمسر کہنے والا کافر ہے ایسے شخص کے جتنے معاون ہیں وہ سب بھی اسی کے حکم میں ہیں مارہرہ شریف کے صاحبزادوں میں ایسے تاریک ناپاک گندے خیالوں کا کوئی شخص معلوم نہیں خصوصاً عالم ظاہر اس نے یہ انتساب محض جھوٹ طور پر کیا اور اگر بالفرض صحیح بھی تھا تو اب جھوٹ ہو گیا۔ قال اللہ تعالیٰ انہ لیس من اہلک انہ عمل غیر صالح۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ہود: ۴۶)

مسئلہ ۴۰: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اپنا حق حاصل کرنے کیلئے جھوٹی بات کہنا کہاں تک جائز ہے۔ بینواتو جروا۔

الجواب: اپنا حق مردہ زندہ کرنے کے لئے پہلو دار بات کہنا جس کا ظاہر درودغ ہو اور واقع میں اس کے سچے۔ معنی مراد ہوں اگرچہ سننے والا کچھ سمجھے بلاشبہ باتفاق علماء دین میں جائز اور احادیث صحیحہ سے اس کا جواز ثابت ہے جبکہ وہ حق ہے اس طریقہ کے ملنا میسر نہ ہو ورنہ یہ بھی جائز نہیں پہلو دار بات یوں مثلاً ظالم نے ظلم اس کی کسی چیز پر قبضہ مخالفانہ اس مدت تک رکھا جس کے باعث انگریزی قانون میں نماوی عارض ہو کر حق ناحق ہو جاتا ہے مگر مخالف کے پاس اپنے قبضہ کاغذی ثبوت نہیں اس کے بیان پر رکھا گیا اگر یہ اقرار کیے دیتا ہے کہ واقعی مثلاً بارہ برس سے میرا قبضہ رہا ہے یعنی زمانہ گذشتہ اور زیادہ صریح چاہی جائے تو یوں کہہ سکتا ہے کہ آج تک میرا قبضہ چلا آیا اور نیت میں لفظ آیا کہ کلمہ استفہام لے جیسے کہتے ہیں آیا یہ بات حق ہے یعنی کیا نہ بات حق ہے تو استفہام انکاری کے طور پر اس کلمہ کا یہ مطلب ہوا کہ کیا آج تک میرا قبضہ منقطع ہو کر مخالف کا قبضہ ہو گیا۔ یا یوں کہے کل تک برابر میرا قبضہ رہا آج کا حال نہیں معلوم کہ کچھری کیا حکم دے اور لفظ کل سے زمانہ قریب مراد لے جیسے نوجوان لڑکے کو کہتے ہیں کل کا بچہ ہے حالانکہ اس کی عمر بیس بائیس سال کی ہو اسی معنی پر قیامت کو روز فردا کہتے ہیں کل آنے والی ہے یعنی بہت نزدیک ہے یا مخالف کے قبضہ کی نسبت سوال ہو تو کہے اس کا قبضہ کبھی نہ ہوا اور مراد یہ لے کہ کبھی وہ وقت بھی تھا کہ اس کا قبضہ نہ تھا زیادہ تضحیح درکار ہو تو کہے اس کا قبضہ اصلاً کسی وقت ایک آن کو بھی نہ ہوا نہ ہے اور معنی یہ لے کہ حقیقی قبضہ ہر شے پر اللہ عزوجل کا ہے دوسرے کا قبضہ ہو ہی نہیں سکتا غرض جو شخص تصرفات الفاظ و معانی سے آگاہ ہے سو پہلو نکال سکتا ہے مگر ان کو جواز بھی صرف اسی حالت میں ہے جب یہ واقعی مظلوم ہے اور بغیر ایسی پہلو دار بات کے ظلم سے نجات نہیں مل سکتی ورنہ اوپر مذکور ہوا کہ یہ بھی ہرگز جائز نہیں۔

اب رہی یہ صورت کہ جہاں پہلو دار بات سے کام نہ چلے ہاں صریح کذب بھی دفع ظلم و احیاء حق کیلئے جائز ہے یا نہیں اس بارہ کلمات علماء مختلف ہیں بہت روایات سے اجازت نکلتی اور بہت اکابر منع کی تصریح فرمائی حتی الوسع احتیاط اس سے اجتناب میں ہے اور شاید

قول فیصل یہ ہو کہ اس ظلم کی شدت اور کذب کی مصیبت کو عقل سلیم و دین توہیم کی میزان میں تولے جدھر کا پلہ غالب پائے اس سے احتراز کرے مثلاً اس کا ذریعہ رزق تمام و کمال کسی ظالم نے چھین لیا اب اگر نہ لے تو یہ اور اس کے اہل عیال سب فاقے میں اور وہ بے کذب صریح مل نہیں سکتا تو اس ناقابل برداشت ظلم اشد کے دفع کے امید ہے کہ غلط بات کہہ دینے کی ہوا اجازت ہو اور اگر کسی مالدار کسی کے سو دو سو روپے کسی نے دبائے صریح جھوٹ کی اجازت اسے نہ ہونی چاہیے کہ جھوٹ کا فساد زیادہ ہے اور اتنے ظلم کا تحمل اس مالدار پر ایسا گراں نہیں حدیث سے ثابت اور فقہ کا قاعدہ مقررہ بلکہ عقل و نقل کا ضابطہ کلیہ ہے کہ:

من ابتلی ببلین اختار اھونھما۔

جو شخص دو بلاؤں میں گرفتار ہو ان میں جو آسان ہے اسے اختیار کرے۔

ھذا ما عندی والعلم بالحق عند ربی۔

در مختار میں ہے:

الكذب مباح لاجیاء حقہ ودفع الظلم عن نفسہ والمراد

التعریض لان عین الكذب حرام قال وهو الحق قال تعالیٰ

قتل الخراصون، الكل من المجتبیٰ وفي الوہابیة قال

وللصلح جاز الكذب او دفع ظالم

واهل لترضی والقتال لیطقروا

رو المختار میں ہے:

الكذب مباح لاجیاء حقہ كالشفیع یعلم بالبیع باللیل

فاذا اصبح یشہد ویقول علمت الان وكذا الصغیرة تبلغ فی

اللیل وتختار نفسھا من الروح وتقول رایت الدم الان واعلم

ان لكذب قدیاح وقدیجب والضابطۃ فیہ كافی تبیین

المحارم وغیرہ عن الاحیاء ان كل مقصود محمود یمكن

التوسل اليه بالصدق والكذب جميعا فالكذب فيه حرام
وان امكن التوسل اليه بالكذب وحده فمباح ان ابيح
تحصيل ذلك المقصود وواجب ان وجب كمالورائى
معصوما اختفى من ظالم يريد قتله وايداء فالكذب هنا واجب
وكذا الوسالة من ودیعة يريد اخذها يجب انكارها ومهما كان
لا يتم مقصود حرب او صلاح ذات البين او ستمالة قلب
المحبي عليه الا بالكذب فيباح ولو ساله سلطان عن فاحشة
وقعت منه سرا كزنا او شرب فله ان يقول ما فعلته لان
اظهارها فاحشة اخرى وله ايضا كره سراخيه وينبغي ان يقاتل
مفسدة الكذب بالمفسدة المرتبه على الصدق فان كانت
مفسدة الصدق اشد فله الكذب وان بالعكس او شك حرم وان
تعلق بنفسه استحباب ان لا يكذب وان تعلق لغيره لم
تجر المسامحة لحق غيره والحزم تركه حيث ابيح۔

نیز اس میں اور حاشیہ طحاویہ میں ہے:

قوله جاز الكذب قال الشارح ابن الشيخة نقل في البرازية
ان اراد المعاريض لا الكذب الخالص۔

اسی میں ہے:

حيث يباح التعريض لحاجته لا يباح بغيرها لانه يوهم الكذب
وان لم يكن اللفظ كذا بالخ۔

حدیقہ ندویہ میں ہے:

بكرها التعريض كراهة تحريم بدون الحاجة اليه اه
باختصار۔

طحاوی میں ہے:

قالت عند القاضي ادرکت الان وفسخت فالقول لها لانها قادرة على نشاء الرد ولا يشترط ان يكون حالة البلوغ حقيقة بل لو كان باخبارها كذبا انه بلغت الان وقيل لمحمد فقال لا تصدق بالاسناد مجاز لها ان تكذب كيلا يطل حقهاه وانما يسوغ لها ذلك اذا كانت اختلاف عند البلوغ بالفعل واخذ من ذلك جواز الكذب لاحياء الحق وهي منصوطة

خلاصہ و ہندیہ میں ہے:

ان رات الدم في الليل تقول فسخت النكاح وتشهد اذا اصحبت وتقول انما رایت الدم الان لانها تصدق ان تقول رایت الدم في الليل ونسخت ذكره في مجموع النوازل قال رضى الله تعالى عنه وان كان هذا كذبا لكن الكذب في بعض المواضع مباح۔

بزازیہ و نہر میں ہے:

ليس هذا بكذب محض بل من قبيل المعارض المسوغة لاحياء الحق كانه الفعل الممتد لدوامه حكم الابتداء والضرورة داعية الى هذا الا الى غيره اه۔

طحاویہ میں ہے:

قلت لا يظهر بعد التقييد بالان انه من الماریض بل من محض الكذب الخ۔

رد المحتار میں ہے:

حاصلہ انہا بقولہا بلغت الان انی الان بالغۃ لثلاثا یكون
کذباً صریحاً الخ اقول ووجه اخر وهو ارادة القرب بقوله الان
كما قدمت فی صدر الجواب۔

اشياء میں ہے:

الكذب مفسدة محرمة وهى متى تضمن جلب مصلحة
تربو عليه جاز الخ۔
غز العيون میں ہے:

فی البزازية يجواز الكذب فی ثلاثة مواضع فی الاصلاح بين
الناس وفى الحرب دمع امراته قال فی ذخيرة
اراد بها المعارض لا الكذب الخالص او مثله فی او اخر
الجيل عن المبسوط۔

طريقة محمدیہ میں ہے:

یحوز الكذب فی ثلاث وما فی معناهات عن اسماء بنت
یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم لا یحل الكذب الا فی ثلاث رجل کذب امراته
لیرضیها ورجل کذب فی الحرب ماں الحرب خدعة ورجل
کذب بین مسلمین لیصلح بینہما و زاد فی رواية عن ام
کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا المرأة تحدث زوجها والحق
بهذا الثالث دفع ظلم الظالم و احیاء الحق وقيل المباح فی
هذا المواضع التعریض اما الكذب فحرام لا یحل بحال اہ۔
مرقاۃ میں زیر حدیث صحیحین:

عن ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت قال رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لیس الکذب الذی یصلح بین
الناس ویقول خیرا واینمی خیرا۔

فرمایا: بان یقول الاصلاح مثلابین زیدوعمر ویا عمر ویسلم علیک
زیدویمدحک ویقول انارجہ وکذلک یحی الی زیدو یبلغہ من عمرو مثل
ما سبق۔

عمدة الباری شرح بخاری میں ہے:

فیہ ای فی الحدیث الجبل فی التخلیص من الظلمة بل
اذا علم انه لا تخلیص الا بالکذب جازله الکذب الصریح
وقد یجب فی بعض الصور بالاتفاق ککونه ینجی نبیا
او ولیا ممن یرید قتله اولنجاة المسلمین من عدوهم وقال
الفقهاء لو طلب ظالم ودیعة لانسان لیاخذها غضبا وجب
علیه الانکار والکذب فی انه لا یعلم موضعها۔

غز العیون میں اسے نقل کر کے فرمایا: فلیحفظ۔

شیخ محقق ترجمہ مشکوٰۃ میں زیر حدیث مذکور فرماتے ہیں:

”یکے از مواضع کہ دروغ گفتن در ارواست اصلاح ذات البین است صلح
دادن و دور کردن نزاع و عداوت کہ میان دو کس است ویکے یدگرازاں
مواضع کہ دروغ گفتن در اں بازن بقصد اصلاح و رضائے وے نیز جائز
داشته چنانکہ گوید ترا دوست میدارم ہر چند ندارد۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۴۱: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اپنے حق کے وصول کے لئے چھینا
چھٹی زبردستی دبا لینا و امثالہا امور جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب: عی حق یا جنس حق کے لئے اجازت ہے جب کہ فتنہ نہ ہو اور اس پر کذب کا قیاس
مع الفاروق ہے کہ یہاں غضب و نہب کی صورت ہے حقیقت نہیں کہ حقیقتا اپنا حق لیتا ہے

اور کذب ہوگا تو حقیقتاً ہوگا کمالاً یخفی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۲: کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ مولانا عبدالقادر صاحب بدایوانی کی خدمت میں نے اپنے جواب کو اس لئے پیش کیا تھا کہ اگر صحیح ہو تو یہی رہے اس وقت تک میں نے جو جواب لکھا وہ صرف بحوالہ وسند احیاء العلوم تھا حضرت مولانا نے فرمایا کہ احیاء العلوم سے جواب کافی نہیں فقہ سے لکھو اور کچھ نہ فرمایا۔ فقہ میں جو دیکھا تو اس میں بھی احیاء العلوم کی سند موجود ہے۔ آیا احیاء العلوم وغیرہ امثالہا سے سند لانا اور غیر مذہب کے علماء سے سند لانا صحیح ہے یا نہیں اگر ہے تو کس قسم کے مسائل میں اکثر یہ لوگ اعتراض کر بیٹھتے ہیں کہ حنفی کو اپنی فقہ سے ہی سند ضرور ہے۔ علماء احناف اہل سنت جو اپنی کتب مناظر وغیرہ میں دوسرے علماء اور ان کی کتب یا تصوف وغیرہ علوم کی کتب سے سند دے دیتے ہیں وہ معاذ اللہ خاطی ہیں۔ بیوا تو جروا

الجواب: مسائل اختلافیہ حنفیہ وغیرہ حنفیہ میں غیر حنفیہ سے استناد صحیح نہیں اور ان کے ماورا میں قدیم واحد یا ہر مذہب والے چاروں مذہب کے اکابر سے سند لاتے ہیں یونہی مسائل غیر مشابہت میں ائمہ تصوف قدسنا اللہ تعالیٰ باسرار ہم سے استناد اور ایسوں کو خاطی جاننے والا خود سخت خاطی ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۳: حضرت مولانا المعظم والمکرم دامت برکاتہم العالیہ۔ پس از تسلیم مع التکریم معروض کہ (۱) جس نے فرض عشاء باجماعت نہیں پڑھے اور وتر کی جماعت میں شریک ہو گیا اس کے یہ وتر سرے سے ہوئے ہی نہیں یا ہوئے مگر مکروہ تو تحریمی یا تنزیہی۔

(۲) اگر جماعت سے فرض عشاء پڑھ لئے تھے تو اب جس امام کے پیچھے چاہے وتر جماعت سے پڑھ لے اگرچہ وہ امام فرض و تراویح دونوں سے غیر ہو یا صرف ایک سے یا اس امام نے فرض و تراویح باجماعت نہ پڑھے ہوں بہر حال بلا کراہت صحیح ہوں گے یا کیا؟

(۳) جماعت وتر میں استحقاق شرکت کیلئے تراویح باجماعت پڑھنا کتنا داخل رکھتا ہے یا کچھ نہیں۔

(۴) آج کل علی العموم سفر پہلے سے اس کے بیسیوں حصہ زائد تیز روساریوں پر ہوتا ہے اس کے لئے بحساب مسافت اندازہ کی ضرورت ہے یہ فرمائیں کہ کس قدر کوس مروج کے سفر میں قصر وغیرہ احکام سفر ہوں گے اور کوس مروج سے اپنی مراد کی تشریح فرما دیں کہ وہ کوس مثلاً اس قدر قدموں کا ہے بہر حال ایسا کوئی اندازہ بتانا چاہئے جس سے سب عام و خاص سہولت کے ساتھ یہ سمجھ سکیں کہ ہمارا سفر قصر ہو یا نہیں اور تیز روساریوں میں بری ہوں یا بحری جو سفر کیا ہے اس کا اس سفر بحساب ایام سے موازنہ کریں۔ بینوا لوجروا۔
الجواب: حضرت والا دامت برکاتہم۔

(۱) وتر ہو جانے میں شبہ نہیں ہاں مکروہ ہے بقول الشامی:

امالوصلها جماعة مع غیر ثم صلے الوتر معه لا کراهة۔

اور کراہت تحریم کی کوئی وجہ نہیں ظاہر اگر کراہت تزیہ ہے۔

(۲) اگر فرض جماعت سے پڑھے تو خود امام ہو کر بھی اور مطلقاً ہر ایسے امام کے پیچھے بھی وتر پڑھ سکتا ہے خواہ وہ امام فرض ہو یا تراویح یا محض جدید ہاں جس امام نے فرض جماعت نہ پڑھے ہوں جماعت و تراویح سے مکروہ ہوگی اور اس کی کراہت سے میں سرایت کرے گی کہ جماعت وتر کے حق میں تفصیلات تابع جماعت فرض ہے:

فما المنفرد فی الفرض ینفردی الوتر کما بینا فی فتاوانا۔

(۳) کچھ نہیں سوائے اس کے اگر ابھی مسجد میں جماعت تراویح ہوئی ہی نہیں تو جماعت وتر مکروہ ہے کہ جماعت و تراویح جماعت تابع جماعت تراویح ہے۔

(۴) قصر تین منزل پر ہے فقیر نے مدتوں کے تجربہ سے ثابت کیا کہ یہاں منزل ۱۹-۵ میل ہے تو مدت قصر ۵-۵ میل ہے جسے تقریباً ساڑھے ستاون میل کہتے ہیں یہی رانج میل ۶۰ گز کا مراد ہے سفر بحری میں بادی کشتی کی اوسط چال بحال اعتدال ہو امراد ہے دخانی جہازوں کا اعتبار نہیں جیسے ریل کا مجھے ہر بار دخانی ہی جہاز میں اتفاق سیر ہوا البتہ اس دفعہ جدہ سے رابغہ تک ساعیہ میں گیا تھا کہ تین دن میں پہنچی براہ خشکی چھ منزل ہے اس

ایک بار کے مشاہدہ پر میں بحری سفر کے لئے میلوں کی تعین نہیں کر سکتا۔ خصوصاً جب کہ لوگوں کا بیان تھا کہ ہوا کم ہے ورنہ ایک دن میں پہنچتی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۴۴: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کتب عقائد وغیرہ میں جو اثبات نبوت حضرت ابوالبشر آدم علیہ السلام کے اولہ میں حدیث کا بھی حوالہ دیتے ہیں وہ حدیث کسی نے کن الفاظ سے تخریج کی ہے۔ بیوا تو جروا

الجواب: حضرت بابرکت دامت برکاتہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حدیث سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مسند امام احمد میں یوں ہے:

قال قلت یا (ر) ای انبیاء کان اول قال ادم قلت یا (ر) نبی

کان قال نعم نبی مکلم۔

اور نوادرا اصول تہنیف امام حکیم الامتہ ترمذی کبیر میں ان سے مرفوعاً یوں ہے:

اول الرسل ادم و اخرهم (م) علیہ وعلیہم افضل الصلوۃ والسلام۔

مسئلہ ۴۵: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین مسائل ذیل میں

(۱) عورت کو اس مکان میں جہاں محارم وغیر محارم مرد عورتیں ہوں جانا جائز ہے یا ناجائز؟

(۲) جس گھر میں نامحرم مرد عورت ہیں وہاں عورتوں کو کسی تقریب شادی یا غمی میں برقع کے ساتھ جانا اور شریک ہونا جائز ہے یا نہیں؟

(۳) جس مکان کا مالک نامحرم ہے لیکن اس جلسہ عورت میں نہیں ہے اور اس کا سامنا بھی نہیں ہوتا ہے مگر مالک مکان کی جو رو اس عورت کو محرم ہے تو اس کو وہاں جانا جائز ہے یا نہیں؟

(۴) ایسے گھر میں جس کے مالک تو نامحرم ہیں مگر اس گھر میں کوئی عورت بھی اس عورت

کی محرم نہیں تو اس عورت کو جانا جائز ہے یا نہیں؟

(۵) ایسے گھر میں کہ جس کا مالک نامحرم ہے مگر وہاں ایک عورت اس عورت کی محرم ہے اور جو عورت محرم ہے وہ مالک مکان کی نامحرم ہے مگر اس گھر میں عورت اس عورت کی محرم ہیں اور مالک جو نامحرم ہے وہ گھر میں جہاں جلسہ عورت ہے آتا نہیں ہے تو اس عورت کو جانا جائز ہے یا نہیں؟

(۶) ایسے گھر میں جہاں مالک تو نامحرم ہے مگر اس گھر میں عورت اس عورت کی محرم ہیں اور مالک جو نامحرم ہے وہ گھر میں جہاں جلسہ عورت ہے آتا نہیں ہے تو اس عورت کو جانا جائز ہے یا نہیں؟

(۷) جس گھر کا مالک تو نامحرم ہے اور گھر میں آتا نہیں اور عورت بھی اس گھر کی نامحرم ہیں تو اس عورت کو جانا جائز ہے یا نہیں؟

(۸) جس گھر کا مالک نامحرم ہے اور گھر میں آتا نہیں اور عورت بھی اس گھر کی نامحرم ہیں تو اس عورت کو جانا جائز ہے یا نہیں؟

(۹) جس گھر کا مالک محرم ہے اور لوگ نامحرم تو جانا جائز ہے یا ناجائز۔

(۱۰) جس گھر میں مالک نامحرم ہے مگر دوسرے شخص محرم ہیں حالانکہ سامنا نامحرموں سے نہیں ہوتا تو اس عورت کا جانا جائز ہے یا ناجائز؟

(۱۱) جس گھر میں عام محفل ہے جہاں مذکور الصدر سب اقسام موجود ہیں اور عورت پردہ نشین وغیرہ پردہ نشین دونوں قسم کی موجود ہیں اور مرد بھی محارم وغیر محارم ہیں مگر یہ عورت نامحرم مرد سے چادر وغیرہ سے پردہ کیے ان عورتوں میں بیٹھ سکتی ہے تو ایسی حالت میں جانا جائز ہے یا ناجائز ہے؟

(۱۲) جس گھر میں ایسی تقریب ہو رہی ہے جس میں منہیات شریعیہ ہو رہے ہیں اس میں کسی مرد یا عورت کو اس طرح جانا کہ وہ علیحدہ ایک گوشہ میں بیٹھے جہاں مواجہہ تو اس کی شرکت میں نہیں ہے مگر آواز وغیرہ آرہی ہے گو اس آواز وغیرہ ناجائز امور سے اسے کچھ خط

بھی نہیں ہے اور نہ متوجہ اس طرف ہے تو جانا جائز ہے یا نہیں؟

(۱۳) جس گھر میں مالک وغیرہ نامحرم مگر اس عورت کے ساتھ محارم عورات بھی ہیں گو

اس گھر کے لوگ ان عورات کے نامحرم ہیں تو اس کو جانا جائز ہے یا نہیں؟

(۱۴) شقوق مذکورہ صدر میں سے جو شقوق ناجائز ہیں ان میں کسی شق میں عورت کو

شوہر کا اتباع جائز ہے یا نہیں؟

(۱۵) مرد کو اپنی بی بی کو ایسی مجالس و محافل میں شرکت سے منع کرنے اور نہ کرنے کا حکم

ہے اور عورت پر اتباع و عدم اتباع سے کس درجہ تا فرمانی کا اطلاق اور کیا اثر ہوگا اور مرد کو

شریک ہونے اور نہ ہونے کا کیا حکم ہے؟

(۱۶) جس مکان میں مجمع عورات محارم وغیر محارم کا ہو اور عورات محارم و نامحارم ایک

طرف خاص پردہ میں باہم متمتع ہوں اور مجمع مردوں کا بھی ہر قسم کے اسی مکان میں عورات

سے علیحدہ ہو لیکن آواز ہو لیکن آواز نامحرم مردوں کی عورات سنتی ہیں اور ایسے اپنے مکان میں

مجلس و عظ یا ذکر شریف نبوی ﷺ منعقد ہے تو ایسے جلسہ میں اپنے محارم کو بھیجنا یا نہ بھیجنا

کیا حکم ہے اور نہ بھیجنے سے کیا منظور شرعی لازم ہوتا ہے اور انعقاد ایسی مجالس کا اپنے زمانہ

مکانات میں کیسا ہے اور اس ذکر یا عظ کو اپنے محرام یا غیر محارم کے ایسے مکان میں جانا

چاہیے یا نہیں؟ فقط بینوا توجروا عند اللہ الوہاب۔

مقصود مسائل عورات محارم سے وہ قرابت دار ہیں جن کے مرد فرض کرنے سے نکاح

جائز نہ ہو۔ بینوا توجروا۔

الجواب: صورتیہ کے عرض جواب سے پہلے چند اصول و فوائد ملحوظ خاطر عاظر رہیں کہ

بعونہ عز مجہدہ شقوق مذکورہ وغیرہ مذکورہ سب کا بیان مبین اور فہم حکم کے موید و معین ہوں واللہ

التوفیق۔

اول: اصل کلی یہ ہے کہ عورت کو اپنے محارم رجال خواہ نساء کے پاس ان کے یہاں عبادت

یا تعزیت یا اور کسی مندوب یا مباح دینی یا دنیوی حاجت یا صرف ملنے کے لئے جانا مطلقاً

جائز ہے جب کہ منکرات شرعیہ سے خالی ہو مثلاً بے ستری نہ ہو مجمع فساق نہ ہو تقریب ممنوع شرعی نہ ہونا چایا گانے کی محفل نہ ہونا فواحش و بیباک کی صحبت نہ ہو چوبے شربت کے شیطانی گیت نہ ہوں سمہنوں کی گالیاں سننا سنانا نہ ہونا محرم دولہا کو دیکھنا نہ ہو۔ رت جگے وغیرہ میں ڈھول بجانا گانا نہ ہو۔

دوم: اجانب کے یہاں کے مرد زن سب اس کے نامحرم ہوں شادی غمی زیارت عیادت ان کی کسی تقریب میں جانے کی اجازت نہیں اگرچہ شوہر کے اذان سے اگر اذان دے گا خود بھی گنہگار ہوگا سو چند صورت مفصلہ ذیل کے اور ان میں بھی حتی الوسع تسرت و تحرز اور فتنہ و مظان فتنہ سے تحفظ فرض۔

سوم: کسی کے مکان سے مراد اس کا مکان سکونت ہے نہ مکان مالک مثلاً اجنبی کے مکان میں بھائی کرایہ پر رہتا ہے جانا جائز بھائی کے مکان میں اجنبی عاریتہ ساکن ہے جانا جائز۔

چہارم: محارم میں مردوں سے مراد وہ ہیں جن سے بوجہ علاقہ جزئیت ہمیشہ ہمیشہ کو نکاح حرام کہ کسی صورت سے حلت نہیں ہو سکتی نہ بہنوئی یا پھوپھایا خالو کہ بہن پھوپھی خالہ کے بعد ان سے نکاح ممکن علاقہ جزئیت رضاع و مصاہرت کو بھی عام مگر زبان جوان خصوصاً حسینوں کو بلا ضرورت ان سے اخترازی چاہے اور برعکس رواج عوام بیاہیوں کی آریوں سے زیادہ کہ ان میں نہ وہ حیا ہوتی ہے نہ اتنا خوف نہ اس قدر لحاظ اور نہ ان کا وہ رعب نہ عامہ محافظین کو اس درجہ ان کی نگہداشت اور ذوق چشیدہ کی رغبت انجان نادان سے کہیں زائد لیس الخمر کا معاہدہ۔ تو ان میں موانع ہلکے اور مقتضی بھاری اور اصلاح و تقویٰ پر اعتماد سخت غلط کاری مرد خود اپنے نفس پر اعتماد نہیں کر سکتا اور کرے تو جھوٹا۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ..... نہ کہ عورت جو عقل و دین میں اس سے آدمی اور رغبت نفسانی میں سو گئی ہر مرد کے ساتھ ایک شیطان اور عورت کے ساتھ دو۔ ایک آگے ایک پیچھے تقبل شیطان و تدبر شیطان والعیاذ باللہ

العزیز الرحمن۔ اللهم انی اسالك العفو والعافیة فی الدین والدینا والاخرة لی وللمؤمنین وللمومنات جمیعاً امین۔

پنجم: محرم عورتوں سے وہ مراد کہ دونوں میں جسے مرد فرض کیجئے نکاح حرام ابدی ہو ایک جانب سے جریان کافی نہیں مثلاً ساس بہو تو اہم محرم ہیں کہ ان میں جسے مرد فرض کریں دوسرے سے بیگانہ ہے۔ سوتیلی ماں بیٹیاں بھی آپس میں محرم نہیں کہ اگرچہ بیٹی کو مرد فرض کرنے سے حرمت ابدیہ ہے کہ وہ اس کے باپ کی مدخولہ ہے مگر ماں کو مرد فرض کرنے سے محض بیگانگی کہ اب اس کے باپ کی کوئی نہیں۔

ششم: رہے وہ مواضع جو محارم و اجانب کسی کے مکان میں نہیں اگر وہاں تنہائی و خلوت ہے تو شوہر یا محرم کے ساتھ جانا ایسا ہی ہے جیسے اپنے مکان میں شوہر و محارم کے ساتھ رہنا اور مکان قید و حفاظت ہے کہ ستر و تحفظ پر اطمینان حاصل اور ادیشہائے فتنہ یکسر زائل تو یوں بھی حرج نہیں اس قید کے بعد استثناء ایک روزہ دار کی حاجت نہیں کہ بے معیت شوہر یا محرم عاقل بالغ قابل اعتماد حرام ہے اگرچہ محل خالی کی طرف وجہ یہ کہ عورت کا تنہا مقام دور کو جانا اندیشہ فتنہ سے عاری نہیں تو وہی قید اس کے اخراج کو کافی اور اگر مجمع محل جلوت ہے تو حاجت شرعی اجازت نہیں خصوصاً جہاں فضولیات و بطالات و خطبات و جہالات کا جلسہ ہو جیسے سیر تماشے، باجے، تماشے ندیوں کے پن گھٹ ناؤ چڑھانے کے جھمگٹ بے نظر کے مہا پھول والوں کے جھمیلے نوچندی کی بلائیں مصنوعی کر بلائیں علم تعزیوں کے کاوے۔ تختہ جریدوں کے دھاوے۔ حسین آباد کے جلوے۔ عباسی درگاہ کے بلوے ایسے مواقع مردوا کے جانے کے بھی نہیں نہ کہ یہ نازک شیشاں جنہیں صحیح حدیث میں ارشاد ہوا۔ اوبسہ الخشبہ رفقا بالقواریر اور محل حاجت میں جس کی صورتیں مذکور ہوں گی بشرط ستر و تحفظ و تحرز فتنہ اجازت یکروزہ راہ بلکہ نزد محقق مناظ اس سے کم میں بھی محافظہ مذکور کی حاجت۔

ہفتم: یہ اور وہ یعنی مکان غیر و غیر مکان میں جانا بشرائط مذکور ہونے کی صورتیں ہیں قابلہ، غاسلہ، نازلہ، مریضہ، مضطرہ، حاجہ، مجاہدہ، مسافر و کاسبہ۔

قابلہ: یہ کہ کسی کو روزہ ہو ایہ دانی ہے۔

غاسلہ: جب کوئی عورت مرے یہ نہلانے والی ہے ان دونوں صورتوں میں اگر شوہر دار ہے

تو اذن شوہر ضرور جب کہ مہر معجل نہ ہو یا تھا تو پا چکی۔

نازلہ: جب اسے کسی مسئلہ کی ضرورت پیش آئے خود عالم کے یہاں جائے بغیر کام نہیں نکل سکتا۔

مریضہ: کہ طبیب کو بلا نہیں سکتی نبض کو دکھانے کی ضرورت ہے اسی طرح زچہ و مریضہ کا علاجاً حمام کو جانا جب کہ وہاں کسی طرف کشف عورت اور بند مکان میں گرم پانی سے گھر میں نہانا کفایت نہ ہو۔

مضطربہ: کہ مکان میں آگ لگی یا گرا پڑتا ہے یا چور گھس آئے یا درندہ آتا ہے غرض ایسی کوئی حالت واقع ہوئی کہ حفظ دین یا ناموس یا جان کے لئے گھر چھوڑ کر کسی جائے امن و امان میں جائے بغیر چارہ نہیں اور عضو نفس اور مال اس کا شقیق ہے۔

حاجہ: ظاہر ہے اور زائرہ اس میں داخل کہ زیارت اقدس حضور سید عالم ﷺ تمتہ حج بلکہ تمتہ حج ہے۔

مجاہدہ: جب عیاذ باللہ عیاذ اللہ اسلام کو حاجت اور بحکم امام نفیر عام کی نوبت ہو فرض ہے کہ ہر غلام بے اذن مولیٰ ہر پسر بے اذن والدین ہر پردہ نشین بے اذن شوہر جہاد کو نکلے جبکہ استطاعت جہاد و صلاح و زاد ہو۔

مسافرہ: جو عورت سفر جائز کو جائے مثلاً والدین مدت سفر پر ہیں یا شوہر نے کہ دور نو کرے اپنے پاس بلایا اور محرم ساتھ ہے تو منزلوں پر سرا وغیرہ میں اترنے سے چارہ نہیں۔

کاسبہ: عورت بے شوہر ہے یا شوہر بے جوہر کہ خبر گیری نہیں کرتا نہ اپنے پاس کچھ کہ دن کاٹے نہ اقارب کو توفیق یا استطاعت نہ بیت المال منتظم نہ گھر بیٹھے دستکاری پر قدرت نہ محارم کے یہاں ذریعہ خدمت نہ بحال بے شوہر کسی کو اس سے نکاح کی رغبت تو جائز ہے کہ بشرط تحفظ و حرز اجانب کے یہاں جائز وسیلہ رزق پیدا کرے جس میں کسی مرد سے خلوت نہ ہوتی الا مکان وہاں ایسا کام لے جو اپنے گھر آ کر کرے جیسے سینا پسینا ورنہ اس گھر میں نوکری کرے جس میں صرف عورتیں ہوں یا نابالغ بچے ورنہ جہاں کامرتقی پر ہیزار ہو اور ساٹھ

ستر برس کا پیر زال بد شکل کر یہہ المنظر کو خلوت میں بھی مضائقہ نہیں۔

تمہیہ: ان کے سوا تین صورتیں اور بھی ہیں شاہدہ، طالبہ، مطلوبہ۔

شاہدہ: وہ جس کے پاس کسی حق اللہ مثل رویت ہلال رمضان و سماح طلاق و عتق وغیرہ میں

شہادت ہو اور ثبوت اس کی گواہی و حاضری دارالقضا پر موقوف خواہ بشرط مذکور کسی حق العبد

مثل عتق غلام و نکاح و معاملات مالیہ کی گواہی اور مدعی اس سے طالب اور قاضی عادل اور

قبول معمول اور دن کے دن گواہی دے کر واپس آسکے۔

طالبہ: جب اس کا کسی پر حق آتا ہو اور بے جائے دعویٰ نہیں ہو سکتا۔

مطلوبہ: جب اس پر کسی نے غلط دعویٰ کیا اور جوابدہی میں جانا ضروریہ صورتیں بھی علماء نے

شمار فرمائیں۔ مگر بھم اللہ تعالیٰ پر وہ نشینوں کو ان کی حاجت نہیں کہ ان کی طرف سے وکالت

مقبول اور حاکم شرح کا خود آ کر نائب بھیج کر ان سے شہادت لینا معمول یہ بیان کافی و صافی

بھم اللہ تعالیٰ تمام صورت کو حاوی و وانی بعونہ تعالیٰ اب جواب جزئیات ملاحظہ ہوں۔

جواب ۱: وہ مکان محارم ہے یا مکان غیر یا غیر مکان اور وہاں جانے کی طرف حاجت شرعیہ

داعی یا نہیں سب صورت کا مفصل بیان مع شرائط و مستثنیات گزرا۔

جواب ۲: اگر یہ مراد کہ نامحرم بھی ہیں تو وہی سوال اول ہے اور اگر یہ مقصود کہ نامحرم ہی ہیں تو

جواب ناجائز مگر بصورت استثناء۔

جواب ۳: زن محرم کے یہاں اس کی زیارت عیادت و تعزیت کسی شرعی حاجت کے لئے

جناب شرائط مذکورہ اصل اول جائز مگر کتب محمدہ مثل مجموع النوازل و خلاصہ فتح القدر و

بحر الرائق و اشباہ و غمز العیون و طریقہ محمدیہ در مختار و ابوالسعود و شرنبلال و ہندیہ وغیرہ میں ظاہر

کلمات ائمہ کرام شادیوں میں جانے سے مطلقاً ممانعت ہے اگرچہ محارم کے یہاں۔ علامہ

احمد طحاوی نے اسی پر جزم اور علامہ ^{مصطفیٰ رحمتی} و علامہ محمد شامی نے اسی کا استظهار کیا اور یہی

مقتضی ہے حدیث عبد اللہ بن عمرو حدیث خولہ بنت النعمان و حدیث عبادہ بن الصامت

رضی اللہ عنہم کا فلتنظر نفس ما ذاتری۔ اور اگر شادیاں ان فواحش و منکرات پر مشتمل ہوں جن کی

طرف ہم نے اصل اول میں اشارہ کیا تو منع یقینی ہے اور شوہر دار کو تو شوہر بہر حال اس سے روک سکتا ہے جب کہ مہر معجل سے کچھ باقی نہ ہو۔

جواب ۴: نہ مگر باستثناء مذکور۔

جواب ۵: وہ مکان اگر اس زن محرم کا مسکن ہے تو اس کے پاس جانا تفصیل مذکور جواب سوم پر ہے ورنہ یوں کہ نامحرموں کے یہاں دو بہنیں جائیں کہ وہاں ہر ایک دوسرے کی محرم ہوگی اجازت نہیں کہ ممنوع و ممنوع مل کر نامنوع ہوں گے۔

جواب ۶: اگر وہ مکان ان زناں محارم کا ہے تو جواب جواب سوم ہے کہ گزرا اور نہ جواب ہفتم کہ آتا ہے۔

جواب ۷: اللہم انی اعوذ بک من الفتن والافات و عوار لعورات یہ مسئلہ مکان اجانب میں زبان لہجیہ کے پاس عورتوں کے جانے کا ہے علماء کرام نے مواضع استثناء ذکر کر کے فرمایا الا فیما عدلک وان اذن کانا عصیین نہ کہ ان کے ماورائیں اور اگر شوہر اذن دے تو وہ بھی گنہگار اس نفی کا عموم سب کو شامل پھر ان مواضع میں ماں کے پاس جانا بھی شمار فرمایا اور دیگر محارم کے پاس بھی اور اس کی مثال خانہ وغیرہا میں خالہ و عمہ و خواہر سے دی۔ نیز علماء نے قابلہ و عاسلہ کا استثناء کیا اور پھر ظاہر کہ وہ نہ جائیں گی مگر عورات کے پاس اگر زنان لہجیہ کے پاس جانا مواضع استثناء میں مادر و خالہ و خواہر و عمہ و قابلہ و عاسلہ کے ذکر کئے کوئی معنی نہ تھے۔ احادیث ثلاثہ مشارا الیہا میں ارشاد ہوا عورتوں کے اجتماع میں خیر نہیں حدیثیں اولین میں اس کی علت فرمائی کہ وہ جب اکٹھی ہوتی ہیں بیہودہ باتیں کرتی ہیں حدیث ثالثہ میں فرمایا ان کے جمع نہ ہونے کی مثال ایسی ہے جیسے صیقل کرنے لوہا تپایا جب آگ ہو گیا کوٹنا شروع کیا جس چیز پر اس کا پھول پڑا جلادی۔ رواہن جمیعاً الطبرانی فی الکبیر عورتیں کہ بوجہ نقصان عقل و دین سنگ دل اور امر حق سے کم منفعل ہیں ولذا لم یکمل منهن الا قبیل لو۔۔۔ سے تشبیہ دی گئی اور نار شہوات و خلاعات کہ ان میں رجال سے حصہ زائد مشتعل لوہا کی ہٹی اور ان کا مخلے بالطبع ہو کر اجتماع لوہے اور ہتھوڑے کی

صحبت۔ اب جو چنگاریاں اڑیں گی دین ناموس حیا غیرت جس پر پڑیں گی صاف پھوک دیں گی سلمے پارسا ہے ہاں پارسا ہے وبارک اللہ مگر جان پر اور کیا پارسا نہیں معصوم ہوتی ہیں کیا صحبت بد میں اثر نہیں جب قیمتوں سے جدا خود سرو آزاد ایک مکان میں جمع اور قیمتوں کے آنے دیکھنے سے تو شدہ شدہ سیکھ کر رنگ بدلے گی جسے تشقیف زنان کی پرواہ نہیں یا حالات زمان سے آگاہ نہیں اول ظالم کا تو نام نہ لیجئے اور ثانی صالح سے گزارش کیجئے۔

معذور دار مت کہ تو اور اندیدہ

مجمع زنان کی شاعت وہ ہیں کہ لاینبفی ان تذکر فضلان تسطرحے ان نازک شیشیوں کی صدے سے بچانا ہو تو راہ یہی ہے کہ شیشیاں بھی بے حاجت شرعیہ نہ ملنے پائیں کہ آپس میں مل کر بی ٹھیس کھا جاتی ہیں حاجات شرعیہ وہی جو علمائے کرام نے استثناء فرما دیں غرض احادیث مصطفیٰ ﷺ کا ارشاد ہلکا نہیں کہ اجتماع نساء میں خیر و صلاح نہیں آسندہ اختیار بدست مختار۔

جواب ۸، ۹: ان دونوں سوالوں کا جواب بعد ملاحظہ اصل سوم و جوابات سابقہ ظاہر کہ بعد اسقاط اعتبار ملک و لحاظ سکونت یہ ان سے جدا کوئی صورت نہیں۔

جواب ۱۰: ملک کا حال وہی ہے جو اوپر گذر اور شوہر کے پاس جانا مطلقاً جائز جب کہ ستر حاصل اور تحفظ کامل اور ہرگز نہ اندیشہ فتنہ زائل اور موقع غیر موقع ممنوع و باطل ہو اور شوہر جس مکان میں ہے اگرچہ ملک مشترک بلکہ غیر کا ملک ہو اس کے پاس رہنے کی بھی شرائط معلومہ مطلقاً اجازت بلکہ جب نہ مہر متخل کا تقاضا نہ مکان منصوب وغیرہ ہونے کے باعث دین یا جان کا ضرر ہو اور شوہر شرائط سکنائے واجبہ مذکورہ فقہ بجالایا ہو تو واجب انہیں شرائط سے واضح ہوگا کہ مسکن میں اوروں کی شرکت سکونت کہاں تک تحمل کی جاسکتی ہے۔ اتنا ضروری ہے کہ عورت کو ضرر دینا نبص قطعاً قرآن عظیم حرام ہے اور شک نہیں کہ اجنبی مرد تو وہیں سوت کی شرکت بھی ضرور رساں اور جہاں ساس تند یورانی جٹھانی سے ہو تو ان سے بھی جدا رکھنا حق زنان و التفصیل فی ردالمحتار۔

جواب ۱۱: یہ تقریباً وہی سوال ہے محارم کے یہاں شرائط جائز۔ جواب سوم بھی ملحوظ رہے ورنہ خدا کے گھر یعنی مساجد سے بہتر عام محفل کہاں ہوگی اور ستر بھی کیسا کہ مردوں کی ادھر ایسی پیٹھ کر منہ نہیں کر سکتے اور انہیں حکم بعد سلام جب تک عورتیں نہ نکل جائیں نہ اٹھو مگر علماء نے اولاً کچھ تخصیص کیں جب زمانہ زیادہ زیادہ فتن کا آیا مطلقاً ناجائز فرما دیا۔

جواب ۱۲: اگر جانے کہ میں اس حالت میں جانے سے انکار کروں تو انہی منہیات کا چھوڑنا پڑے گا تو جب تک ترک نہ کریں جانا ناجائز اور جانے کہ میں جاؤں تو میرے سامنے منہیات نہ کر سکیں گے تو جانا واجب جب کہ خود اس جانے میں منکر کا ارتکاب نہ ہو اور ورنہ یہ نہ وہ محل عار و طعن و بدگوئی و بدگمانی سے احتراز لازم خصوصاً مقتدا کو ورنہ بشرائط معلومہ جب کہ حالت مذکورہ سوال ہو کہ اسے نہ خط تو بہ اگرچہ تحریم نہیں مگر حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کو شہنائی کی آواز سن کر کانوں میں انگلیاں دین اور یہی فعل حضور پر نور سید عالم ﷺ سے نقل کیا اس سے احتراز کی طرف داعی خصوصاً نازک دل عورتوں کے لئے حدیث الخبیثہ ابھی گذری اور اصلاح پر اعتماد زری غلطی۔

بسا کین آفت از آو از خیزد ع

حسن بلائے چشم ہے نئمہ و بال گوش ہے

جواب ۱۳: جواب پنجم ملاحظہ ہو عورت کا عورت کے ساتھ ہونا زیارت عورت ہے نہ حفاظت کی صورت سونے پر سونا جتنا بڑھاتے جائے محافظ کی ضرورت ہوگی نہ کہ ایک توڑا دوسرے کی نگہداشت کرے۔

جواب ۱۴: گناہ میں کسی کا اتباع نہیں ہاں وہ صورتیں جہاں منع صرف حق شوہر کے لئے ہے جیسے مہر معجل نہ رکھنے والی کا ہفتے کے اندر والدین یا سال کے اندر دیگر محارم کے یہاں جانا وہاں شب باش ہونا یہ اجازت شوہر سے جائز ہو جائے گا والا لا۔

جواب ۱۵: الرجال قوامون علی النساء (النساء: ۳۴) مرد کو لازم ہے کہ اپنی اہل کو حتی المقدور منہی سے روکے یا یہاں الذین امنوا قوا انفسکم و اہلیکم ناراً (التحریم: ۶)

عورت بحال نافرمانی دوہری گنہگار ہوگی ایک گناہ شرع دوسرے گناہ نافرمانی شوہر اس سے زیادہ اثر جو عوام میں مشہور کہ بے اذن جائے تو نکاح سے جائے غلط اور باطل مگر جب کہ شوہر نے ایسے جانے پر طلاق بائن معلق کی ہو مرد مجلس خالی عن المنکرات میں شریک ہو سکتا ہے اور نبی عن المنکر کے لئے مجلس منکرہ میں بھی جانا ممکن جب کہ مشیر جب کہ مشیر فتنہ نہ ہو۔
والفتنة اکبر من القتل مگر تجسس و اتباع عورات و دخول دار غیر بے اذن کی اجازت نہیں۔
جواب ۱۶: عورتوں کے لئے محرم عورت کے معنی اصل پنجم میں گزرے اور نہ بھیجنے میں اصلا محذور شرعی نہیں اگرچہ مجلس محرم زن کے یہاں ہو بلکہ اگر وعظ اکثر واعظان زمانہ کی طرح کہ جاہل نا عاقل و بیباک و ناقابل ہوتے ہیں مبلغ اعلم کچھ اشعار خوانی یا بے سرو پا کہانی یا تفسیر مصنوع یا تحدت موضوع نہ عقائد کا پاس نہ مسائل کا احفاظ نہ خدا سے شرم نہ رسول کا لحاظ غایت مقصود پسند عوام اور نہایت مراد جمع حطام یا ذاکر ایسے ہی ذاکرین غافلین مبطلین جاہلین سے کہ رسائل پڑھیں تو جہاں مغرور کے اشعار گائیں تو شعرائے بے شعور کے انبیاء کی توہین خدا پر اتہام اور نعت و منقبت کا نام بدنام جب تو جانا بھی گناہ بھیجنا بھی حرام اور اپنے یہاں انعقاد مجمع آٹام آج کل اکثر مواعظ و مجالس عوام کا یہی حال پر طلال فان اللہ وانا الیہ راجعون۔

اسی طرح اگر عادت نساء سے معلوم یا مظنون کہ بنام مجلس وعظ ذکر اقدس جائیں اور سنیں نہ سنائیں بلکہ عین وقت ذکر اپنی کچریاں پکائیں جیسا کہ غالب احوال زنان زمان تو بھی ممانعت ہی سبیل ہے کہ کہ اب یہ جانا اگرچہ بنام خیر ہے مگر مروجہ غیر ہے ذکر و تذکیر کے وقت لغو و لفظ شرعاً ممنوع و غلط اور اگر ان سب مفاسد سے خالی ہو اور وہ قلیل و نادر ہے تو محرم کے یہاں بشرائط معلومہ بھیجنے میں حرج نہیں اور غیر محرم یعنی مکان غیر یا غیر مکان میں بھیجنا اگر کسی طرح احتمال فتنہ یا منکر کاملنہ یا وعظ و ذکر سے پہلے پہنچ کر اپنی مجلس جمانا یا بعد ختم اسی مجمع زناں کارنگ منانا ہو تو بھی نہ بھیجے کہ منکر و نامنکر مل کر منکر اور بلحاظ تقریر جواب سوم و ہفتم یہ شرائط عام تر اور اگر فرض کیجئے کہ وعظ و ذکر عالم سنی متدین ماہر اور عورتیں جا کر

حسب آداب شرع بحضور قلب سماع میں مشغول رہیں اور حال مجلس سابق ولاحق و ذہاب و ایاب جملہ اوقات میں جمیع منکرات و شائع مالوفہ وغیرہ مالوفہ معروفہ وغیرہ معروفہ سب سے تحفظ تام تحرز تمام اطمینان کافی و وافی ہو اور سبحان اللہ کہاں تحرز اور کہاں اطمینان تو محارم کے یہاں بھیجنے میں اصلاح جرح نہیں ہے اجانب فہذا مما استخیر اللہ تعالیٰ فیہ وجیز کروری میں فرمایا عورت کا وعظ سننے کو جانا لابس یہ ہے جس کا اطلاق مفید کراہت تحریمی اور انصاف کیجئے تو عورت کا ستر کامل و حفظ شامل اپنے گھر کے پاس کی مسجد صلحا میں محارم کے ساتھ تکبیر کے وقت جا کر نماز میں شریک ہونا اور سلام ہوتے ہی دو قدم رکھ کر گھر میں ہو جانا ہرگز فتنہ کی گنجائشوں تو سب سے زیادہ احتمال نہیں رکھتا جیسا غیر محلہ غیر جگہ بے میعت محرم مکان اجانب و احاطہ مقبوضہ اباعد میں جا کر جمع ناقصات العقل والدین کے ساتھ محلے بالطبع ہونا پھر اسے علمانی بلحاظ زمان مطلقاً فرمادیا یا آنکہ صحیح حدیثوں میں اس سے ممانعت موجود اور حاضری عیدین پر تو یہاں تک تاکید اکید کہ حیض والیاں بھی نکلیں اگر چادر نہ رکھتی ہوں دوسری اپنی چادروں میں شریک کر لیں مصلے سے الگ بیٹھی خیر و دعا مسلمین کی برکت لیں تو یہ صورت اوی بالمتنع ہے شرع مطہر فقط ہی سے منع نہیں فرماتی بلکہ کلیتاً اس کا سدباب کرتی اور حیلہ وسیلہ شرکے یکسر پر کترتی ہے گھر تو غیروں کے گھر جہاں نہ اپنا قابو نہ اپنا گزر۔ حدیث میں تو اپنے مکانوں کی نسبت آیا لا تسکنوہن الغرف عورتوں کو بالا خانوں پر نہ رکھو یہ وہی طاہر نگاہ کے پر کترنے میں شرع مطہر نہیں فرماتی کہ تم خاص لیلیو سلمی پر بدگمانی کرو یا خاص زید و عمرو کے مکانوں کو مظنہ فتنہ کہو یا خاص کسی جماعت زبان کو مجمع نابا یستثنی بتاؤ مگر ساتھ ہی یہ بھی فرماتی ہے کہ ان من الخوم سوء الظن ۔

نگہ دارد آں شوخ در کیسہ در

کہ داند ہمہ خلق را کیسہ ر

صالح و طالح کسی کے منہ پر نہیں لکھا ہوتا ظاہر ہزار جگہ خصوصاً اس زمن فتن میں

باطن کے خلاف ہوتا ہے اور مطابق ہو تو صالحین و صالحات معصوم نہیں اور علم باط و ادراک

غیب کی طرف راہ کہاں اور سب سے درگزرے تو آج کل عامہ خاص خصوصاً نساء میں بڑا ہنران ہوئی جوڑ لینا طوفان لگا دینا ہے کا جل کی کوٹھری کے پاس ہی کیوں جائے کہ دھبا کھائے لاجرم سبیل یہی ہے کہ بالکل دریا جلادیا جائے ع

وہ سر ہی ہم نہیں رکھتے جسے سودا ہو سامان کا

شرع مطہر حکیم ہے اور مومنین اور مومنات پر رؤف و رحیم اس کی عادت کریمہ ہے کہ ایسے مواضع احتیاط میں ماہ بان کے اندیشہ سے مالا باس بہ کو منع فرماتی ہے جب شراب حرام فرمائی اس صورت کے برتنوں میں نبیذ ڈالنی منع فرمادی جن میں شراب اٹھایا کرتے تھے زید کہے بارہا ایسے مجامع ہوتے ہیں کبھی فتنہ نہ ہو جان برادر علاج واقعہ کیا بعد الوقوع چاہئے۔

ماکل مرة تسلم الجرة۔

ہر بار سبوز چاہ سالم نرسد

اکل و شرب وغیرہما کی صد ہا صورتوں میں اطبا لکھتے ہیں یہ مضر ہے اور لوگ ہزار بار کرتے ہیں طبیعت کی قوت ضد کی مقاومت تقدیر کی مساعدت کہ ضرر نہیں ہوتا اس سے اس کا بے غائلہ ہونا سمجھا جائے گا۔ خدا پناہ دے بری گھڑی کہہ کر نہیں آتی اجنبیوں سے علماء کا ایجاب حجاب آخر اسی سد فتنہ کے لئے ہے پھر چند توفیق رفیق بندوں کے چچا ماموں، خالہ، پھوپھی کے بیٹوں کنبے بھر کے رشتہ داروں کے سامنے ہونے کا کیسا رواج ہے اور اللہ بچاتا ہے فتنہ نہیں ہوتا اس سے بدتر عام خدا ترس ہندیوں کے وہ بد لحاظی کے لباس آدھے سر کے بال اور کلا بیاں اور کچھ حصہ گلو و شکم و ساق کا کھلا رہنا تو کسی گنتی میں شمار ہی نہیں اور زیادہ بانگین ہو تو ڈوپٹہ شانوں پر ڈھلکا ہوا کریم یا جالی باریک یا گھاس ملل کا جس سے سب بدن چمکے اور اس حالت کے ساتھ ان رشتہ داروں کے سامنے پھرنا بایں ہمہ رؤف و رحیم حفظ فرماتا ہے فتنہ نہیں ہوتا ان اعضا کا ستر کیا بعینہ واجب تھا ہا شا بلکہ وہی منع و داعی و سد باب پھر اگر ہزار بار داعی نہ ہوئے تو کیا حکم حکمت باطل ہو جائیں گے شرع مطہر جب مظنہ پر حکم دائر

فرماتی ہے اصل علت پر اصلاح دار نہیں رکھتی وہ چاہے کبھی نہ ہو نفس مظنہ پر حکم چلے گا فقیر کے پاس تو یہ ہے۔ اور جو اس سے بہتر جانتا ہو مجھے مطلع کرے بہر حال اس قدر یقینی کہ بھیجتا محتمل اور نہ بھیجتا بالاجماع جائز و بے خلل لہذا غفر اللہ تعالیٰ لہ کے نزدیک اسی پر عمل رہا و اعظ و ذاکر وہ بشرطیکہ جس منکر پر اطلاع پائے حسب قدرت انکار و ہدایت کرے ہر مجلس میں جاسکتا ہے۔ واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم و عملہ جل مجدہ اتم و احکم۔

مسئلہ ۴۶: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ چاندی سونے کی گھڑیاں رکھنا یا سیم وزر کے چراغ میں بغرض اعمال کے فقیلہ روشن کرنا جس سے روشنی لینا کہ مقصود متعارف چراغ ہی مراد نہیں ہوتا بلکہ قوت عمل و سرعت اثر موکلات مقصود ہوتی ہے جائز ہے یا نہیں؟

بینوا توجروا

الجواب: دونوں ممنوع ہیں علامہ سید احمد طحطاوی حاشیہ در مختار میں فرماتے ہیں:

قال العلامة الوالی المنہی عنہ استعمال الذهب والفضة اذا الاصل فی هذا الباب قوله عليه الصلوة والسلام هذان حرامان علی امتی حل لاناہم ولما بین ان المراد عن قوله حل لاناہم ما یکون حلیا لہن بقی ما عداہ علی حرمة سواء استعمل بالذات او بالواسطة اہ اقرہ العلامة وایده باطلاق الاحادیث الواردة فی هذا الباب اہ ابو السعود ومنہ تعلم حرمة استعمال ظروف فناجین القهوة والساعات من الذهب والفضة اہ ملخصاً۔

علامہ شامی رد المحتار میں ان تصریحات علامہ طحطاوی کو ذکر کر کے فرماتے ہیں۔

وہو ظاہر۔

اسی میں ہے:

الذی کلہ فضة یحرمة استعمالہ بای وجه کان کما قدمناہ

بلامس بالجدولذا احرم ايقادالعود في مجمره الفضة ومثله
بالاولى ظروف فنجان القهوة والساعة وقدرة التباك التي
يوضع فيها الماء وان لايسها بيده ولا يضمه لانه استعمال
فيما صنعت له الخ۔

اور یہ عذر کہ چراغ استصباح یعنی روشنی لینے کے لئے ہوتا ہے اور یہاں اس نیت
سے مستعمل نہیں تو جواز چاہئے۔

لمافی درالمختاران هذا اذا استعملت ابتداء فيما صنعت له
بحسب متعارف الناس والا كراهته۔
مقبول ہے کہ اولاً عند التحقیق مطلق استعمال ممنوع ہے اگرچہ خلاف متعارف
ہے۔

لاطلاق الاحادیث والادلة كما مر۔

کٹوراپانی پینے کے لئے بنتا ہے اور رکابی کھانا کھانے کو پھر کوئی نہ کہے گا کہ چاندی
سونے کے کٹورے میں پانی پینا یا اس کی رکابی میں کھانا کھانا جائز ہے علامہ ابن عابدین شامی
فرماتے ہیں۔

ما ذكره في الدار من ان اطة الحرمة بالاستعمال صنعت له
عرفافيه نظرفانه يقتضى انه لو شرب او اغتسل بانيته الدين
او الطعام انه لا يحرم مع ان ذلك استعمال بلا شبهة داخل
تحت اطلاق المتون والادلة الواردة في ذلك الخ۔

ثانیاً: استصباح چراغ خانہ سے مقصود ہوتا ہے یہ چراغ اس غرض کے لئے بنتا ہی نہیں اور
جس غرض کے لئے بنتا ہے اس میں استعمال قطعاً متحقق تو استعمال فیما صنع لہ موجود ہے اور حکم
تحریم سے مضر مقصود ہاں اگر سونے کا ملمع یا چاندی کی قلعی کر لیں تو کچھ حرج نہیں علامہ عینی
فرماتے ہیں:

اما التمیویہ الذی لایلخص فلا یباس بہ بالاجماع لانہ مستہلک
فلا عبرة ببقائہ لو نالتہی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ بالصواب والیہ
المرجع والماب۔

مسئلہ ۴۷: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ اکثر بلاد ہند میں یہ رسم ہے کہ میت
کے روز وفات سے اس کے اعزہ واقارب واحباب کی عورات اس کے یہاں جمع ہوتی ہیں
اس اہتمام کے ساتھ جو شادی میں کیا جاتا ہے جو کچھ دوسرے دن اکثر تیسرے دن واپس
آتی ہیں بعض چالیسویں تک بیٹھی ہیں، اس مدت اقامت میں عورات کے کھانے پینے پان
چالیاں کا اہتمام اہل میت کرتے ہیں جس کے باعث ایک طرف کثیر کے زبر بار ہوتے ہیں
اگر اس وقت ان کا ہاتھ خالی ہو تو قرض لیتے ہیں یوں نہ ملے تو سودی نکلاتے ہیں اگر نہ
کریں تو مطعون و بدنام ہوتے ہیں یہ شرعاً جائز ہے یا کیا؟ بینوا تو جروا۔

الجواب: سبحان اللہ اے مسلمان یہ پوچھتا ہے یا کیا یوں پوچھ کہ یہ ناپاک رسم کتنے قبیح اور
شدید گناہوں سخت و شنیع خرابیوں پر مشتمل ہے۔

اولاً: یہ عوت خود ناجائز و بدعت شنیعہ و قبیحہ ہے امام احمد اپنے مسند اور ابن ماجہ سنن میں بہ سند
صحیح حضرت جریر بن بن عبد اللہ بن علی رضی اللہ عنہما سے راوی:

کنانعد الاجتماع الی اهل الميت وصعہم الطعام من النیاحۃ

ہم گروہ صحابہ اہل میت کے یہاں جمع ہونے اور ان کے کھانا تیار کرانے کو مردے
کی نیاحت سے شمار کرتے تھے جس کی حرمت پر متواتر حدیثیں ناطق امام محقق علی الاطلاق فتح
القدیر شرح ہدایہ میں فرماتے ہیں:

یکرہ اتخاذ الضیافۃ من الطعام من اهل البيت لانه شرع فی

السرور لافی الشرور وہی بدعة مستقبحة

اہل میت کی طرف سے کھانے کی ضیافت تیار کرنا منع ہے کہ شرع نے
ضیافت خوشی میں رکھی ہے نہ کہ غمی میں اور یہ بدعت شنیعہ ہے۔ اسی طرح

علامہ شرنبالی نے مراقی الفلاح میں فرمایا:

ولفظ یکرہ الضیافة من اهل المیت لانها شرعت فی السرور

الا فی الشرور وہی بدعتہ مستقبحتہ۔

فتاویٰ خلاصہ فتاویٰ سراجیہ و فتاویٰ ظہیریہ تاتارخانیہ اور ظہیریہ سے خزانۃ المفتیین کتاب

الکراہیہ اور تاتارخانیہ سے فتاویٰ ہنادیہ میں بالفاظ متقاربہ ہے:

وللفظ للسراجیة لایباح اتخاذ الضیافة عند ثلثة ایام فی المصیبة

اہ زاد فی الخلاصہ لان الضیافة یتخذ عند السرور۔

غمی میں تیسرے دن کی دعوت جائز نہیں کہ دعوت تو خوشی میں ہوتی ہے۔ فتاویٰ امام

قاضی خان کتاب الحظر والاباحہ میں ہے:

یکرہ اخاذ الضیافة فی ایام المصیبة لانها ایام تاسف فلا یلیق

بہا ما یكون للسرور۔

غمی میں ضیافت ممنوع ہے کہ یہ افسوس کے دن ہیں تو جو خوشی میں ہوتا ہے کہ لائق

نہیں تبین الحقائق امام زیلیعی میں ہے:

لاباس الجلوس المصیبة الی ثلث من غیر ارتکاب

منظور من فرش البسط والاطعمة من اهل المیت۔

مصیبت کیلئے تین دن بیٹھنے میں کوئی مضائقہ نہیں جب کہ کسی امر ممنوع کا ارتکاب

نہ کیا جائے جیسے مکلف فرش بچھانے اور میت والوں کی طرف کھانے۔ امام بزازری وجیز میں

فرماتے ہیں:

یکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث وبعد الاسبوع۔

یعنی میت کے پہلے یا تیسرے دن یا ہفتہ کے بعد جو کھانے تیار کرائے جاتے ہیں

سب مکروہ ممنوع ہیں علامہ شامی رد المحتار میں فرماتے ہیں۔

اطال ذلك فی المعراج وقال هذه الافعال کلها السمعة

والریاء فیحترز عنہا۔

یعنی معراج الدر ایہ شرح ہدایہ نے اس مسئلہ میں بہت کلام طویل کیا اور فرمایا کہ یہ سب ناموری اور دکھاوے کے کام ہیں ان سے احتراز کیا جائے۔ جامع الرموز آخر الکریمتہ میں ہے:

یکرہ الجلوس لمصیبة ثلثة ایام او اقل فی المسجد و یکرہ
اتخاذ الضیافة فی هذا الایام و کذا اکلها کما فی خیرة
الفتاوی۔

یعنی تین یا کم تعزیت لینے کے لئے مسجد میں بیٹھنا منع ہے اور ان دنوں میں ضیافت بھی ممنوع اور اس کا کھانا بھی منع جیسا کہ خیرة الفتاویٰ میں تشریح کی فتاویٰ القرویٰ اور واقعات المفتیین میں ہے:

یکرہ اتخاذ الضیافة ثلثة ایام و اکلها لانہا مشروعة للسرور:
تین دن ضیافت اور اس کھانا مکروہ ہے کہ دعوت تو خوشی میں مشروع ہوتی ہے۔
کشف الغطا میں ہے:

’ضیافت نمودن اہل میت اہل تعزیت و راوختن طعام برائے آنہا مکروہ است
ابا اتفاق روایات چہ ایثاں را بسبب اشتغال بمعصیت استعداد و تہیہ آں دشوار است۔
اسی میں ہے

’پس انچہ متعارف شدہ از چختن اہل مصیبت طعام را اور سوم و قسمت نمودن آں
میاں اہل تعزیت و اقران غیر مباح و نا مشروع است و تصریح کردہ بدال در خزانہ چہ شریعت
ضیافت نزد سرورست نہ نزد شرور و ہوا المشہور عند الحہور۔

ثانیاً: غالباً ورنہ میں کوئی یتیم بچہ نابالغ ہوتا ہے یا بعض ورثاء موجود نہیں ہوتے نہ ان سے
اس کا اذن لیا جاتا ہے جب تو یہ امر سخت حرام شدید پر متضمن ہوتا ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے:

ان الذین یا کلون اموال الیتمی ظلما انما یا کلون فی بطونہم

نار او سیصلون سعیرا ۵

”بیشک جو لوگ یتیموں کے مال ناحق کھاتے ہے بلاشبہ وہ اپنے پیٹ میں

انگارے بھرتے ہیں اور قریب ہے کہ جہنم کے گہراؤ میں جائیں گے۔“

مال غیر میں بے اذن غیر تصرف خود ناجائز ہے قال اللہ تعالیٰ لا تکلو اموالکم

بینکم بالباطل (النساء ۲۹) خصوصاً نابالغ کا مال ضائع کرنا جس کا اختیار نہ خود اس

کے باپ نہ اس کے وصی کو لان الولاية للنظر للضرور علی الخصوص اگر ان میں کوئی یتیم ہوا

تو آفت سخت تر ہے اولیاء باللہ رب العالمین۔ ہاں اگر محتاجوں کے دینے کو کھانا چکوائیں تو

حرج نہیں بلکہ خوب ہے بشرطیکہ یہ کوئی عاقل بالغ اپنے مال خاص سے کر لے یا ترکہ سے

کریں تو سب وارث موجود بالغ و نابالغ راضی ہوں۔

خانہ و بزاز یہ و تنار خانہ ہندیہ میں ہے:

واللفظ لہاتین ان اتخذ طعاما للفقراء کان حسنا اذا کانت

الورثة بالغین فان کان فی الورثة صغیر لم یتخذ و ذلک من

الترکة۔

حالتاً: یہ عورتیں کہ جمع ہوتی ہیں افعال منکرہ کرتی ہیں مثلاً چلا کر رونا پینا بناوٹ سے منہ

ڈھانکنا الی غیر ذلک اور یہ سب نیاحت ہے اور نیاحت حرام ہے ایسے مجمع کے لئے میت

کے عزیزوں دوستوں کو بھی جائز نہیں کہ کھانا بھیجیں کہ گناہ کی امداد ہوگی قال اللہ تعالیٰ ولا

تعاونوا عالی الائم والعدوان نہ کہ اہل میت کا اہتمام طعام کرنا کہ سرے سے ناجائز

ہے تو اس مجمع ناجائز کے لئے ناجائز تر ہوگا۔

کشف الغطا میں ہے:

”مستحب ست خویشاں و ہمسایہ ہائے میت را کہ اطعام کنند طعام را برائے

اہل و لے کہ سیر کنند ایشان را یک شبانہ روز الحاح کنند تا بخورد و در خوردن

غیر اہل میت این طعام را مشہور آنست کہ مکروہ ست اھ ملخصاً

عالمگیری میں ہے:

حمل الطعام الى صاحب المصيبة والاكل معهم في اليوم
 الاول حائر لتو غلم بالجهاز وبعده يكره، كذا في التاريخ
 تنبيه: قدارينالك قظافر النقول واما الواجب اتباع المنقول
 وان لم يظهر وجهه للعقول كما صرح به العلماء الفحول
 فكيف اذا كان هو المعقول ولا عبرة بالبحث مع نص ثبت
 فكيف مع النصوص وقد توافرت لانظر فيه العلامة الفاضل
 ابراهيم الحلبي حيث اورد المسألة في او اخر الغنية عن فتح
 القديرو عن البرازية ثم قال ول يخلو عن نظر لانه لا دليل على
 الكراهة الاحديث جرير بن عبد الله المتقدم وانما يدل على
 كراهة ذلك عند الموت فقط على انه قد عارضه ماروا الامام
 احمد بسند صحيح وابوداؤد (اي والبيهقي في دلائل النبوة
 كلهم) عن عاصم بن كليب عن ابيه عن رجل من الانصار
 قال خرجنا مع رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم في
 جنازة تذكرا الحديث قال فلما رجع استقبله داعي امراته
 فجاء وجئى بالطعام فوضع يده وضع لقوم فاكلوا رسول الله
 صلى الله تعالى عليه وسلم يلو ك لقمة في فيه الحديث۔ قال
 فهذا يدل على اباحة صنع اهل الميت الطعام والدعوة اليه اه
 مختصرا وقد تكفل بالجواب عنه العلامة الشامي في
 رد المحتار فقال فيه نظر فانه واقعة حال لا عموم لها مع
 احتمال سبب خاص بخلاف ما في حديث جرير على انه
 بحث في لمنقول في مذهبنا ومذهب غيرنا كالشافعية

والحنابلة استدلال بحديث المذكور على الكراهة الخ۔
اقول ولم يتعرض لاعتراضه الاول لكونه
اظهر سقوطا فالاول نحن مقلدون لامنتقدون فما بالنابا بالدليل
وعدم وجداننا لا يدل على العدم وثانيا ما ذكرنا جميعا من انه
الماشع في السرور لا في الشرور كاف في الدليل
وثالثا لا ادري من اين اخذ رحمه الله تعالى تخصيص افادة
الكراهة في الحديث بساعة الموت اليس منعهم الطعام في
اليوم الثاني والثالث ومثل صنعا من اهل الميت لاجل
المجتمعين في الماتم ام انما تحرم النياحة عند الموت فقط
لا بعده فان اراد ان المعروف في عهدم كان هو الاجتماع
والصنع عنده لا بعده طولب بثبوتة وعلى تسميه
حققنا المناط كما افاد وفتذهب خصوصية الوقت ملغاة
هذا ورايتني كتبت على هامش رد المحتار على قوله واقعة
حال مانصه لان وقائع العين مظان الاحتمالات مثلا يمكن
هنا ان الدعوت كانت موعودة بهذا اليوم من قبل واتفق فيه
الموت وضيافة فان قلت هل من دليل عليه قلت من دليل
على نفيه وانما الدليل عليكم لا علينا فهذا هو النظر الرابع في
كلامه علان ضيافة الموت ضيافة تتخذ لاجل الموت
وضيافة الصحابة رضي الله تعالى عنهم النبي صلى الله
تعالى عليه وسلم لم تكن موقوفه على موت احد ولا حياته
شئ من اجل الموت بحيث لو لم يقع الموت لم يكن
بخلاف ما نحن فيه فانه انما يكون لاجله بحيث لو لم يكن

لم يكن فهذا الخامس علان الخاطر و المبيح اذ انقول
 بالماوضة بل يقدم الخاطر هذا السادس هذا ما عندي واعلم
 بالحق عند ربي وبالجملة فليس لنا البحث في المنقول في
 المذهب وهو النظر السابع المذكور اخر في كلام الشامي
 والله تعالى الموافق اهـ

ما كتبت عليهم زيادا واما المولى الفاضل على القارى عليه
 الرحمة البارى فحاول تاويل نصوص المذهب ظاننا
 انها تخالف الحديث فقال فى المرقاة شرح المشكوة باب
 المعجزات قبيل الكرامات تحت قول الحديث
 فالكوا هذا الحديث بظاهره يرد على ما قرره اصحاب
 مذهبنامن انه يكره اتخاذ الطعام فى اليوم الاول
 او الثالث او بعد الاسبوع كما فى البزازيه ثم اورد نصوص
 الخلاصه والزيلعى والفتح قال والكل علوه بانه شرع فى
 السرور لافى الشرور وذكر قول المحقق حيث اطلق
 انها بدعة مستقبحة واستدلال له بحديث جرير رضى الله
 تعالى عنه قال ان يقيد كلامهم بنوع خاص من اجتماع
 يوجب استحياء اهل بيت الميت فيطعمونهم كرها او
 يحمل على كون بعض الورثة صغيرا او غائبا ولم يعرف
 رضاه او لم يكن الطعام من عند اخدمعين من مال نفسه لان
 من مال الميت قبل قسمة ونحو ذلك وعليه يحمل قول
 قاضى خان يكره اتخاذ الضيافة فى ايام المصيبة لانها ايام
 تأسف فلا يليق بها ما يكون للسرور اهـ اقول اولاً قد بان ان

الحديث لا ورود له عليهم بوجوه-

وثانيا لامساع للتقيد في كلماتهم بعدما نقل هو عنهم انهم
جمعا عللوه بانه الماشرع في السرور لافي الشرور وان
الامام فقيه النفس قال انها ايام تاسف فلا يلبق بها عوائد
السرور فان الالغاء الى الطعام كرها اولتصرف في مال
بغير اذن مالكة واحدا مالكة لاسيما الصغير مما لا تجوز قط
في السرور ولا في الشرور في هذا يرفع الفرق وهم
مصرحون به عن اخرهم فيكون تحويلا لا تاويلا-

وثالثا ما ذكر ثانيا من التقيد بمال صغير او غائب الخ العدو ابعد
وكيف يحل عليه كلام الخانية من انه قال متصلا بما مروان
اتخذ طعاما للفقراء كان اذا كانوا بالغير فان كان في الورثة
صغير لم يتخذوا ذلك من التركة اه مثله كلام البزازية
والتاريخانية والهندية وغيرها فانه ظاهر في الهم يضر قون بين
الضيافة واتخاذ طعام للفقراء فيحكمون على الاول بالكراهة
وعلى الثاني بالحسن ويقيد وانه بما اذا كانوا بالغير
وقد صرحوا بفهوم مقصورة على ذلك لارتفع الفرق-

ورابعالواردوا هذا الكان من امستحبدتظا فرهم على التعبير
ابالكراهة فان الاتخاذ والحلال هذا من اشنع المحرمات
القطعية كما لا يخفى-

وخامسالتن سلمنا ما افاده في التاويل اول لكان الحكم في
مسا لتنا هذا هو المنع مطلقا فانهم يجتمعون عند اهل الميت
ويكن في بيته يومين او اكثر والانسان يستحي ان يقيم

احدا بیته جائعاً فیضطرالی اطعامه رضی او سخط وقد علم
 کما ذکر فی السئوال انہم لم یفعلوا یصیروا عرضة لمطاعن
 الناس فلیس الاطعام المعهود الا علی الوجه
 المرود و ہذا ما قال فی معراج الدراية انها کلها للسمعة
 والریاء کما قدمنا فی هذا التخصیص یودی الی التعمیم ولوری
 الفضلان الحلبي والقاری ما علیہ بلادنا لاطلاق القول جازمین
 بالتحریم شکان فی ترحیصہ فتح باب لشیطان رجیم
 وایقاع المسلمین لاسیما الخفاء ذات فی حرج عظیم وضیق
 الیم فنسال اللہ الثبات علی الصراط المستقیم والحمد للہ
 رب العالمین وصلى اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد والہ
 اجمعین۔

مسئلہ ۴۸: معروض بعض کلمات کے احکام معلوم کرنا چاہتا ہوں امید کہ جواب سے جلد معزز
 ہوں۔

(۱) ایک سنی شخص کے سامنے ذکر آیا کہ شیعہ معتزلہ دار جنت میں رویت باری عزوجل
 کے منکر ہیں ان صاحب نے کہا وہ سچ کہتے ہیں انہیں تو نہیں ہوگی شاید لفظ مومنین کے لئے
 بھی ذکر میں تھا اگرچہ یہ ایک شبہ ہی شبہ سایا دپڑتا ہے یہ کہنا کیسا ہے ایک صاحب نے خود اپنا
 نام ابو البرکات رکھا اس پر اب آزاد کا اور اضافہ کیا جس کی ایک واہی بتا ہی روایت چھپوا کر
 تقسیم کی اس کی بابت ایک صاحب نے کہا کہ یہ نام انہوں نے کہاں سے رکھا کچھ اللہ میاں
 کے یہاں تو ان کا یہ نام لکھا ہوا ہے تمہیں جس پر کہا گیا کہ لوح میں تو سب لکھا ہوا ہے یہ بھی
 لکھا ہوا ہے اس پر ان صاحب نے کہا میں نے اس بنا پر کہا تھا کہ لوگ کہتے ہیں کہ
 جو نام ماں باپ رکھتے ہیں وہ نام اللہ کے یہاں لکھا جاتا ہے ظاہر ان قائل کا مطلب یہ تھا
 کہ نام کر کے وہ نام ہی لکھا جاتا ہے جو ماں باپ کا رکھا ہے اور جو خود گھڑتے ہیں وہ بطور

ایک امر واقع کے لکھا ہوتا ہے کہ فلاں اپنا نام یہ رکھے گا نام کر کے نہیں کہ فلاں کا یہ نام ہے غرض ان کا یہ مقولہ کیسا ہے اور اس کی کیا اصل ہے کہ نام وہی ہوتا ہے جو ماں باپ کا رکھا ہو نہ خود رکھا ہو۔ ایک سنی صاحب کے سامنے میں نے کہا کہ حضور سرور عالم ﷺ کے بہت خصائص ہیں بعض وہ احکام شرعیہ جو عام ہیں ان سے حضور نے بعض صحابہ کو متسنی کیا تھا اس پر ان صاحب نے کہا جی تو بعض جہلا کہنے لگے تھے کہ اللہ عزوجل تو رضا جوئے محمدی ہے اس پر میں نے کہا کہ بعض جہلا کی کیا تخصیص ہے۔ اللہ عزوجل تو رضا جوئے محمدی ہے ہی انہوں نے بھی اس کا اقرار کیا اور کہا کہ ایسے خصائص دیکھ کر شاید بعض ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہن بھی یہ کہنے لگی تھیں مگر اصل بات یہ ہے کہ حضور اللہ عزوجل کے مرمودہ سے باہر قدم ہی نہیں رکھتے تھے جو اللہ عزوجل کا حکم تھا تو اصل میں حضور متبع حکم الہی اور رضا جوئے الہی ہوئے ان کی اس وقت کی طرز تقریر اور حالت سے ان کا مطلب یہ معلوم ہوتا تھا کہ جہلا تو یہ سمجھ کر اللہ عزوجل کو رضا جوئے محمدی کہنے لگے تھے کہ حضور خود ایسے حکم دیتے ہیں اور پھر اللہ عزوجل بھی ویسا ہی وحی نازل فرمادیتا ہے یہی اللہ عزوجل حضور کا اتباع فرماتا ہے حالانکہ اصل میں حکم الہی وہی ہوتا ہے اور اسی کے اتباع سے حضور حکم دیتے ہیں غرض ان کا یہ مقولہ کہ جی تو بعض جہلا بھی ارجح کا کیا حکم ہے اور اس کا کل مقولہ جو اس کے بعد کہا گیا۔ بعض لوگوں کا قاعدہ ہے کہ مثلاً کسی نے کہا کہ فلاں کے گھر چوری ہوئی انہوں نے کہا اچھا ہوا چوری ہوئی پھر بعض دفعہ ظاہر کلام سے وہی مراد ہوتا ہے اور بعض دفعہ یہ مراد ہوتا ہے کہ چونکہ مثلاً مال رہنا مضرت تھا یا اس کا انہیں غرور تھا لہذا اچھا ہوا کہ چوری ہوئی کہ غرور جاتا رہا یا مضرت رفع ہو گیا۔ دونوں تقدیروں پر یہ ممنوع چیز کو اچھا کہنا کیسا ہے ایک شخص سے کوئی کلمہ خلاف نکلا بعد کو اس نے اس سے صراحتاً انکار اور اس کا قبیح تسلیم کر لیا یا اس کو چھوڑ کر اسکے مخالف کلمہ کا اقرار کیا۔ آیا توبہ ہوگی یا ضرور ہے کہ لفظ توبہ کہے۔ ہمارے اعزہ میں ایک عورت نے اپن شوہر سے ناراض ہو کر کہا کہ نہ معلوم تمہیں فلاں مکان (نام لیکر) سے کیا عشق ہے شوہر نے کہا خدا جانے اس پر عورت نے کہا کچھ بھی خدا جانے نہیں ہے اور اس کے بعد ایک اور جملہ کہا جو

شاید یہ تھا کہ سب تمہارے حیلے حوالے بیکاریاں بے پرواہیاں ہیں۔ یہ جملہ کیسا ہے اس کا کیا حکم ہے نقل اسولہ میرے پاس موجود ہے جواب سے جلد معزز ہوں

میرے لئے دعائے غافیت دارین ضرور فرمائیں اس زمانہ فتن میں مولیٰ تعالیٰ ہم اہلسنت کے ایمان کی خیر رکھے آمین ثم آمین بجاہ النبی الامین صلوات اللہ سلامہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین۔

الجواب: مولیٰ عزوجل فرماتا ہے انا عند ظن عبدی بی..... روافض معتزلہ کہ رویت الہی سے مایوس ہیں مایوس ہی رہیں گے کہ وہابیہ کہ شفاعت سے منکر ہیں محروم ہی رہیں گے تو ان کا انکار ان کے اعتبار سے صحیح ہوا ظاہر قائل کی یہی مراد تھی کہ ان کی نفی ان کے حق میں سچی ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہاں جو اس کے قول کی تصدیق بمعنی نفی مطلق کرے وہ ضرور گمراہ اور خارج از اہل سنت ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) بلاشبہ لوح محفوظ میں ہر صغیر و کبیر مستطر ہے جو اسم بحیثیت علم دنیا میں کسی کے لئے ہے لوح محفوظ میں وہی بحیثیت علم مکتوب ہے خواہ ماں باپ کا رکھا ہے یا اپنایا اور کا۔ اور جس میں تغیر واقع ہوا مغیر الیہ دونوں اپنے اپنے زمانہ کی قید سے مکتوب ہیں حضور سید عالم ﷺ نے بہت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام تبدیل فرمائے کہ اگلے نام متروک ہو گئے اور وہ انہیں دوسرے ناموں سے روز قیامت پکارے جائیں گے اور جو شخص اپنا نام بدل کر اور کچھ رکھے اور بحیثیت علم معروف نہ ہو تو اللہ عزوجل کے یہاں بھی وہ علم ہو کر نہ لکھا گیا ہاں یہ واقع ضرور مکتوب ہے ظاہر ایہی مراد۔ قائل نے یہ نہ کہا اللہ تعالیٰ کے یہاں یہ نہیں لکھا ہے بلکہ یہ کہا کہ ان کا نام یہ نہیں لکھا ہے تو یہ سلب کتاب نہیں بلکہ کتابت علیت ہے اور یہ صحیح ہے جب کہ اس وضع کئے ہوئے نام نے حیثیت علیت پیدا نہ کی۔ ہاں ایسی جگہ کلام بہت ہوشیاری سے چاہیے جس میں کوئی پہلوئے ناقص نہ نکلے سوال میں اسم جلال کے ساتھ لفظ میاں مکتوب ہے یہ منوع و معیوب ہے زبان اردو میں میاں کے تین معنی ہیں جن میں دو اس پر محال ہیں اور شرع سے ورود نہیں لہذا اس کا اطلاق محمود نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) قال کا کہنا کہ جمعی تو بعض جہلا لئح بہت سخت قبیح و شنیع واقع ہوا اور جو معنی اس نے بعد کو قرار دیئے اس میں بھی وہ حقیقت کو نہ پہنچا بلاشبہ حضور اقدس ﷺ تابع مرضی الہی ہیں بلاشبہ کوئی بات اس کے خلاف حکم نہیں فرماتے اور بلاشبہ اللہ عزوجل حضور اقدس ﷺ کی رضا چاہتا ہے۔

ولسوف يعطيك ربك فترضى ۵..... (الاحق ۵) قد لری قلب
وجھك فی السماء فلنولینك قبله ترضا فاول وجھك
شطر المسجد الحرام۔ (البقرہ)

حکم الہی بیت المقدس کی طرف استقبال کا تھا حضور تابع فرمان تھا یہ حضور کی طرف رضا جوئی الہی تھی مگر قلب اقدس استقبال کعبہ چاہتا تھا مولیٰ عزوجل نے مرضی مبارک کے لئے اپنا وہ حکم منسوخ فرما دیا اور جو حضور چاہتے تھے قیامت تک کے لئے وہی قبلہ مقرر فرما دیا یہ اللہ عزوجل کی طرف سے رضا جوئی محمدی ہے ﷺ ان میں سے جس کا انکار ہو قرآن عظیم کا انکار ہے۔ ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ عنہا حضور اقدس ﷺ سے عرض کرتی ہیں اری بک یسارع فی فھولک میں حضور کے رب کو دیکھتی ہوں کہ حضور کی خواہش میں شتابی فرماتا ہے۔ (رواہ البخاری)

یہ ہے وہ کلمہ کہ بعض ازواج مطہرات نے عرض کیا کہ حضور اقدس ﷺ نے انکار نہ فرمایا قائل کا کہنا ایسے خصائل دیکھ کر بعض ازواج مطہرات یہ کہنے لگی تھیں دراصل بات یہ ہے کہ کہ لئح یہ بتا رہا ہے کہ شاید ان بعض ازواج مطہرات نے خلاف اصل بات کہی اور حضور ﷺ نے مقرر رکھی حدیث روز محشر میں ہے رب عزوجل اولین و آخرین کو جمع کر کے حضور اقدس ﷺ سے فرمائے گا:

كلهم يطلبون رضائي وانا اطلب رضاك يا محمد (ﷺ)۔

یہ سب میری رضا چاہتے ہیں اور اے محبوب میں تمہاری رضا چاہتا ہوں“

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد (ﷺ)

بالجملہ کلمہ بہت سخت اور شنیع تھا اور بعد تاویل بھی شاعت سے بری نہ ہوا۔ توبہ لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) اس سے یہ مقصود نہیں ہوتا کہ سرقہ اچھی بات ہے جس سے حرام قطعی کا استحلال بلکہ اتحسان ہو کر معاذ اللہ توبت بہ کفر پہنچے بلکہ اس سے مسروق منہ کے نقصان مال کا اتحسان سمجھا جاتا ہے اور یہی مقصود ہوتا ہے پھر کبھی یہ براہ حسد ہوتا ہے اور حسد حرام ہے اس صورت میں تو مطلقاً گناہ ہے کبھی براہ عداوت ہوتا ہے کہ دشمن کا نقصان دشمن کو پسند آتا ہے اس کا حکم اس عداوت کا تابع رہے گا مذمومہ ہے یہ بھی قبیح و مذموم ہے اگر عداوت محمودہ ہے جیسے کہ اعداء اللہ سے دشمنی تو اس میں بھی حرج نہیں۔ ربنا اشدد علی قلوبہم واطمس علی اموالہم۔
جب دعا سے ان کا نقصان چاہتا روا ہے تو بعد وقوع اس پر خوش ہونا کیا بیجا ہے کبھی وہ صورت ہوتی ہے جو سوال میں مذکورہ اگر بہ نیت صحیحہ ہو غیر منظور کہ یہ اس کے نقصان پر خوش ہونا نہیں بلکہ نفاق پر واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۵) لفظ توبہ نہ ضرور نہ کافی جو قول بیجا صادر ہوا تھا اس ندامت اور اس سے برتری درکار ہے۔ السرور بالسرور والعلانیۃ بالعلانیۃ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۶) قائلہ کا ہرگز یہ مقصود نہیں کہ باری عزوجل سے معاذ اللہ نفی علم کرے نہ زہار اس کے کلام سے سامع کا ذہن اس طرف جاسکتا ہے بلکہ شوہر نے کہا تھا۔ خدا جانے یعنی کوئی سبب خفی ہے جو مجھے نہیں معلوم یا جسے میں بتانا نہیں چاہتا اس نے کہا کچھ بھی خدا جانے یعنی کوئی سبب خفی ہے جو مجھے نہیں معلوم یا جسے میں بتانا نہیں چاہتا اس نے کہا کچھ بھی خدا نے جانے نہیں یعنی کچھ بھی سبب خفی نہیں محض تمہاری بے پرواہیاں اسے اس ہولناک حکم سے کوئی تعلق نہیں نیز یہاں ایک اور دقیقہ ہے بغرض غلط اللہ نفی مطلق کی ہرگز بوجہ نہیں بلکہ اس امر خاص سے یعنی اس کا کوئی سبب خفی اللہ نہیں جانتا۔ اور علم الہی سے کسی شے کی نفی اس کے

وقوع کی نفی ہے کہ واقع ہونا ہوتا تو ضرور علم میں ہوتا۔

فکان من باب قوله تعالى وجعلوا لله شركاء قل سموهم ام
تنبؤنه بما لا يعلم في الارض۔

ہاں ارسال لسان ہے جس سے احتیاط درکار اور خود شوہر کیساتھ بدزبانی بھی تکفرون
العشیر میں داخل کرنے کو پس ہے تو بہ چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ علیٰ عجدہ اتم واحکم۔
مسئلہ ۴۹: حامی سنت قاطع بدعت ماحی فتن لازالت شمس افادہم طالعة۔ پس از ہر از مراسم
سلام و تحستہ مدعا نگار کہ اس مسئلہ کا جواب روانہ فرمایا جائے کہ بکر کا استاد خالد اب بد مذہب
ہو گیا تو آیا بکر کو اس کی تعظیم بحیثیت استاد ہی کرنا چاہیے یا نہیں اگرچہ بکر بحیثیت بد عقیدگی
اس اپنے استاد سے قطعاً محبت نہیں رکھتا ہے بلکہ برا سمجھتا ہے صرف ظاہری مدارات اور تعظیم
کرتا ہے تو کچھ خرابی ہے یا نہیں۔ مدلل ارشاد ہو بکر کہتا ہے کہ مراد دل بہ سبب بد مذہب ہی استاد کی
ظاہری تعظیم کو بھی نہیں گوارا کرتا تو زید جو کہ بکر کا ہم مذہب ہے کہتا ہے کہ نہیں ظاہری تعظیم
کر لیا کرو۔ بحیثیت استادی ہاں اس سے من حیث الاعتقاد نفرت رکھو۔ یہ قول زید کا کیسا
ہے۔ زیادہ ادب فقط

سید اولاد رسول محمد میں عنی عنہ قادری برکاتی مارہری

۲۲ رجب المرجب روز جمعہ ۱۳۲۹ھ از بدایوں مدرسہ قادریہ

الجواب: بسم الله الرحمن الرحيم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔

بشرف ملاحظہ حضرت والا برکت صاحبزادہ رفیع القدر جلیل الشان حضرت مولانا

سید شاہ اولاد رسول محمد میاں صاحب دامت برکاتہم۔

بعد آداب گزارش۔ کرامت نامہ تشریف لایا بعد اس کے روندہ مخزولہ میں بریلی

بدایوں سے پچاس سے زائد رسائل شائع ہوئے تعظیم بد مذہبان کی شاعت آفتاب سے زیادہ

روشن کر دی گئی یہاں تک کہ فتاویٰ الحرمین شائع ہوا اب کوئی حاجت اس مسئلہ میں کسی

تفصیل کا باقی بندہ گئی ہے جس کو شک ہے وہ ان رسائل اور فتاویٰ الحرمین کی طرف رجوع لائے وہ بھی عام بد مذہبوں کے لئے تھانہ کہ خاص مرتدین ان کے لئے اسی قدر بس ہے کہ در مختار میں ہے۔ تبجیل الکافر کفر۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۰: کیا فرماتے ہیں حضرات علمائے دین و مفتیان شرع متین ان مسائل میں

(۱) جملہ انبیاء کرام علیہم السلام قبل بعثت بہر حال عمدہ او سہوا کفر و ضلالت سے باجماع اہلسنت معصوم ہیں۔

(۲) اسی طرح منفرت ذنوب و مختصرات امور سے باجماع۔

(۳) اسی طرح بعد بعثت تمام صغائر و کبائر سے عمدہ باجماع۔

(۴) بعد بعثت تمام صغائر و کبائر کے بارے میں سہوا صدور کے بارے میں کیا حکم

ہے۔

(۵) قبل بعثت تمام صغائر و کبائر کے عمدہ یا سہوا صدور کے بارے میں کیا حکم ہے۔

(۶) امور تبلیغہ میں کیا اجتماعی ہے اور کیا اخلاقی۔ بینوا تو جروا۔

الجواب: (۱) بے شک

(۲) ہاں نہ صرف ذنوب بلکہ ہر اس امر سے جو باعث نفرت خلق و تنگ عار و بدنامی ہو

اگر چہ اپنا گناہ نہ ہو جیسے جنون و جذام و برص و دناءت نسب و زنائے امہات و ازواج۔

(۳) بعد بعثت عمدہ کبائر سے باجماع اہلسنت معصوم ہیں اور مذہب صحیح و حق و معتمد میں

صغائر سے بھی۔ اور خلاف ضعیف ایسے درجہ سقوط میں ہے کہ قابل اعتداد نہیں بلکہ انصافاً

سیرت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کے خلاف پر اجماع صحابہ بتاریہی ہے مجوز نے اس نکتہ سے کی

لہذا اس کا قول نادانستہ مصارم اجماع واقع ہوا کما یظہر بمطالعة الشفاء الشریف و

باللہ التوفیق۔

(۴) حق یہ ہے کہ بعد بعثت صدور کبیرا سہوا سے بھی معصوم ہیں اور سہوا صغیرہ غیر منفردہ

میں اکثر اہل ظاہر جانب تجویز ہیں اور جماعت اہل سنت قلب جانب منع و اختارہ الامام ابن

حجر المکی وغیرہ اور حق یہ کہ نزاع صورت صغیرہ میں ہے ورنہ بحال سہو معنی و حقیقتاً تا فرمانی خود ہی مرتفع ہے۔

(۵) کفر و ضلال و منفرات سے قبل بعثت بھی معصوم ہیں باقی میں اختلاف ہے اور اس قدر میں شک نہیں کہ وہ ہر عیب و ریب سے ہمیشہ منزہ ہیں یہ عصمت مصطلحہ اس وقت ثابت ہو یا نہ ہو۔

(۶) تبلیغ قولاً ہو یا فعلاً اس میں تعدد مخالفت سے بالا ارادہ معصوم ہیں اور اقوال تبلیغہ میں سہو و خطا سے بھی۔ افعال تبلیغہ میں اختلاف ہے ظاہر اولاً جواز ہے مگر اس پر تقریر ممکن نہیں۔ بلکہ انتباہ واجب ہے اور ایک جماعت صوفیہ تو حضور اقدس ﷺ پر مطلقاً سہونا جائز مانتے ہیں اس قول کی تفصیل و تاویل فقیر کے لفیوض المکیہ میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان دین شرح متین مسائل ذل میں:

(۱) کلمہ تو حید لا الہ الا اللہ کا تلفظ یا طریقہ ذکر بطور مشائخ کرام نے میں پہلے نفی مع منفی ادا کرنا اور پھر اس کی مفصل ضروری ترکیب ہر حرف ادا کرنے کی بتا کر پھر الا اللہ ادا کرنا اور کسی ضرورت یا عذر کی وجہ سے مستثنیٰ منہ میں وقف اور فصل سے ادا کرنے میں کوئی مخدور شرعی تو نہیں۔

(۲) اگر ضرورت حرف مستثنیٰ منہ کے متعلق کچھ دریافت یا بتانے کی ہو تو اس میں حرف تلفظ نفی و منفی پر ہی اقتصار میں کوئی مخدور شرعی ہے یا کیا۔ بینوا تو جروا۔

الجواب: حالت ضرورت مستثنیٰ ہے اگر صرف مستثنیٰ منہ تک پہنچا تھا کہ چھینک یا کھانسی آنے یا سانس ٹوٹ جانے سے مجبوراً رکنا پڑا تو حرج نہیں معادل میں الا اللہ کہے پھر بعد رفع عذر زبان سے الا اللہ کہے اور بلا عذر مجبوری صرف مستثنیٰ منہ پر اقتصار ممنوع ہے تعلیم طریقہ ذکر میں ایک ایک کلمہ جدا کرنے میں حرج نہیں مثلاً چا ضربی یوں بتائے کہ پیشانی محاذات زانوائے چپ میں لا کر لا کلام شروع کرے اور اس کے الف کو زانوائے راست تک کھینچ کر لے جائے اور الہ منہ پھیر کر کہے الا اللہ کی ضرب قلب پر کرے اور اس میں کہیں نفی محض نہ

آسکی بچوں کو تعلیم کرنی ہو تو اس میں بھی یونہی سکھائے کہ پہلے لاکہے جب وہ اسے کہہ لیں پھر ”الا اللہ“ کہلوائے اگر کسی مسئلہ کا بیان صرف نفی سے متعلق ہو تو وہ پورا کہہ کر بھی بیان ہو سکتا ہے مثلاً لا الہ الا اللہ میں لانی جنس کا ہے الہ اسم ہے خبر مقدر ہے لا الہ اللہ میں لا کا مد زیادہ نہ بڑھاؤ الا اللہ میں الہ پر نہ رکویا لا الہ الا اللہ میں الہ کاہ کو اشباع نہ کرو غرض مجبوری و ضرورت کوئی صورت ایسی نہیں معلوم ہوتی کہ خواہی نخواستہ نفی پر اقتصار کرنا پڑے اور اگر ایسا معلوم ہو بھی مثلاً بچے کو دو دو لفظ تعلیم کرنے میں پہلے دو لفظ کہہ کر اتنا انتظار کرنا ہوگا کہ وہ ان کو ادا کر لے پھر الا اللہ کہا جائے (بشرطیکہ حاجت اس کی طرف داعی ہو ورنہ بچے سے بھی اس پر اقتصار کرانا نہ چاہئے) تو یوں کرے کہ تعلیم کی آواز سے دو لفظ کہہ کر معاً اس سے کم آواز سے الا اللہ کہہ لے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۲: کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسائل ذیل میں کپڑے یا بدن پر کوئی حصہ نجس ہو گیا اس پر پانی ڈالا اور اسی ہاتھ سے جس سے پہلی مرتبہ قطرے پونچھ ڈالے اسی طرح تین مرتبہ پانی ڈالا اور اسی ہاتھ سے جس سے پہلی مرتبہ قطرے پونچھے تھے اس کے دھوئے بغیر قطرے پونچھے تو آیا یہ عضو مغسول اور وہ ہاتھ دونوں پاک ہو جائیں گے بحالیکہ عضو مغسول کو وہ ہاتھ لگا ہے جس نے پہلی مرتبہ اور دوسری مرتبہ غسل کو پونچھا تھا اور خود الگ پانی سے دھویا نہ گیا تھا۔

(۲) اگر اس ترکیب سے پاک نہ ہو سکے تو کیا کیا جائے۔

(۳) بدن کو دھو کر جھٹک دیا سب قطرے گر گئے جو بال کی جڑ میں ہیں یا بہت ہی باریک ہیں جھٹکے سے بھی نہیں گرتے تو ایسی صورت میں عضو تین بار دھو ڈالے پاک ہو جائے گا یا نہیں اگر نہیں تو کیا کرے خاص کر اس صورت میں جب دونوں ہاتھ نجس ہوں۔

(۴) بدن پاک کرنے میں ہر بار کے دھونے میں تقاطر جاتا رہنا ضروری ہے یا مطلقاً ہر قطرہ کا خواہ وہ چھوٹا ہو اور پونچھنے سے صرف بدن پر پھیل کر رہ جاتا تو اس کا بھی دور کرنا یعنی وہی پھیلا دینا ضروری ہے۔ بینوا تو جروا۔

الجواب: بدن پاک کرنے میں نہ چھوٹے قطرے صاف کر کے دوبارہ دھونا ضرور نہ انقطاع تقاطر کا انتظار درکار بلکہ قطرات و تقاطر درکنار کا موقوف ہونا لازم نہیں نجاست اگر مرئیہ ہو جب تو اس کے عین کا زوال مطلوب اگرچہ ایک ہی بار میں ہو جائے اور غیر مرئیہ ہو تو زوال کا غلبہ ظن جس کی تقدیر تھیث سے کی گئی جہاں عصر شرط ہے اور وہ معذرت ہو جیسے مٹی کا گھڑایا معر ہو جیسے بھاری قالین دری تو شک لحاف وہاں انقطاع تقاطر ذہاب تری کو قائم مقام عصر رکھا ہے۔ بدن میں عصر ہی درکار نہیں کہ ان کی حاجت ہو صرف تین بار پانی بہہ جانا چاہیے اگرچہ دھار بھی حصہ زیریں پر باقی ہو مثلاً ساق پر نجاست غیر مرئیہ تھی اوپر سے پانی ایک بار بہایا وہ بھی ایڑی سے بہہ رہا ہے دوبارہ اوپر سے پھر بہایا ابھی اس کا سیلان نیچے باقی تھا سہ بارہ پھر بہایا جب یہ پانی اتر گیا تطہیر ہو گئی بلکہ ایک مذہب پر تو انقطاع تقاطر کا انتظار جائز نہیں اگر انتظار کریگا تو طہارت نہ ہوگی کہ ان کے نزدیک تطہیر بدن میں عصر کی جگہ توالی غسلات یعنی تینوں غسل پے درپے ہونا ضرور ہے مذہب ارجح میں اگرچہ اس کی ضرورت نہیں مگر خلاف سے بچنے کے لئے اس کی رعایت ضرور مناسب ہے اس تقریر سے تین سوال اخیر کا جواب ہو گیا۔

در مختار میں ہے:

یطهر محل نجاسة مرنية بقلعها ای زوال عینھا
وانرھا والوبمرة او بما فوق ثلث فی الاصح ولا بضربقاء
التر لازم ومحل غیر مرئیہ بغلة ظن غاسل محلھا بلا عدویہ
یفتی وقدربغسل وعصر ثلث فیما ینعصر مبالغاب حیث
لا یقطرو بنشرب النجاسة والافقلعھا۔

ردالمحتار میں ہے:

تثلیث جفاف ای جفاف کل غسلة من الغسلات الثلاث
وهذا شرط فی غیر البدن ونحوه اما فیہ فیقوم مقامه توالی

الغسل ثلاثا قال في الحيلة الاظهر ان كلامنا التوالى
والجفاف ليس بشرط فيه وقد صرح به في النوازل وفي
الذخيرة ما يوافق اه واقره في البحر۔

رہا سوال اول یہ تو ظاہر ہو گیا کہ ہر بار قطرات کا پونچھنا فضول تھا بلکہ بلا وجہ ہاتھ
نا پاک کر لینا مگر جب کہ اس نے ایسا کیا مثلاً پاؤں پر نجاست تھی سیدھے ہاتھ میں لوٹا لے
کر اس پر ایک بار پانی بہایا اور جو قطرات باقی رہے بائیں ہاتھ سے پونچھ لئے تو یہ ہاتھ
نا پاک ہو گیا مگر ایسی نجاست سے کہ دوبارہ دھونے سے پاک ہو جائے گی اس لئے کہ ایک
بار دھل چکی اب پاؤں پر دوبارہ پان ڈالنا تھا دوسری بار کے بعد ایک ہی بار ڈالنا ہوتا لیکن
اس نے دوبارہ دھو کر نجس ہاتھ سے پھر اس کے قطرے پونچھے تو اب پاؤں کو وہ نجاست لگ
گئی جو دوبارہ دھونے کی محتاج ہے تو پاؤں کو پھر دوبارہ دھونے کی ضرورت ہو گئی اور ہاتھ
بدستور اسی نجاست سے نجس رہا اس میں تخفیف نہ ہوئی کہ اس پر سیلان آب نہ ہو اب پاؤں
پر سہ بارہ کا پانی دوبارہ کا حکم میں ہے کہ اس کے بعد ایک بار اور دھونے کی حاجت ہے تو اب
پھر پاؤں کو دوبارہ دھونے کی ضرورت ہو گئی دیکھنا لہذا اسے لازم کہ پاؤں پر دوبارہ پانی نہ
بہائے اور قطرات نہ پونچھنے اور ہاتھ جدا دوبارہ دھولے۔
رد المحتار میں ہے:

قال في الامداد والمياه الثلاثة متفاوتة في النجاسة فالاولى
يطهر ما اصابته بالغسل ثلاثا والثانية بالثنتين والثالثة بواحدة
وكذا الاواني الثلاثة غسل فيها واحدة بعد واحدة وقيل
يطهر الاناء الثالث بمجرد الارقاة والثاني بواحدة والاول
بثنتين اه والله تعالى اعلم۔

مسئلہ ۵۳: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر ہلال شوال دن چڑھے تحقیق
ہو اور بارش شدید ہو بعض اہل شہر نماز عید پڑھ لیں بعض بسبب بارش نہ پڑھیں تو جماعت

باقی ماندہ دوسرے دن ادا کریں یا اب انہیں اجازت نہ دی جائے گی کہ نماز ہو چکی اور قہستانی میں ہے:

اوصلی الامام صلانہ مع بعض القوم لایقضی من فاتت تلك

الصلوة عنه لافی الیوم الاول ولا من الغدا التھی، بینواتجروا۔

الجواب: اللہم ہدایۃ الحق والصواب صورت مستقرہ میں جماعت باقی ماندہ بے شک دوسرے دن ادا کریں کہ نماز عید الفطر میں بوجہ عذر ایک دن کی تاخیر جائز ہے اور بارش کا عذر شرعاً مسوع فی الدر مختار:

توخر بعذر کمطرالی الزوال من الغد فقط اہ۔

اور صلاۃ العید میں جواز تعداد متفق علیہ ہے بخلاف جمعہ کہ اس میں خلاف ہے اور

راجح جواز فی الدر المختار:

تودی بمصر و احد بمواضع كثيرة اتفقا اہ۔

یوہیں امام حافظ الدین ابوالبرکات نسفی کا اپنے متن و شرح وافی و کافی میں ارشاد

ازالہ ادہام و ایقاط افہام کے لئے کافی و وافی۔ قال رحمۃ اللہ تعالیٰ:

لم تقص ان فاتت مع الامام العید وفاتت من شخص فانہا

لا تقضی لانہا ما عرفت قربتہ الابفعلہ علیہی الصلاة والسلام

وما فعلہا الا بالجماعة فلاودی الابتک الصفیۃ اہ ملخصاً۔

علامہ بدرالدین محمود عینی رمز الحقائق میں فرماتے ہیں:

صلاہا الامام مع الجماعة ولم یصلہا هو لایقضیہ لافی

الوقت ولا بعدہ لانہا شرعت بشرائط لاتتم بالمنفرد۔ اہ

مستخلص میں زیر قول کنز لم تقض ان فاتت مع الامام لکھتے ہیں:

معناہ لو لم یصل رجل مع الامام لایقضیہا منفرد لان صلاة

العید لم تشرع علی سبیل الانفراد۔ اہ

یابہ معنی ہیں کہ امام معین ماذون من السلطان ادا کر چکا ہو اور ان باقی ماندہ میں کوئی مامور نہیں تو اقامت کون کرے فاضل محقق حسن شرنبلالی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام مراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں اسی طرف ناظر:

اذقال من فاتته الصلاة فلم يدركها مع الامام لا يقضيها
لانها لم تعرف قربته الا بشرائط لاتتم بدون الامام اي
السلطان او ماموره اه۔

اسی لئے فاضل سید احمد مصری اس کے حاشیہ میں فرماتے ہیں:

اي وقد صلها الامام او ماموره فان كان مامورا باقمتها اله ان
يقيمها اه۔ قلت وقد يشير اليه تعيف الامام في عبارة
النقابة المذكورة وغيرها كما لا يخفى على العارف باساليب
الكلام۔

بہر طور عبارت جامع الرموز سے بدیں وجہ کہ نماز ایک بار ہو چکی باقی ماندہ لوگوں کے لئے ممانعت تصور کرنا محض خطا اقول بلکہ اگر نظر سلیم ہو تو وہی عبارت یعینا ما نحن فیہ بین جواز پردال کہ اس میں صرف دوسرے ہی دن کی نسبت ممانعت نہیں بلکہ جب امام جماعت کر چکے تو اس روز بھی نہ پانے والوں کو منع کرتے ہیں:

حيث قال لافي اليوم ولا من الغد۔

اول بیان ہو چکا کہ تعدد جماعت نماز عید میں بالاتفاق جائز اور معلوم ہے کہ یہ تعدد تقدم و تاخر سے خالی نہیں ہوتا اگر عبارت شرح مختصر الوقایة کے یہی معنی ہوتے کہ جب ایک جماعت پڑھ لے تو دوسروں کو مطلقاً اجازت نہیں تو یہ تعدد کیونکر روا ہوتا اور نماز عید کا بھی حکم اس امر میں اس کے مذہب پر جو تعدد جمعہ روا نہیں رکھتا مانند نماز جمعہ ہو جاتا ہے یعنی جماعت سابقہ کی تو نماز ہو گئی باقی سب کی ناجائز کافی درالختار:

على المرجوح فالجمعة لمن سبق تحريمة اه۔

تو بالیقین معنی کلام وہی ہیں جو ہم نے بیان کئے اور قاطع شعب یہ ہے کہ درمختار میں در صورت فوات مع الامام تصریح کی۔

لو امکانہ الذہاب الی امام اخر فعل لانہا تودی بمصر
واحد الخ۔

حاشیہ طحاویہ علی مراقی الفلاح میں ہے:

لو قدر بعد الفوات مع الامام علی ادراکھامع غیرہ فعل
لانفاق علی جواز تعددہا۔ اہ

دیکھو نص فرماتے ہیں کہ ایک امام کے پیچھے نہ پڑھی ہو دوسرے کے پیچھے پڑھے اور حالت عذر میں روز اول و دوم یکساں آج نہ پڑھ سکا تو کل کون مانع واللہ تعالیٰ اعلم۔
مسئلہ ۵۴: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر بلا عذر نماز عید روز اول نہ پڑھیں تو روز دوم مع الکرہتہ جائز ہے جیسا کہ بعض خطبوں میں لکھا ہے یا اصلاح نہیں۔ بینواتو جروا
الجواب: نماز عید الفطر میں جو بوجہ عذر ایک دن کی تاخیر اور رکھی ہے وہاں شرط عذر صرف نفی کاہت کے لئے نہیں بلکہ اصل صحت کے لئے ہے یعنی اگر بلا عذر روز اول نہ پڑھی ہو تو روز دوم اصلاح صحیح نہیں نہ یہ کہ مع الکرہتہ جائز ہو یا عامہ معتبرات میں اس کی تصریح ہے مصنف خطبہ کہ شخص مجہول ہے قابل اعتماد نہیں اسے نماز عید الاضحیٰ سے اشتباہ گزرا کہ وہاں دو روز کی تاخیر بوجہ عذر بلا کر اہت اور بلا عذر بوجہ کر اہت روا ہے فی درالمختار:

توخر بعدر کمطرا الی الزوال من الغد فقط واحکامہا احکام
الاضحیٰ لکن ہنایجوز تاخیرھا الی اخر ثالث ایام
النحر بلا عذر مع الکرہتہ وبہ ای بالعذر یدرلھا فالعذر
ہنالنفی الکرہتہ وفی الفطر للصحة اہ ملخصا وفی النور
الایضاح وشرحہ مراقی الفلاح کلاہما للملامۃ الشربنا
لاتوخر صلاة عید الفطر بعدر الی الغد فقط وقید العذر

للجواز لالنفي الاكراهة فاذا لم يكن عذرا لاتصح في الغداه
ملتقطا وفي مجمع الانهر للفاضل شيخ زاده لعذر في
الاضحى لنفي الكراهة حتى لو اخرجوها الى ثلاثة ايام من
غير عذر جازت الصلاة وقد اساءوا في الفطر للجواز حتى
اخرجوها الى الغد من غير عذر لا يجوز اه وفي رمز الحقائق
للعلامة العيني مثله وفي شرح النفايه للشمس القهستاني
لو تركت بغير عذر سقطت كما في الخزانة اه وفي شرح
المنية الاكبر للعلامة الحلبي صلاة عيد الاضحى تجوز في
اليوم الثاني والثالث سواء اخرجت بعذر او بدونه اما صلاة
الفطر فلا تجوز الا في الثاني بشرط حصول العذر في الاول
اه وفي الفتاوى الخانية ان فاتت صلاة الفطر في اليوم في
اليوم الاول بعذر بعذر تصلى في اليوم الثاني وان فاتت
بغير عذر فلا تصلى في اليوم الثاني فان فاتت في اليوم الثاني
بعذر او بغير عذر لا تصلى بعد ذلك واما عيد الاضحى ان
فاتت في اليوم الثاني بعذر او بغير عذر تصلى في اليوم الثالث
فان فاتت في اليوم الثالث بعذر او بغير عذر لا تصلى بعد ذلك
اه

بالجمله اس کا خلاف کتب متداولہ میں فقیر کی نظر سے کسی روایت ضعیفہ میں بھی نہ

گزار۔

اللهم الامار ايت في جواهر الاخلاطى من قوله اذا فاتت
صلوة عيد الفطر في اليوم الاول بعذر او بغيره صلى في اليوم
الثاني ولم يصل بعده اه فيظن ان يكون خطاء من الناسخ

وتحمل ان یکون خلطامن الاخلاطی فانی رایت له
غیر مامسئلہ خالف فیہا الکتب المعتملة والاسفار
المعتبرة۔ واللہ سبحانہ وتعالی اعلم۔

مسئلہ ۵۵: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک جائیداد مصارف درگاہ بعض اولیاء اللہ کے لئے وقف ہے ہمیشہ اس کا تمام بندوبست و انتظام بدست متولیان والا مقام رہا اپنی جگہ دوسرے کو متولی کرنا بھی اکثر انہیں کی رائے پر رہا بعض متولیوں نے اپنے بعد تولیت وصیت کی کہ موصی لہ بر بنائے وصیت ان کے بعد متولی ہوا اور بعض نے اپنی حیات و حالت صحت ہی میں تولیت اہل خاندان سے کسی دوسرے کو عطا کر دی کہ وہ ان کی صحت میں بجائے ان کی متولی ہو گیا غرض ہمیشہ اختیار ان امور کا بدست متولیان رہا اور عہد قدیم سے اب تک یوہیں اختیارات عامہ انہیں حاصل رہے کہ کسی نے ان کے افعال سے تعرض یا ان کے تصرفات میں دست اندازی نہ کی اب اگر متولی حال اپنی حیات حالت صحت میں اپنی تولیت کلا یا بعضا کسی امین رشید کو منتقل کرے تو یہ انتقال جائز اور متولی مدوح کو اس کا اختیار حاصل ہے۔ بینوا واتوجروا۔

الجواب: جب کہ صورت مسئلہ وہ ہے کہ سوال مذکور ہوئی تو بلا ریب متولی حال کو اپنی حیات و تندرستی میں نقل تولیت کا اختیار حاصل اور جس امین رشید کو وہ متولی کرے بے شک مثل اس کے متولی ہو جائے گا تنویر الابصار:

اراد المتولی اقامة غیرہ امقامہ فی حیاتہ ان کان التفویض له
عامہ صح والاولی فی الہندیۃ عن المحيط اذا اراد المتولی ان
یقیم غیرہ مقام نفسہ فی حیاتہ وصحتہ لایجوز الا اذا کان
التفویض الیہ علی سبیل التعمیم التھی

قلت وتقریر السؤال صریح فی عموم الختیار الناشئ عن
تعمیم التویض وفی المقام عند تدقیق النظر تنکشف غوامض

لا تكدتخفى على الفقيه والله سبحانه وتعالى اعلمو علمه
جل مجده اتم۔

کتبہ

عبدالمنذوب احمد رضا

عفی عنہ محمد بن المصطفیٰ ﷺ

صورت مسئلہ بلکہ تمام صور اوقات میں از روئے فقہیہ کے اولاً لحاظ شرائط واقف کا
تولیت وغیرہ میں اور نیز مصالح قضاء احکام اسلام کا ضرورت تھا اور در صورت نہ ہونے امر
سابق کے تعامل قدیم از قدیم کا اعتبار بغیر عرف حادث کے پس اگر قدیم سے تفویض تولیت
کی رائے متصرفین اوقات پر بصورت تعمیم ثابت ہو پس بے شک وہ جائز ہے جیسا کہ سوال
سے ظاہر ہے۔ حررہ الفقیر عبدالقادر عفی عنہ۔

(حاشیہ متعلق مسئلہ نمبر ۵۵) فتویٰ بدایوں

سوال: در صورت کہ جائدادی وقف برائے خانقاہ و زیارت و مسجد و درگاہ متعلق آستانہ
بزرگے از بزرگان دین از قدیم جاری است و عمل معمول متولیاں سابق بر ہمین است کہ از
اولاد آں بزرگ دو شخص یا زیادہ از اں متولی می شوند بناء علیہ یکے از متولیاں کہ وفات یافتہ در
حالت حیات خود برائے تولیت وقف مقبوضہ خود پسرو پسر دیگر متوفی خود بالمناصفہ بطور وصیت
در تولیت شریک فرمودہ پس ایں وصیت صحیح است یا باطل۔

الجواب: در صورت مسئلہ موافق معمول سابق وصیت مذکورہ برائے شرکت در تولیت
بالمناصفہ جائز ہے پسرو پسر متوفی سابق صحیح است کہ مسئلہ بنظر فی الوقف الی العہود
السابق بین المسلمین در کتب فقہ رد المحتار وغیرہ مصرح است و وصیت کہ برائے وارث
مطلقاً باطل است و برائے غیر وارث و زیادہ از ثلث باطل است مراد از اں وصیت در متروکہ
مملوکہ موصی است و انہم از رضا مندی در صحیح میگردد کہ حق جملہ وارثان متوفی است و پس کما
ہو مصرح فی الفقہ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ حررہ الفقیر الحقیر عبدالقادر عفی عنہ۔

ماذکرہ جناب الحیب اذ فیہ مصیب واللہ اعلم

عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ

بمحمدن المصطفیٰ النبی الامی ﷺ

(فتویٰ فرنگی محل) ہر چند کہ پسر پسر بوقت وجود پسر از تر کہ میت محروم الارث است مگر شکتش در وصیت تولیت درست است ہر گاہ متولی تولیت پسر و شخص کردہ و پسر پسر را ہم شریک کردہ وصیت او نافذ خواہد بود موافق وصیت نامہ مرقوہ متولی تعمیل کردہ خواہ شد الشئی المفوض لائین لایمکہ احدہما کالواکیلین والوصیین والناظرین کذا فی الاشباء واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ الراجی حضور ربیہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز الہل عن ذنبہ الخلی والخی

مسئلہ ۵۶: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ برزگان دین قدس اللہ تعالیٰ اسراہم اجمعین سے ایک بزرگ نے کہ اپنے آبائے کرام کے سجادہ نشین اور جائداد وقفیہ درگاہ خانقاہ کے متولی تھے بنام اپنے صاحبزادہ حامد اور نبیرہ احمد بن محمد کے وصیت فرمائی کہ بعد میرے متوفی تمام جائداد و مصارف درگاہ خانقاہ اور جملہ امور متعلقہ ریاست درگاہی میں شریک مساوی رہیں اور احمد بن نبیرہ میرا با تفاق اپنے عم مکرم کے تصرفات تولیت عمل لائے۔ بعد انتقال بزرگ موصوف احمد و حامد دونوں نے اس وصیت کو قبول و معتبر رکھا لیکن بعد چند روز کے حامد نے تنہا اپنی تولیت چاہی اور احمد کے ساتھ اتفاق پسند نہ کیا از انجا کہ احمد بن محمد کو حامد کے ساتھ اظہار منازعت منظور نہیں لہذا بنظر حفظ حقوق و رعایت مصالح احمد بن محمد کو حامد کے ساتھ کہ اپنی حیات من تولیت اپنی کلایا بعضا بنام ایسے شخص راشد امین کے منتقل کرے کہ حامد کو استقلال بالتصرف سے مانع آئے اور استخراج حقوق شرعیہ کر سکے آیا یہ انتقال احمد ڈکو جائز اور شرط اتفاق کہ وصیت میں مذکور اس کو مانع اور اس فعل میں غرض موصی و حکم وصیت سے عدول ہے یا نہیں۔ بینوا تو جروا۔

الجواب: متولی اوقاف کا اپنی حیات و عالم صحت میں نقل تولیت کرنا اور دوسرے کو بجائے

اپنے نہ بطریق توکیل بلکہ علی وجہ الاستقلال قائم کر دینا صرف اس صورت میں روا کہ اس کے لئے تفویض عام و اختیار تم ثابت ہو ورنہ نہیں۔

تنویر الابصار میں ہے:

اراد المتولی اقامة غيره مقامه في حياته ان كان التفويض له

عاما صح والا لا۔

پس اگر احمد بن محمد کے لئے تفویض عام حاصل ہے تو بے شک اسے نقل تولیت پہنچتا ہے اور جسے وہ اپنی جگہ متولی کر دے گا تمام تصرفات توامیت میں مثل اس کے نفس کے ہو جائے گا اور اس پر بھی یہی واجب ہوگا کہ باتفاق حامد تصرفات کرے کہ جب وقف واحد پر دو متولی ہوں ان میں کسی کو تنہا کا اختیار نہیں ہوتا اور بیع و اجارہ امثال ذلک جو تصرف ایک تنہا کرے گا دوسرے کی اجازت پر مقوف رہیں گے اگر اجازت نہ دے گا باطل ہو جائیں گے اور یہ حکم ایک کے ساتھ مختص نہیں دو ہوں تو دو تین ہوں تو تین جس قدر ہوں ہر واحد استقلال بالتصرف سے شرعاً ممنوع اور اتفاق باہمی سب پر لازم تھی۔ والممسئلة مصرح بہا فی عامة المتون والشروح والفتاوی والمصوی خیر الدین الرملی اکثر ایراد لها فی فتاواہ۔ وقال العلامة زین بن نجم المصری فی وكالة الاشباه الشئی مفوض الی اثنين لا یملکہ احدهما کالو کیلین والصیین والناظرین اخ

پس بزرگ موصوف نے کہ احمد بن محمد پر اپنے وصیت نامہ میں حامد کے ساتھ اتفاق شرط کیا بے شرط جہت شروع سے خود لازم تھا اس شرط نے کسی امر زائد کا ایجاب نہ کیا اور اسی طرح شرع مطہر حامد پر فرض کرتی ہے کہ باتفاق احمد کام کرے اور ان میں کوئی مستقل بتولیت و منفرد بتصرف نہ رہے کماذکرنا لیکن اس لزوم شرطی و وجوب شرعی سے وہ اختیار کہ احمد بن محمد کو تفویض عام سے حاصل ہوا تھا زائل نہیں ہو سکتا۔ فان الشئی لا یتضمن الطال ما لا یتافیہ ہم کہتے ہیں حامد کو تولیت ثابت احمد کو ناروار کھنا اور اس کے ساتھ اتفاق کو کہ شرطانہ سہی شرعاً فرض تھا پس نہ کرنا اور اسے تحصیل حقوق شرعیہ سے مانع آنا کسی کی جانب

سے تعدی ہے لا جرم کہئے گا احمد بلا جرم ہے اب ہم پوچھتے ہیں پھر حامد کے ترک اتفاق سے احمد کی تولیت باطل ہوگئی لا جرم کہئے گا نہیں۔

ولقد قال النبي صلى الله عليه وسلم الا لايجنى جان الاعلى

نفسه وقال ربنا تبارك وتعالى ولا تزرر وازرة ووزرا اخرى۔

اب ہم دریافت کرتے ہیں تولیت مسلم اگر تفویض عام کہ احمد کے لئے ثابت تھی اس نا اتفاقی حامد سے زائل ہوگئی لا جرم کہئے گا نہیں اور ہاں کہئے تو دلیل کہاں ومن ادعی شیئا فعلیہ البرہان پس جب کہ احمد بدستور متولی صحیح و ما ذون عام ہے تو کیا وجہ ہے کہ وہ اس تصرف سے مجبور اور نقل تولیت سے ممنوع رکھا جاتا ہے مگر تعدی غیر بھی اسباب حجر سے شمار کی جائے علماء متن و شرح فتاویٰ میں جہاں مسئلہ نقل تولیت لکھتے ہیں تفویض عام کے سوا دوسری شرط ذکر نہیں کرتے پھر ہمیں اپنی جانب سے احدیث قید کب روا اگر یہ کہئے کہ متولی منقول الیہ ہے اتفاق نہ کرے گا اور شرط تولیت اتفاق ہے تو نقل صحیح نہ ہوگی قلنا اب بھی تو حامد و احمد متفق نہیں جب باوجود اس کے یہ دونوں بدستور متولی ہیں تو اگر ان دونوں میں ایک کے عوض شخص ثالث آجائے تو سوا شخص کے اور بھی کچھ بدلا اس کی تولیت کیونکر صحیح نہ ہوگی ظاہر انشاء اعتراض یہ ہے کہ بزرگ مصوف نے جو ان دونوں کے نام وصیت تولیت کی اس نے انہیں دو کو پسند فرمایا اور اس کا مقصود یہی تھا کہ ازمہ تصرفات انہیں دو کے ہاتھ رہیں تیسرا مداخلت نہ کرے جب باوجود بقائے صلاحیت ہر دو ایک کے عوض شخص ثالث قائم کیا جاتا ہے تو یہ غرض موصی کے خلاف اور حکم وصیت سے سرتابی ہے قلنا موصی قبیح شرح کر رعایت مصالح وقف رعایت وصین سے بالضرورت اہم اقدم ہوئی اور اس نے دو کے لئے وصیت نہ کی مگر اس لئے کہ اشتراک آراء کو وقف کے لئے اصلح و نفع سمجھا اور ایک کی رائے پر راضی نہ ہو۔

اوفی العقود الدریة مقصوده اجتماع رای شخصین فی

تعاطی امور الوقف ولیس ای الواحد کرای الالین۔

اب کہ حامد احمد بن محمد کے ساتھ اتفاق نہیں کرتا غرض موصی و مقصود وصیت کے

خلاف اس کی طرف منسوب ہو گا نہ کہ احمد کی جانب بلکہ احمد اس نقل تولیت سے تحصیل غرض اہم میں ساعی ہے کہ خود بلحاظ مصالح خاصہ حامد سے منازعت نہیں چاہتا لہذا ایسے شخص کو متولی کرتا ہے کہ اس غرض اہم کو متروک و زائل اور حامد کو تصرف میں مستبد و مستقل نہ ہونے دے اور استخراج حقوق شریعہ کر سکے یہ معنی عین تمثیت مقصود اعلیٰ و مرم اس نے ہے نہ اس کے ثانی و منافی کما لایخفی بالجملہ بر تقدیر ثبوت تفویض عام حامد کا اتفاق سے دست کش ہونا اختیارات احمد کا ازالہ نہیں کر سکتا اور صرف اس وجہ بے اصل سے عدم جواز نقل پر نقل و عقل سے کوئی دلیل قائم نہیں بلکہ دلیل اس کے خلاف پر ناطق واللہ عالم کرمیج الحقائق صلی اللہ علی النبی الصادق سیدنا محمد افضل الخلاق و علی آلہ و صحبہ الذین جہم جدتہ السلام وجبہ البوائق۔

مسئلہ ۵: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل ذیل میں:

ایک مسلم جو نماز خلاف معمول بہت جلدی سے پڑھ لیتا ہے اس کو زجر ایک اور مسلم نے کہا تو نے نماز کو کوئی کیل سمجھ رکھا ہے اس پر ایک دوسرے نے کہا اور کیا بظاہر اس نے بھی زجر کہا اس کا کیا حکم ہے؟

(۲) کافر مرتد مبتدع بد مذہب فاسق یا اس کو جس کا ان جیسا ہونا قائل کے نزدیک متردد ہو کوئی رشتہ مثل باپ دادا نانا بیٹا بھائی وغیرہ خود لینا کہنایا کسی اور مسلم کا کہنا حالانکہ ان کو کافر مرتد وغیرہ جیسے ہیں ویسا ہی مانے یہ کیسا ہے یا ایسے لوگوں کو ابتداء سلام کہنایا ان سے خندہ پیشانی سے پیش آنا ہنسنا بولنا ایسی دوستی رکھنا جیسے دنیا دار ہنسنے بولنے کے لئے رکھتے ہیں اور اسی سلسلہ میں انہیں تحائف روانہ کرنا یا ان کی ایسی تعظیم کرنا کہ وہ آئیں تو کھڑے ہو گئے یا تحریراً تقریراً انہیں عنایت فرمایا کرم فرمایا مشفق مہربان یا جناب صاحب لکھنایا اسی طرح کے اور برتاؤ باثر لوگوں سے اگرچہ مذہبی نقطہ نظر سے انہیں ان کے لائق قبیح ہی سمجھیں جائز ہیں یا ناجائز تو کس درجہ کے اور اگر یہ باتیں کسی دینی یا دنیاوی جائز غرض کے حصول کے لئے کریں تو کیا حکم ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ ایسے لوگوں سے ایسا برتاؤ جس سے وہ خوش ہوں یا

اس میں اپنی تعظیم جانیں اگرچہ فاعل کی نیت اس تعظیم یا خوش کرنے کی ہو یا نہ ہو کہاں تک اس حد تک نہیں پہنچا کہ فاعل پر بھی خود ان کی طرح حکم کفر یا بدعت وغیرہ کا عائد ہو۔

(۳) بعض لوگ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم پورا نہیں پڑھتے بلکہ عبدالحاجتہ جب پڑھتے ہیں صرف لاحول ولا قوۃ پر بے وجہ اقتصار کرتے ہیں یہ اگرچہ سخت قبیح و شنیع ہے مگر اس میں کفر کس طرح کا بھی نہیں یا کیا اس پورے جملہ کا علم صرف جرنال مدخول نفی مقرر کرنا کہنا کیسا ہے۔

(۴) نصاریٰ وغیرہ کی کچھریوں اور ان احکام، آج کل کے زمانہ والوں کو عدالت یا عادل کہنا اگرچہ سخت حرام ہے اور فقہانے حکم کفر تک فرمایا اس سے احتراز ضرور ہے مگر دریافت طلب یہ امر ہے کہ یہ حکم کفر مسئلہ مفتی بہا ہے کہ ایسے استعمال کرنے والے کافر ہو جائیں اور اگر ہے تو کیا قسطی کفران پر عائد ہے اور قطعی بھی ایسا کہ جو دوسرا نہیں کافر نہ سمجھے اس کے بھی ایمان میں خلل آجائے۔

(۵) کاتب جو اجرت پر کتابت کرتے اور کتابت میں امر خلاف دین ہو اور اجرت پر چھاپنے شائع کرنے والے اس کو شائع کریں یا کوئی شخص بے اجرت محض بے اجرت محض مروت سے ایسا کرے تو اس کا کیا حکم ہے یا کوئی شخص صفائی خط کیلئے کوئی قطعہ وغیرہ لکھے اور اس میں ایسے کلمات بھی نقل کر جائے یا ان سب صورتوں میں زبان سے پڑھے تو کیا حکم ہے؟

بینوا تو جروا۔

الجواب: (۱) اور کیا کچھ کہنے والے پر بھی الزام نہیں جب کہ اسے بھی اس سارق نماز پر زجر مقصود ہو۔

(۲) ان لوگوں کو بے ضرورت و مجبوری ابتداء اسلام حرام اور بلا وجہ شرعی ان سے مخالفت اور ظاہری ملاطفت بھی حرام قرآن عظیم میں قعود معہم سے نہیں صریح موجود اور حدیث میں ان سے بخندہ پیشانی ملنے پر قلب سے نور ایمان نکل جانے کی وعید افعال تعظیمی مثل قیام تو اور سخت تر ہیں یوہیں کلمات مدح حدیث میں ہے۔

اذامدح الفاسق غضب الرب واهتزله عرش الرحمن۔
دوسری حدیث میں ہے:

لا تقولوا للمنافق يا سيد فانه ان يك سيدكم فقد استخطتم
ربكم عزوجل۔

باقی دنیوی مراسم جن میں تعظیم و احتلاط نہ ہو ان میں فاسق کا حکم آسان ہے مصالح
دینیہ پر نظر کی جائے گی اور مرتد و متبدع سے بالکل ممانعت اور ضرورات شرعیہ ہر جگہ مستثنیٰ:

فان الضرورات تبيح المنحطورات

رشتہ بتانے میں مطلقاً حرج نہیں جیسے عمر بن الخطاب علی بن ابی طالب۔

مع ان الخطاب و اباطالب لم يسلمها۔

ان کے ساتھ برتاؤ قولاً و فعلاً ممنوع ہے بے ضرورت اس کا مرتکب عاصی ہے ان کا
مثل نہیں جب تک ان کے کفر و بدعت و فسق کو اچھایا جائز نہ جائے۔

(۳) عند الحاجة صرف لاجول و لا قوۃ پراقتصار قبیح ہے کفر سے کوئی علاقہ نہیں ہے کہ
اپنے حول و قوۃ کی نفی کے لئے ہے علم صرف لاجول کہنا حرج نہیں رکھتا۔

(۴) عدالت بطور رائج ہے معنی وضعی مقصود نہیں ہوتے لہذا تکفیر ناممکن البتہ عادل کہنا
ضرور ہے۔ کلمہ کفر ہے مگر محض برائے خوشامد ہوتا ہے لہذا تجدید اسلام و نکاح کافی ہاں خلاف
ما انزل کو اعتقاد عادل جائیں تو قطعی وہی کفر ہے کہ من شك فی كفره فقد كفر۔

(۵) القلم احد اللسانین جو زبان سے کہنے پر احکام ہیں وہی قلم پر اور ایسی اجرت حرام
اس کی اشاعت حرام اور ایسی مروت فی النار ہاں جب اعتقاد نہ ہو تو کفر نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔
مسئلہ ۵۸: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ داستان امیر حمزہ جو عمر و عیار کا ذکر
ہے یہ عمر و کون ہیں اور ان کی نسبت اس لفظ کا اطلاق کیسا ہے؟ بیوا تو جروا۔

الجواب: سیدنا عمر و بن امیہ ضمیری رضی اللہ عنہما اجلہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ہیں فیضی بے فیض
نے جب داستان امیر حمزہ رضی اللہ عنہما گڑھا اس میں جہاں صد ہا کارنا شائستہ و اطوارنا بائستہ مثلاً

مہر نگار دختر نوشیروان پر فریفتہ ہو کر راتوں کو اس کے محل پر کمند ڈال کر جانا اور معاذ اللہ صحبتیں گرم رکھنا عم مکرم حضور ﷺ اسد اللہ و اسد رسولہ سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما کی طرف نسبت کہتے یو ہیں ہزار ہا شہدین اور مسخرگی کے بیہودہ جتن ان صحابی جلیل رضی اللہ عنہ کی جانب منسوب کر دیئے اور انہیں معاذ اللہ عیار زور و طرار کے لقب دے کر بحیلہ داستان جاہل بے چارے تہرائی بنائے یہ اس مرد کی ناپاک پیا کی اور خدا اور رسول پر سخت جرات تھی مسلمانوں کو ان شیطانی قصوں خصوصاً ان ناپاک لفظوں سے احتراز لازم ہے واللہ سجتہ و تعالیٰ اعلم۔

تصدیق بدایوں

لله در المجيب ما احسنه من ناطق بالحق مصيب والعلم لله حوره

المفتقر الى الله المدعو لعبد المقتدر عفى عنه۔

مسئلہ ۵۹: مولانا المعظم والمکترم والمحترم دامت برکاتہم العالیہ۔ پس از اداب و تسلیمات معروض۔ اخبار محض جو شہادت میں نامقبول ہے۔ اسی کے معنی اردو میں کیا ہیں اور شہادت شرعیہ کسے کہتے ہیں؟ بینواتو جروا۔

الجواب: کسی بات کی خبر ان لفظوں سے دینی جو کسی ایسے لفظ سے خالی ہوں جس کا ہونا شریعت مطہرہ نے اس معاملہ کی شہادت میں ضروری رکھا ہے اخبار محض ہے مثلاً یہ کہنا فلاں جگہ چاند ہوایا آج چاند لوگوں نے دیکھا اخبار محض ہے کہ رمضان مبارک میں بھی معتبر نہیں اور عیدین میں بے لفظ اشہد یہ کہنا بھی کہ میں نے چاند دیکھا اخبار محض ہے ہر امر میں جتنی شرطیں شریعت نے اس پر صحت شہادت کے لئے رکھی ہیں جو شہادت ان کی جامعہ ہو شرعیہ ہے مثلاً زنا میں تین ثقہ عادل مردوں کی شہادت شہادت شرعیہ نہیں ہلال عیدین میں ایک ثقہ عادل کی شہادت شرعیہ نہیں۔ رمضان المبارک میں دس بیس ہنود و ہابیہ روافض نیچریہ قادیانیہ و امثالہم کا ہزار حلفوں کے ساتھ شہادت دینا کہ آج ہم نے اس مہینہ کا ہلال دیکھا شہادت شرعیہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۶۰: شہادت کی دو صورتیں جن میں بلفظ اشہد شہادت دینا ضرور ہے تو کیا خاص یہی

لفظ ہو یا اس کا صرف اردو فارسی وغیرہ کا ترجمہ ہو سکتا ہے جیسے میں شہادت دیتا ہوں یا گواہی دیتا ہوں وغیرہ وغیرہ۔ بینوا توجروا۔

الجواب: ترجمہ بھی کافی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶۱: روزِ دار سے مجبوراً کراہ شرعی کر کے کسی نے جماع کیا یا کرایا تو روزہ صرف قضا کرے یا مع کفارہ یا کیا؟ بینوا توجروا۔

الجواب: صرف قضا ہے۔ اقول اور یہاں کراہ شرعی کے صرف وہ معنی نہیں کہ قادر کی طرف سے مثلاً قتل یا قطع وغیرہ کی وعید تخویف ہو جس کا ذکر کتاب الاکراہ میں ہے بلکہ مجرد بے اختیاری بھی مسقط کفارہ ہے اس کی صورت عورت میں ظاہر کہ وہ کمزورہ پکڑ کر زبردستی علاج کر دیا مرد میں اس کی شکل یہ ہے کہ مریض ہے جنہش کی طاقت نہیں قرب زن سے اس کے آلہ کو انتشار ہوا کہ وہ امر طبعی ہے اس کے دفع پر ہر انسان قادر نہیں عورت کو منع کرتا رہا وہ نہ مانی یہ دفع پر قادر نہ تھا اس نے زبردستی داخل کر لیا۔ اس صورت میں بھی مرد پر صرف قضا ہے۔

بدل علیہ قول الفتح مستدلاً علی وجوب الکفارة ذلك امارة

الاختیار فعلم ان لا کفارة لو لا اختیار۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶۲: کانوں میں پانی چلا جانا یا خود اس کا ڈال لینا ناقص صوم نہیں ہے کیا یہی حکم ہے اگرچہ دماغ تک پانی پہنچ جائے تو اختلاف صحیح ہے اور فقیر کے نزدیک راجح افطار۔ رد المحتار میں ہدایہ و تبیین و محیط و داو الجیہ سے عدم الفطر اور خانیہ و بزازیہ و فتح و برہان سے فطر کی ترجیح نقل کی اس پر حاشیہ فقیر میں ہے:

اقول: معلوم ان تصحیح قاضی خان مقدم لانه فقیہ النفس علی ما فی دلیل الفطر من القوة الاتری ان من غیب حشفة فی دبره اوھی فرجها افطر مع عدم صلاح البدن فی ذلك۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ

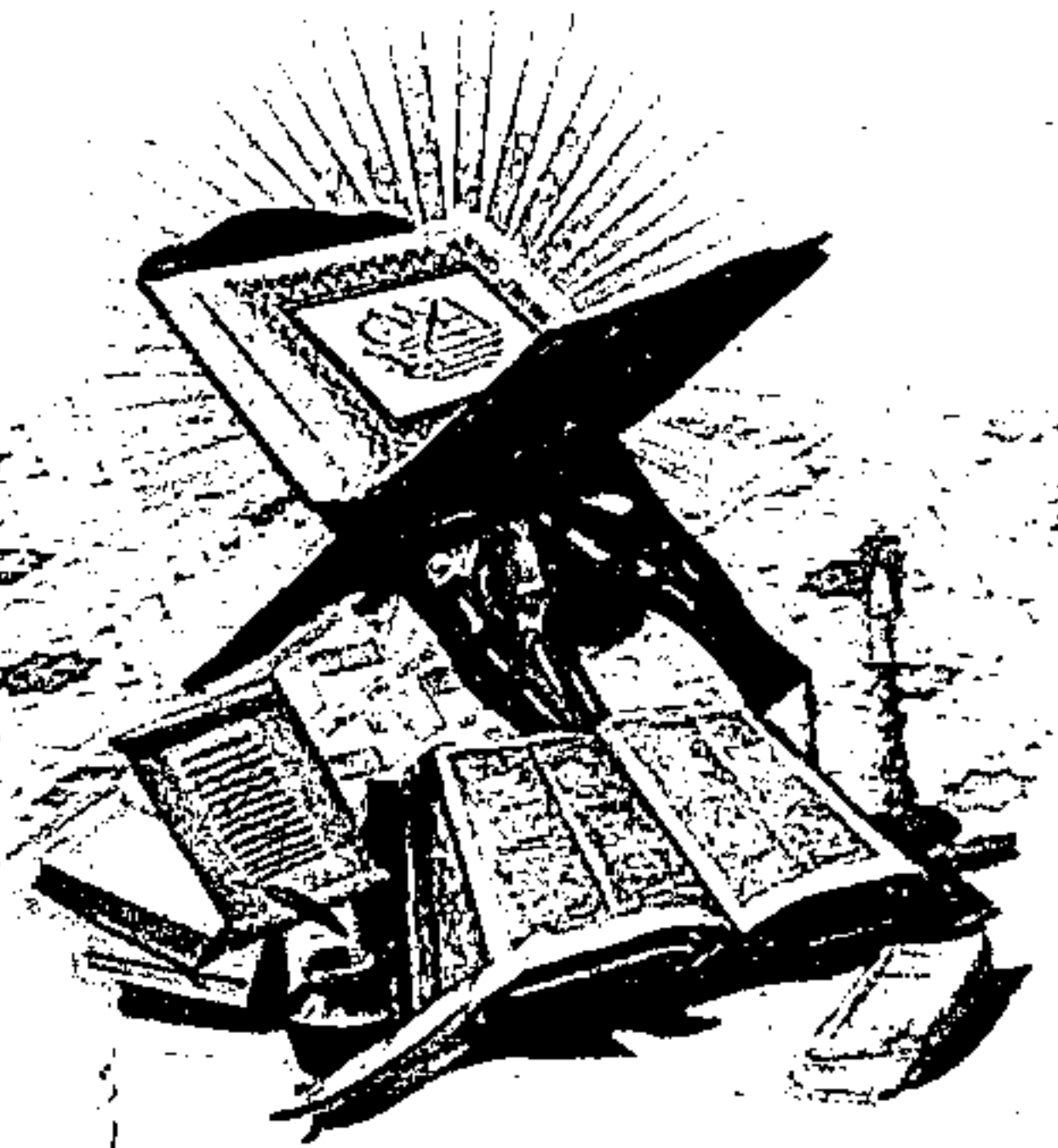
عبدالمذنب احمد رضا
عفی عنہ محمدن المصطفیٰ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے قلم سے شریعت کے بالائے انمول نکتے

مکمل 3 حصے

احکام شریعت

مع مختصر حالات
اعلیٰ حضرت امام اہل سنت



مصنف المصنف

احمد رضا محدث بریلوی

کتاب خانہ امام احمد رضا